محضر نامہ

کے

ضمیمہ جات

ناشر

اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ

© 1990 Islam International Publications Limited.

Published by :
Islam International Publications Limited
Islamabad
Sheephatch Lane, Tilford,
Surrey GU10 2AQ U.K.

Printed by:
Raqeem Press
Islamabad, U. K.

ISBN 1 85372 386 x

انڈیکس ضمیمہ جات

نمبر شمار	ضمیمہ جات	صفحہ
۱	اقوام متحدہ اور حقوقِ انسانی	۱
۲	حقوقِ انسانی اور آئین پاکستان	۷
۳	پاکستان میں عیسائیوں کے تحفظات	۵۳
۴	مسلمانان پاک و ہند کی تمام مشہور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے باہمی فتاویٰ کفر کا مستند مجموعہ	۵۹
۵	مقربان الٰہی کی سرخروئی	۶۱
۶	القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین	۱۱۹
۷	خاتم الانبیاءؐ	۱۲۱
۸	مقام ختم نبوت یعنی مقام محمدیت کی تفسیر	۱۵۵
۹	ہم مسلمان ہیں	۱۷۷
۱۰	ہمارا مؤقف	۲۳۱
۱۱	عظیم روحانی تجلیات	۲۴۷
۱۲	حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر تحریف قرآن کے بہتان کی تردید	۲۶۷
۱۳	مودودی شہ پارے	۳۰۹

پیش لفظ

محضر نامہ وہ تاریخی دستاویز ہے جو جماعت احمدیہ نے 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کے سامنے اپنے مسلمان ہونے، اپنے بنیادی عقائد کی وضاحت اور جماعت احمدیہ پر لگائے گئے بعض بے بنیاد الزامات کی تردید کے لئے پیش کی اور یہ دستاویز حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے قومی اسمبلی میں پڑھی۔

قومی اسمبلی میں یہ موقف پیش کیا گیا کہ مذہب انسان کا بنیادی حق ہے جس حق کو قرآن کریم، اقوام متحدہ اور آئین پاکستان نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اور دنیا کی کوئی عدالت یا اسمبلی کسی سے یہ حق چھین نہیں سکتی۔ ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں اللہ کی توحید کے قائل ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور قرآن کریم کو اللہ کی کامل شریعت تسلیم کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا موقف کی تائید میں محضر نامہ کے ساتھ مختلف ضمیمہ جات بھی اراکین اسمبلی میں تقسیم کئے گئے تھے جن سے جماعت کے موقف اور عقائد کی وضاحت ہوتی ہے۔

قومی اسمبلی 1974ء میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جو ضمیمہ جات محضر نامہ کے ساتھ پیش کئے گئے ان کو بھی شائع کیا جارہا ہے تا منصف مزاج

لوگوں پر جماعت احمدیہ کا موقف واضح ہو سکے اور یہ حقیقت بھی ان کے سامنے آئے کہ محضر نامہ اور ان کے ضمیمہ جات میں جماعتی عقائد کی واضح تشریح اور تصریح کے باوجود قومی اسمبلی نے نہایت غیر منصفانہ، غیر آئینی اور قرآن وسنت کے خلاف فیصلہ کیا۔ ضمیمہ جات کی زیادہ ضخامت کے باعث ان کو تین جلدوں میں شائع کیا جا رہا ہے ضمیمہ نمبر 4 فتاویٰ کفر اور ضمیمہ نمبر 6 القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین کو علیحدہ کتاب کی صورت میں جبکہ دیگر ضمیمہ جات ایک جلد میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

یہ ضمیمہ جات اس امید پر شائع کئے جا رہے ہیں کہ طالبانِ حق براہِ راست جماعت احمدیہ کے موقف کو پڑھ کر فیصلہ کر سکیں کہ جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کا ظالمانہ اور غیر شرعی فیصلہ کس حد تک مبنی بر انصاف اور مبنی بر تعلیماتِ اسلام ہے!

ناشر

ضمیمہ نمبر 1

اقوام متحدہ اور حقوق انسانی

THE ANATOMY
OF LIBERTY

The Rights of
Man Without Force

BY
WILLIAM O. DOUGLAS

A TRIDENT PRESS BOOK
NEW YORK 1963

I

THE INDIVIDUAL AND THE STATE

> *"In a free government the security for civil rights must be the same as that for religious rights. It consists in the one case in the multiplicity of interests, and in the other in the multiplicity of sects."*
>
> —FEDERALIST NO. 51

MAN'S STRUGGLE for liberty has no date for its beginning or for its end. In the past it has been primarily a contest against a ruler: sometimes from a colonial regime, at other times, a person of the same race and color as the subjects. The oppressor has appeared as a king, a dictator, a religious group, a politburo, an army. Today one measure of liberty is the extent to which the individual can insist that his government live under a Rule of Law. Another is the immunity of the individual when he shakes his fist at the authorities and defies them if they fail to follow the supreme law.[1] Still another measure of liberty is the degree to which society affords the individual an opportunity to develop as an integrated human being, healthy in body and soul, with a mind unfettered, with ideas, conscience, and belief inviolate from governmental interference, with a chance for individual preferment and opportunity.

The Declaration of Independence written by Thomas Jefferson and adopted on July 4, 1776, is a Declaration of the Rights of Man: "We hold these truths to be self-evident, that all men are created equal, that they are endowed by their Creator with certain unalienable Rights, that among these are Life, Liberty and the pursuit of Happiness."

Men do not acquire rights from the government; one man does not give another certain rights. Man gets his rights from the Creator. They come to him because of the divine spark in every human being.

Jefferson went on to say, "That to secure these rights, Governments are instituted among Men, deriving their just powers from the consent of the governed"—not from on high, not from a king, but from "the consent of the governed." That is basic to any Free Society.

The Declaration of Independence also says that every people has the right to revolution. It is the right of the people to abolish an old government, to form a new government, and to organize it in such form as seems to them best for their safety and happiness.

That is the essence of the American Declaration of Independence. It has contributed greatly to the cause of the equality of man the world over.

Our Constitution, unlike the British one, is written. The Bill of Rights—which makes up the first Ten Amendments—contains the chief protection for human rights. But the body of the Constitution has certain guarantees which the Founding Fathers thought were rights that should be secured to all people.

The guarantees expressed in the Bill of Rights are no monopoly of the West. India, in its constitution, recognizes many of them. Their roots are deep in Eastern philosophy as well as in Western experience. One can trace them to the teachings of the Koran, to the moral precepts of the Bible, to the words of Buddha, to the philosophy of the Hindus.

The philosophy of the Bill of Rights was put into enduring words by an Arab scholar and philosopher, Dr. Charles Malik of Lebanon. Dr. Malik, who was a member of the Commission on Human Rights of the United Nations, helped draft a Declaration of Human Rights for the United Nations. Dr. Malik stated what he deemed to be the fundamental principles of civil rights:

> 1. The human person is more important than the racial, national, or other group to which he may belong;
> 2. The human person's most sacred and inviolable possessions are his mind and his conscience, enabling him to perceive the truth, to choose freely, and to exist;
> 3. Any social pressure on the part of the State, religion or race, involving the automatic consent of the human person is reprehensible;
> 4. The social group to which the individual belongs may, like the human person himself, be wrong or right: the person alone is the judge.[2]

Dr. Malik was not, of course, addressing himself to American constitutional law. But what he said summarizes the philosophy of our Bill of Rights and of all constitutions which put the individual above the State and above the group. The State cannot require the citizen to sacrifice his belief and his conscience in order to conform to what the State thinks is best. Nor can the group to which he belongs punish him for expressing disagreement or dissent from the policy of the group.

ضمیمہ نمبر 2 کا اردو متن

حقوق انسانی

اور

پاکستان کا آئین

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث مرزا ناصر احمد
ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
فرمودہ
۲۱ر احسان ۱۳۵۳ ہش مطابق ۲۱ر جون ۱۹۷۴ء
بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

حقوق انسانی کا منشور اور پاکستان کا آئین دونوں ہر شخص کے اس حق کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب اور عقیدہ کا خود اعلان کرے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱/جون ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پچھلے چند دن بڑی شدید گرمی پڑی اور آج گو موسم نسبتاً بہتر ہے لیکن دوست جانتے ہیں کہ گرمی مجھے تکلیف دیتی ہے اور بیمار کر دیتی ہے دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ گرمی سے کہہ دے کہ وہ مجھے تکلیف نہ دیا کرے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ مجھے ایسی خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے نزدیک مقبول ہو اور سبھی احباب جماعت کی پریشانیاں اور ابتلاء جلد تر دور ہو جائیں۔ اس وقت میں اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش تو کروں گا مگر کہہ نہیں سکتا کہ اس میں کامیاب ہوں گا یا نہیں۔

پہلی بات یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے یہ تعلیم دی ہے اور بڑی تاکید سے ہمارے سامنے یہ مسئلہ رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم کو اور ظالم کو پسند نہیں کرتا اور نہ رضا اور محبت کا تعلق ظالموں سے رکھتا ہے۔ فرمایا وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ (آل عمران:۱۶۱)۔ قرآن کریم نے کئی جگہ بعض دوسری باتوں کے ذکر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے پیار نہیں کر سکتا مثلاً مُعْتَدِیْن

(حد سے بڑھنے والوں) سے پیار نہیں کرتا۔ قرآن کریم نے کئی جگہ یہ کہا ہے کہ یہ یہ صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پیاری ہیں مثلاً کہا خدا تعالیٰ متوکلین سے پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں سے پیار کرتا ہے یا مثلاً یہ کہا کہ خدا تعالیٰ متّقیوں سے پیار کرتا ہے۔

میں اس وقت ظلم کے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا کہ وہ ظالم سے پیار نہیں کرتا مگر یہ نہیں فرمایا کہ اس کے پیار کے حصول کے لئے محض مظلوم بن جانا کافی ہے بلکہ جو شخص مظلوم بھی ہے اور اس کے اندر دوسری صفات بھی (جو اللہ کو پیاری ہیں) پائی جاتی ہیں مثلاً وہ متقی ہے، وہ صابر ہے، وہ متوکل ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے والا ہے وہ آزمائشوں اور امتحانوں اور ابتلاؤں کے وقت ثباتِ قدم دکھاتا ہے اور وفا کی راہوں کو نہیں چھوڑتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دامن پر اس کی گرفت کبھی ڈھیلی نہیں پڑتی اللہ اس سے پیار کرتا ہے۔

پس قرآن کریم کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ظالموں سے بہر حال پیار نہیں کرتا اور قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ ایسے مظلوم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک ہوتے چلے آئے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو اس رنگ میں ڈھالا کہ خدا تعالیٰ نے ان سے پیار کیا۔ پھر قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ تمہیں آزمایا جائے گا تمہارے لئے خوف کے آثار، خوف کے حالات پیدا کئے جائیں گے اور تمہارا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ ایسی تدابیر کی جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے والوں، اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے والوں، اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے اسلام، قرآن عظیم اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے والوں کی آزمائش کی جائے گی اور ایسی تدابیر کی جائیں گی کہ ان کو کھانے پینے کو کچھ نہ ملے۔

پچھلے دنوں جو حالات گزرے ہیں وہ بڑے تکلیف دہ ہیں مگر اب یہ بھی

رپورٹیں آ رہی ہیں کہ جہاں دیکھا کہ کمزور اور تعداد میں کم احمدی ہیں تو کہا ان کا بائیکاٹ کر دو، ان کو کھانے کو کچھ نہ دو، ان کو پانی نہ لینے دو (دکانوں سے سودا سلف خریدنے اور ماشکیوں کو پانی سے منع کر دیا گیا وغیرہ) ہمیں اس لئے گھبراہٹ نہیں کہ جُوع (بھوک) کے سامان پیدا کئے گئے ہیں اس کی خبر تو قرآن عظیم نے ہمیں پہلے سے دی ہوئی ہے جو گھبراہٹ ہے اس کا میں آگے ذکر کروں گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ (البقرۃ:۱۵۶) مال کے نقصان سے تمہارا امتحان لیا جائے گا اور تمہیں جانوں کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔ پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا دنیا کی حسنات کے حصول کے لئے تمہاری جو کوشش ہو گی اور اس کے عام حالات میں جو نتائج نکلنے چاہئیں یا کوشش کا ثمرہ ملنا چاہیئے اس سے تم محروم کئے جاؤ گے گویا تمہاری کوشش کے ثمرہ یا نتیجہ سے تمہیں محروم کر دینے کی صورت میں بھی تمہاری آزمائش کی جائے گی۔

اس وقت باہر سے جو اطلاعات آ رہی ہیں ان سے یہ پتہ لگتا ہے کہ ہمارے بھائیوں کی جُوع (بھوک) کے امتحان میں ڈالنے کی طرف زیادہ توجہ ہے۔ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ احمدیوں کو کھانے کو نہ ملے، پینے کو نہ ملے۔ جب میرے پاس باہر سے ایسی رپورٹیں آتی ہیں تو میں سوچ میں پڑ جاتا ہوں اور اپنے ملنے والوں کو بھی یہ سمجھاتا ہوں کہ دیکھو ہمارے پیارے اور محبوب آقا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکی زندگی میں بعض تاریخوں کے مطابق اڑھائی سال تک اور بعض کے مطابق تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا اور اس وقت جتنے بھی مسلمان تھے وہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب کی آزمائش کی گئی۔ ان کا امتحان لیا گیا اور اڑھائی سال تک یہ کوشش کی گئی کہ نہ ان کو کھانے کے لئے کچھ ملے اور پینے کے لئے۔ گو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ

انتظام تو کیا کہ کھانے کو اتنا ملتا رہے کہ وہ زندہ رہ سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ ان کا امتحان لینا تھا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان کے صدق ووفا کا دنیا میں اعلان ہونا تھا اور اس نشانِ عظیم کو قیامت تک کے لئے قائم رکھنا تھا اس لئے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سب کچھ دے سکتا تھا کیونکہ دنیا میں حکم اسی کا چلتا ہے اور دنیا کی سب طاقتیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر سکتا تھا کہ اس قید کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کو معمول کے مطابق کھانا ملتا رہے مگر ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اتنا ہی دیا جس سے ان کی زندگی قائم رہ سکے۔ اس کے لئے مادی ذرائع کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہؓ سے فرمایا ایک کے بعد دوسرے دن لگا تار روزے نہ رکھا کرو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو اسی طرح روزے رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے تو خدا کھلاتا پلاتا رہتا ہے اس معاملہ میں تم مجھے اسوہ نہ بناؤ بلکہ ظاہری تدابیر اور مادی دنیا کے جو قوانین ہیں ان میں مجھے اپنا اسوہ بناؤ۔ میرے کچھ ایسے مقام بھی ہیں جو میرے ساتھ خاص ہیں مثلاً خود ختم نبوت کا مقام ایک ایسا مخصوص مقام ہے جو دنیا کے کسی دوسرے انسان سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق صرف اس پیاری اور حسین ترین ہستی سے ہے جسے دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کرتی ہے۔

بہرحال میں سوچتا بھی ہوں اور دوستوں کو اس طرف توجہ بھی دلاتا ہوں کہ دیکھو اگر تین سال نہیں تو کم از کم اڑھائی سال تک تو ضرور لگا تار بغیر کسی وقفہ کے اس وقت کے منکرین اور مخالفین نے یہ کوشش کی تھی کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے مسلمانوں کو قید کر دیا جائے یہاں تک کہ ان کو کھانے کو نہ ملے اور ان کو پینے کو نہ ملے۔ ایک بزرگ صحابیؓ نے بعد میں جب کہ ساری دنیا کے اموال مسلمانوں کے قدموں میں لا کر ڈال دیئے گئے تھے، ایک دفعہ ذکر کیا کہ میں

شعب ابی طالب میں قید کے زمانے میں رات کے اندھیرے میں کہیں جا رہا تھا کہ میرے پاؤں کے نیچے ایک چیز آئی جسے میں نرم محسوس کیا۔ وہ کہتے ہیں میں نیچے جھکا اور اسے اٹھا کر کھالیا مگر آج تک پتہ نہیں کہ وہ تھی کیا چیز۔ گویا اس قدر بھوک کی شدت تھی۔ مکی زندگی قریباً ساری ہی تکالیف کی زندگی تھی اسلئے ہمارے دل میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار ہے اور یقیناً ہے تو پھر آپؐ نے تو خدا کی راہ میں دس سال تک تکالیف برداشت کیں اس محبت کا یہ تقاضا ہے کہ ہم دس نہیں بلکہ دسیوں سال تک بھی اگر خدا ہمیں آزمائے تو ہم اس پیار کے نتیجہ میں دنیا پر یہ ثابت کر دیں کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی معرفت رکھتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیار کرتے ہیں جُوع (بھوک) کی حالت ان کی وفا کو کمزور نہیں کرتی وہ اسی طرح عشق میں مست رہتے ہیں جس طرح پیٹ بھر کر کھانے والا شخص مست ہوتا ہے۔ وہ مست رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عشق میں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار میں۔

پس ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ مظلومانہ زندگی کو بشاشت کے ساتھ قبول کرے۔ اگر وہ مظلومانہ زندگی کو بشاشت کے ساتھ قبول کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ انہی انعامات کا مستحق ہوگا جن کے مستحق وہ لوگ ہوتے رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اس قسم کی تکالیف کو بشاشت کے ساتھ قبول کرتے تھے۔ اسلامی تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ جو جوتیوں کے نیچے مسلی ہوئی نرم چیز کو بغیر دیکھے کھا جاتے تھے خدا تعالیٰ نے دنیا کی دولتیں ان کے قدموں میں ڈال دیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایک خطبہ میں ذکر کیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اے خدا! جو شخص تیرا ہو جائے تو اسے دو جہان بخش دیتا ہے لیکن جو تیرا ہو گیا وہ ہر دو جہان لے کر کیا کرے گا۔ اس

کے لئے تو کافی ہے۔ غرض پہلی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہی ہے کہ تم مظلومانہ زندگی کو بشاشت کے ساتھ قبول کرو تا تم اللہ تعالیٰ کی بے انتہا نعمتوں کے وارث بنو (انشاءاللہ تعالیٰ)

دوسری بات یہ ہے کہ کل کے اخبارات میں ایک خبر چھپی تھی کہ سرحد کی صوبائی اسمبلی نے متفقہ طور پر وفاقی حکومت سے یہ سفارش کی ہے کہ جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ اس کے متعلق میں ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں پہلی بات تو میں یہ کہوں گا کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کرنا حکومت کا اسی طرح فرض ہے جس طرح کسی دوسرے پاکستانی شہری کے حقوق کی حفاظت کرنا ان کا فرض ہے اور اس حکومت کے لئے ہم دعائیں کرتے آئے ہیں، اب بھی کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کو فراست عطا فرمائے اور ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے دنیا کے لوگوں کی نگاہ میں ان کے لئے ذلت کے سامان پیدا ہو جائیں۔

جہاں تک اقلیت کے سلسلہ میں علمائے ظاہر کے فتاوٰی کا تعلق ہے وہ تو ساری دنیا کے علمائے ظاہر اور ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے علمائے ظاہر جو ہمارے ساتھ اتفاق نہیں رکھتے وہ ہمارے خلاف کفر کے فتوے دیتے چلے آئے ہیں۔ ساری دنیا کے علمائے ظاہر کے فتاویٰ کفر کے بعد حکومت پر یہ زور دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ حکومت احمدیہ فرقہ کے مسلمانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ یہ سوچنے کی بات ہے۔ میں نے بھی سوچا آپ نے بھی سوچا ہوگا اور پاکستان کی ۹۹ فیصد شریف اکثریت نے سوچا ہوگا کہ یہ کیا قصہ ہے کہ ساری دنیا کے مولویوں نے اعلان کئے اور جماعت احمدیہ پر کفر کے فتوے لگائے لیکن ساری دنیا کے مولویوں کے فتووں کے بعد بھی احمدی کافر نہیں بنے اس لئے اب حکومت پر زور دیا

جا رہا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ دراصل یہ اعلان ہے ساری دنیا کے علمائے ظاہر کا کہ ہم تو احمدیوں کو کافر کہہ کہہ کر تھک گئے مگر ہم سے یہ کافر نہیں بنتے اب حکومت کچھ کرے تا کہ ہمارے دل خوش ہوں۔ گویا ساری دنیا کے علماء کی کوششوں کی ناکامی کے مقابلے میں حکومت کچھ کرے تا کہ مولویوں کے دلوں میں ٹھنڈ پڑے۔ پس دنیا کے علمائے ظاہر کی طرف سے یہ اعلان درحقیقت اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے سارے فتوے ناکام ہو گئے ہیں۔

میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں ۱۸/۱۹ سال کی بات ہے حکومت پنجاب کے ایک سیکرٹری جو ہمارے ساتھ آکسفورڈ میں پڑھا کرتے تھے، ایک دن مجھے کہنے لگے کہ علماء میرے پاس آ رہے ہیں اور وہ مجھ پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ حکومت ایک تو جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے اور دوسرے یہ قانون بنایا جائے کہ کوئی شخص آئندہ احمدی نہیں بنے گا۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے یہ قانون بنانے سے پہلے کہ آئندہ کوئی شخص جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہوگا آپ کو ایک اور قانون بنانا پڑے گا کہنے لگے وہ کیا؟ میں نے کہا کہ آپ کو پہلے یہ قانون بنانا پڑے گا کہ ہم پاکستان میں ''منافقین'' کا ایک ایسا گروہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جو دل سے احمدی ہوں اور زبان سے اس کا انکار کریں کیونکہ دنیا کی کوئی مادی طاقت دل کا عقیدہ نہیں بدل سکتی۔ کسی کے زبان سے اظہار پر آپ پابندی لگا سکتے ہیں اس کے دل کے عقیدہ پر نہیں لگا سکتے۔ اگر اس قسم کا قانون بنا دیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہزاروں لاکھوں آدمی دل سے تو احمدی ہوتے چلے جائیں گے لیکن زبان سے کہیں گے کہ وہ احمدی نہیں ہیں۔ اس لئے پہلے یہ قانون بناؤ کہ ہم اس قسم کے ''منافقوں'' کی ایک جماعت پیدا کرنا چاہتے ہیں جو دل سے احمدی ہوں گے لیکن زبان سے انکار کر رہے ہوں گے۔

باقی رہی پہلی بات یعنی احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تو انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ یہ مولوی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے سارے فتووں کے باوجود عوام کی بہت بھاری اکثریت پھر بھی ان کو مسلمان سمجھتی ہے۔ گویا انہوں نے خود اعتراف کیا کہ ان کے فتوے غیر مؤثر ثابت ہوئے۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ اگر ساری دنیا کے علماء کے فتووں کے باوجود پاکستان کی بھاری اکثریت احمدیوں کو مسلمان سمجھتی ہے تو پھر جو آپ قانون بنائیں گے اور ایک اور فتویٰ صادر کریں گے اس کی ایک فتوے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ ماضی کے بے شمار فتاویٰ پر ایک فتویٰ اور زائد ہو جانے سے مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہمیں غیر مسلم کیسے سمجھنے لگ جائے گی۔ ہم نمازیں پڑھ رہے ہوں گے ایک مسلمان کی طرح ہمارے گھروں سے قرآن مجید کی تلاوت کی آوازیں باہر پہنچ رہی ہوں گی اور وہ سن رہے ہوں گے اور ہماری زندگیوں میں وہ اس کوشش کو دیکھ رہے ہوں گے کہ اسلام کے مطابق انہیں ڈھالا جائے، دنیا میں ''تبلیغ اسلام کے کارنامے'' ان کے کانوں میں پڑیں گے تو وہ تمہارے ایک اور فتویٰ کی زیادتی سے ہمیں کافر کیسے سمجھنے لگ جائیں گے۔ اس پر وہ سوچ میں پڑ گئے اور کہنے لگے بات تو ٹھیک کہتے ہو۔

پس ساری دنیا کے علمائے ظاہر جو ہمیں کافر قرار دے چکے ہیں، ان کو یہ فکر کیوں لاحق ہوئی کہ ساری دنیا ہمیں اب بھی مسلمان سمجھتی ہے یا تو وہ یہ اعلان کریں کہ ہمارے سارے فتوے غیر مؤثر اور ناکام ہیں اور ہم یہ اعلان کریں گے کہ حکومت کا کوئی فتویٰ قانونی حیثیت نہیں رکھتا دنیا کا جو قانون ہے اور ہمارے ملک کا جو دستور ہے وہ تو اس قسم کے مسئلہ پر غور کرنے سے بھی منع کرتا ہے۔ ملکی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا، بین الاقوامی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

بہرحال ایک تو یہ لوگ اس وجہ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت قانون بنائے

کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے فتاوٰی ناکام ہوگئے ہیں، ان کا کوئی اثر پیدا نہیں ہوا۔ دنیا احمدیوں کو اب بھی مسلمان سمجھتی ہے۔ دوسری وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اگر حکومت کا فتوٰی نہ ہوا اور صرف علمائے ظاہر کا فتوٰی ہو تو جیسا کہ جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان فتاویٰ کو دیکھ کر تو ہر فرقہ کافر ٹھہرتا ہے مثلاً ہمارے وہ بھائی جن کو لوگ وہابی کہتے ہیں یعنی امام محمد بن عبدالوہابؒ کے متبعین (بعد میں آنے والوں نے ان کی تعلیم کی پرواہ نہیں کی اور ان کی تعلیم کے مطابق بدعات سے پاک معاشرہ قائم نہیں کیا) بہرحال جو لوگ امام محمد بن عبدالوہابؒ کی اتباع کرنے والے ہیں اور ان سے منسلک ہیں، ان کے متعلق دوسرے تمام فرقوں کے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا۔

پھر شیعہ ہیں۔ ان کی حکومتیں بھی ہیں ان کے اپنے عقائد ہیں بعض تفاصیل میں وہ دوسرے مسلمانوں سے بڑے مختلف ہیں۔ ان کی نماز میں بھی سنیوں کی نماز سے اختلاف ہے۔ پھر سنیوں میں آگے مالکی ہیں۔ بعض دفعہ وہ افریقہ میں ہمارے ساتھ یہ بحث کرتے ہیں کہ تم کہاں سے مسلمان ہوگئے۔ تم تو سینے پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہو۔ چنانچہ ان میں سے کئی دوست جن کو حج کرنے کی توفیق ملی اور انہوں نے مکہ معظّمہ کے علماء اور مقتدیوں کو ہاتھ باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ انہوں نے ایک غلط مسئلہ بنا کر بحث چھیڑ رکھی تھی پھر جب وہ حج کر کے واپس گئے تو احمدی ہوگئے۔ اگر کسی دماغ نے یہ سوچا ہو کہ احمدیت کو پھیلنے سے روکا جائے تو پھر اس کے لئے احمدیوں کو حج سے روکنے میں اتنا فائدہ نہیں جتنا افریقن ممالک کے غیر احمدیوں کو حج سے روکنے کا فائدہ ہے کیونکہ ان فروعی مسائل میں سے بعض (مثلاً ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا وغیرہ) وہاں جا کر خود بخود حل ہو جاتے ہیں اور اس طرح لوگ احمدی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اہل حدیث کو لے لیں اور ان کو علماء ظاہر

کے مختلف فرقوں سے علیحدہ کرلیں اور باقیوں کے فتاوٰی کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اہل حدیث غیر مسلم اقلیت ہیں۔ محمد بن عبدالوہابؒ سے تعلق رکھنے والے یعنی وہابی غیر مسلم اقلیت ہیں۔ یہ میں وہی کچھ بتا رہا ہوں جو جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں انہوں نے ٹھیک لکھا ہے کہ پھر مسلمان تمہیں کہاں نظر آئے گا پس چونکہ محض علماء کے فتاوٰی پر انحصار کر کے کوئی فرقہ بھی مسلمان نہیں رہتا تھا اور یہ ان علماء کیلئے بڑی مصیبت بنی ہوئی تھی اس لئے انہوں نے سوچا کہ ایک فتوٰی ایسا ہو جائے جو صرف ایک فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے اور پھر ہم شور مچا کر دوسروں کو یہ بات بُھلا دیں گے کہ سارے فتاوٰی کا اثر امت مسلمہ پر کیا پڑا ہے۔ یہ ایک دوسری وجہ ہے علماء کے اس بات پر زور دینے کی کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ فتویٰ دے دے۔

تیسرے وہ حکومت کو اس لئے مفتی بن کر بیچ میں آنے کے لئے کہتے ہیں کہ اگر ان کے فتاوٰی کفر کو دیکھا جائے تو ان فتاویٰ میں قرار نہیں ہے کچھ عرصہ پہلے ہمارے محترم شاہ فیصل اور ان کے خاندان اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کو کم از کم بارہ سال تک حج سے روکا گیا اور ان کے بعض ہم خیال یا ملتے جلتے خیالات رکھنے والے لوگ جو ہندوستان سے حجاز چلے گئے تھے ان سب پر اس وقت کی حکومت نے بڑی سختیاں شروع کر دیں جس پر انگریزوں کو دخل دے کر ان کی جانیں بچانی پڑیں لیکن پھر بھی چوٹی کے بعض علماء جو ہندوستان سے وہاں گئے تھے ان کو ۳۹-۳۹ کوڑوں کی سزا دی گئی اور باقیوں کو انگریزی حکومت کے دباؤ پر زبردستی ہندوستان واپس بھیج دیا گیا اور اب ان کی وہاں حکومت ہے اور موجودہ علماء کے فتوے اس سے مختلف ہیں جو پہلے دیئے گئے تھے۔ حکومتیں بدل جانے کی وجہ سے اور حالات میں تبدیلی آ جانے کے نتیجہ میں علمائے ظاہر کے وہ فتاوٰی جو چودہ سو سال سے کفر کے

متعلق دیئے جاتے رہے ہیں ان میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور کوئی عقلمند انسان صرف اسی نقطہ نگاہ سے دیکھے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ علماء کے فتاویٰ قابل قبول نہیں کیونکہ آج ایک فتویٰ دیا دس دن کے بعد دوسرا فتویٰ دے دیا۔ آج ایک فتویٰ دیا بارہ سال کے بعد ایک دوسرا فتویٰ دیدیا۔ حرمین شریفین کا ہمارے دل میں احترام کا یہ حال ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا کی ساری آبادیاں ان مٹی کے ذروں پر قربان ہونے کے قابل ہیں جن پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں پڑا تھا لیکن مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کا احترام اپنی جگہ اور ان علمائے ظاہر کا احترام اپنی جگہ جنہوں نے ایک وقت میں محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کے متبعین پر کفر کا فتویٰ لگایا اور بڑا سخت فتویٰ لگایا اور دوسرے وقت میں ان کے مسلمان ہونے اور کسی دوسرے کے کافر ہونے کا فتویٰ لگا دیا اور یہ دونوں فتوے ہمارے کتب میں حرمین شریفین کے فتاویٰ کے نام سے مشہور ہو چکے ہیں۔

بہرحال چونکہ ان کے اپنے فتووں کو قرار نہیں اس لئے دنیا جو دنیوی لحاظ سے کافی حد تک صاحبِ فراست بن چکی ہے گو دین کا علم اس کو حاصل نہیں۔ اس کا ایک زبردست اعتراض ان علماء کے فتاویٰ پر یہ ہے کہ آج تم ایک فتویٰ دیتے ہو پھر پچاس سال کے بعد دوسرا اور متضاد فتویٰ دے دیتے ہو مثلاً ایک وقت میں سید عبدالقادر جیلانیؒ پر علماء نے یہ کہہ کر کفر کا فتویٰ لگایا کہ آپ قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے وہ باتیں کرتے ہیں جو آپ سے پہلے علماء اور بزرگوں نے نہیں کیں اور پھر پچاس یا سو سال کے بعد پیدا ہونے والے جو بزرگ تھے ان پر یہ کہہ کر فتویٰ لگا دیا کہ آپ جو باتیں کرتے ہیں وہ سید عبدالقادر جیلانیؒ سے مختلف ہیں۔ پہلے ان پر فتویٰ لگایا کہ تم پہلے بزرگوں سے مختلف باتیں کرتے ہو۔ پھر بعد میں آنے والے بزرگ اولیاء پر فتویٰ لگایا کہ تم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کی جو تفسیر

دنیا کو بتائی تھی اس سے مختلف تفسیر بتا رہے ہو۔

بہر حال علماء اب یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا فتوٰی ہو یعنی حکومت کا فتوٰی ہو جس میں یہ اختلاف نہ ہو کہ صبح کچھ اور شام کو کچھ کہہ دیا جائے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکومت کیوں فتوٰی دے؟ حکومت کو نہ انسانی عقل، نہ انسانی شرافت، نہ انسانی فطرت اور نہ وہ مذاہب جو کسی وقت خدا کی طرف سے زمین پر نازل ہوئے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں پر حکم لگائے۔

ایک جنگ کے موقع پر ایک شخص جو اسلام کے خلاف لڑ رہا تھا جب ایک مسلمان کی تلوار اس کے سر پر کوندی تو اس نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مگر اس مسلمان نے اسے یہ کہتے ہوئے قتل کر دیا کہ تم جان کے خوف سے اسلام لائے ہو۔ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا آپ اس صحابی سے سخت ناراض ہوئے اور اس سے فرمایا کہ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا خدا جب یہ پوچھے گا کہ اس نے جب کلمہ پڑھا تو تم نے کس اصول اور کس عقیدہ اور کس تعلیم کے مطابق اس کی گردن کاٹی تو بتاؤ تم خدا کو کیا جواب دو گے؟

پس دنیا کا کوئی مذہب کسی حکومت کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ اگر کوئی شخص یا کوئی جماعت یہ کہے کہ وہ مسلمان ہے تو حکومت یہ کہے کہ نہیں تم مسلمان نہیں ہو۔ یہ تو اتنی موٹی اور بڑی واضح بات ہے کہ وہ لوگ بھی جو خدا کی ہستی کا انکار کرتے ہیں، حیات انسانی کی اس صداقت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکے۔

ہماری دنیا میں اس وقت کچھ تو غیر جانبدار قسم کے ملک ہیں لیکن جو طاقتور اور دولت مند دنیا ہے وہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک کو دائیں دنیا یعنی Rightist کہتے ہیں اور دوسری کو بائیں دنیا یعنی Leftist کہتے ہیں۔ چنانچہ Rightist بھی اس صداقت کو تسلیم کرتے ہیں اور Leftist بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔

چیئرمین ماؤزے تُنگ ایک بہت بڑے ملک کے ایک عظیم رہنما ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فراست دی ہے اور جہاں تک میں نے پڑھا ہے میں سمجھتا ہوں انہوں نے انسانیت کی بڑی خدمت کی ہے لیکن وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان نہیں رکھتے البتہ اخلاقی قدروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہوں نے بڑے زور سے لکھا ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں پڑھے ہوئے نوجوان پوری طرح بااخلاق ہونے چاہئیں اور انہی اخلاق کا نام لیا ہے جو اسلام نے ہمیں بتائے ہیں۔ وہ خدا کو نہیں مانتے لیکن یہ اخلاق تعلیم دیتے ہیں کہ دیکھو! کبھی کِبر اور غرور تم میں پیدا نہ ہو۔ ان کا یہ فقرہ جو دراصل اسلام کا فقرہ ہے اور اسلام کی تفسیر کرنے والے حضرت مہدی علیہ السلام کا فقرہ ہے، فرشتوں نے چیئرمین ماؤ کو سکھا دیا ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اسی ضمن میں یہ بھی کہا ہے ”تمہارے سر ہمیشہ زمین کی طرف جھکے رہیں“ یہ چیئرمین ماؤزے تنگ کے الفاظ ہیں۔ ان کی ایک کتاب ہے جس کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے جو چیئرمین ماؤ کی تصانیف اور مضامین میں سے بعض لمبے لمبے اقتباسات پر مشتمل ہے۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:-

> "Our Constitution lays it down that citizens of the People's Republic of China enjoy freedom of speech, of the press, assembly, association, procession, demonstration, religious belief."

کہ ہمارا آئین مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔

پھر وہ لکھتے ہیں:-

> "We cannot abolish religion by adminstative decree or force people not to believe in it."

ان کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ مذہب دل کا معاملہ ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا تھا جو ظاہری اور مادی طاقت ہے وہ دل کو تبدیل نہیں کر سکتی زبان کو تو مجبور کر سکتی ہے مگر دل کو مجبور نہیں کر سکتی۔ اس حقیقت کو انہوں نے سمجھا اور ان الفاظ میں اس کا اظہار کیا کہ ہم مذہب کو انتظامی قوانین کے ذریعہ مٹا نہیں سکتے اور ہم کسی شخص کو مادی طاقت کے ذریعہ مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اس عقیدہ پر ایمان نہ رکھے جو اس کا عقیدہ ہے۔

پس ایک دہریہ بھی یہ جانتا ہے اور دہریہ بھی وہ جس کے متعلق میں نے بتایا ہے کہ وہ اپنی قوم کے لئے ایک عظیم انسان ہے۔ اس نے بڑی خدمت کی ہے وہاں کے مظلوموں کی اور ان کو استحصال سے بچایا ہے اور دنیوی حسنات کے سامان ان کے لئے پیدا کئے ہیں اور بڑی ذہانت اور عقلمندی سے پیدا کئے ہیں۔ ان لوگوں کا وہ محبوب لیڈر رہا ہے اور ہم سب کے دل میں بھی اس کا احترام ہے کیونکہ اس نے نوعِ انسانی کی خدمت کی ہے۔ اگرچہ وہ مذہب اور خدا پر ایمان نہیں رکھتا لیکن انسان کا وہ خادم ہے۔ وہ ہے تو دہریہ مگر وہ اخلاق پر زور دے رہا ہے اور اس حقیقت کو وہ پا گیا کہ کوئی دنیوی طاقت خواہ وہ چین جیسی بڑی طاقت ہی کیوں نہ ہو۔ پاکستان تو چین جیسی بڑی طاقت نہیں ہے۔ خواہ وہ چین جیسی بڑی طاقت ہی کیوں نہ ہو کوئی دنیوی طاقت قانون بنا کر اور انتظامیہ کے احکام کے ذریعہ کسی شخص کو بھی اس بات پر مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ اس عقیدہ کو چھوڑ دے جو اس کا اپنا عقیدہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کوئی طاقت ایسا کر ہی نہیں سکتی۔ یہ ناممکن بات ہے۔ پس پاکستانی حکومت کے لئے یہ بات کیسے ممکن ہو جائے گی۔ یہ نامعقول بات ہے۔ اس میں ان کو الجھنا نہیں چاہیئے۔ کیا کہے گا چین؟ اور کیا کہے گا روس؟ اور کیا کہے گا امریکہ؟ اور کیا کہے گی ساری دنیا؟ اور کیا کہے گا وہ شریف انسان جو اکثریت میں ہے اور اس ملک میں بستا ہے کہ جو چیز

غیر معقول ہے تمہارے اختیار میں نہیں اس کا فیصلہ کرنے کی طرف تم کیوں مائل ہورہے ہو؟ دنیا کی میں نے پہلے بات کی ہے پاکستان کی بعد میں کروں گا۔ دوسرے دنیا نے یُو این او میں (جس تنظیم سے صرف چند ممالک باہر ہیں) جو ایک Human Rights (انسانی حقوق کے منشور) کا اعلان کیا اور ہر سال انسانی حقوق کے لئے دن منایا جاتا ہے۔ ان حقوق انسانی کے منشور پر پاکستان نے دستخط کئے ہیں اور ان کو تسلیم کیا ہے۔ ان Human Rights ’’انسانی حقوق‘‘ میں یہ کہا گیا ہے کہ دنیا کے ممالک مل کر یہ ضمانت دیتے ہیں کہ ہر انسان کو مذہبی آزادی ہوگی (میں اس وقت عمداً صرف مذہبی آزادی کا ذکر کر رہا ہوں) کس معنی میں مذہبی آزادی ہوگی؟ (جب مَیں پاکستان کی بات کروں گا تو وہاں بیان کرونگا دہرانے کی ضرورت نہیں) چین جیسا ملک جو دنیوی لحاظ سے ایک عظیم ملک ہے ان کا رہنما چیئرمین ماؤ جس نے اپنی ساری عمر اپنی قوم کی بہبودی کیلئے وقف کر دی اور جس کو خدا تعالیٰ نے یہ فراست عطا فرمائی کہ بعض دوسرے کمیونسٹ ممالک کی طرح اس نے یہ نہیں کہا کہ اخلاق کیا ہوتے ہیں؟ بلکہ اس نے یہ کہا کہ اخلاق ہوتے ہیں اور یہ اخلاق ہیں۔ مَیں وجہ تو نہیں جانتا لیکن جن اخلاق کا انہوں نے نام لیا وہ، وہ اخلاق تھے جو قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے تھے کہ یہ اچھے خُلق ہیں اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معاشرہ میں بداخلاقی کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یہاں تک کہ ایک امریکی صحافی نے جب ایک چینی کارخانہ میں یہ پوچھا کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں پہلو بہ پہلو کام کر رہے ہیں ان کے درمیان کوئی گندے تعلقات تو نہیں پیدا ہوجاتے؟ تو جو چینی صحافی ساتھ تھا اس نے حیران ہو کر یہ جواب دیا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ یعنی ان کے دماغ میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔ گویا وہ دنیوی لحاظ سے اتنا بااخلاق معاشرہ ہے۔

اخلاق کی بنیاد ہمارے نزدیک چونکہ مذہب پر ہے اور اس وقت چونکہ

قرآنِ عظیم کی شریعت اور ہدایت ہی حقیقی اور کامل شریعت اور ہدایت ہے لہٰذا تمام اخلاق کی بنیاد قرآن کریم کی ہدایت پر ہے لیکن دنیا کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں اور چین نے اپنے معاشرہ کی بنیاد اچھے اخلاق پر رکھی اور جو اخلاق اس کے ذہن میں آئے وہ وہی اخلاق تھے جن پر اسلام نے زور دیا (فرشتوں نے اس کے ذہن پر القاء کیا ہوگا) کیونکہ ہماری زندگی اور اس کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس سے باہر تو نہیں جا سکتے۔ ایک خاص دائرہ میں اختیار تو دیا گیا ہے۔ وہ لوگ خدا کو تو نہیں مانتے لیکن ان کا دماغ اس صداقت کو پا گیا کہ یہ نامعقول بات ہے کہ ہم کوئی قانون بنا کر کسی کو ان اعتقادات سے روک دیں گے جن کا وہ اعلان کرتا ہے۔

آخر میں مَیں اپنے دستور کو لیتا ہوں ہمارا موجودہ دستور جو عوامی دستور ہے، جو پاکستان کا دستور ہے۔ وہ دستور جس پر ہمارے وزیر اعظم صاحب کو بڑا فخر ہے، وہ دستور جو ان کے اعلان کے مطابق دنیا میں پاکستان کے بلند مقام کو قائم کرنے والا اور اس کی عزت اور احترام میں اضافہ کا موجب ہے، یہ دستور ہمیں کیا بتاتا ہے؟ اس دستور کی ۲۰ ویں دفعہ یہ ہے:-

> (a) "Every citizen shall have the right to profess, practise and propagate his religion, and
>
> (b) Every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish, maintain and manage its religious institution."

（The constitution of the Islamic republic of Pakistan 1973 page 22 & 23.）

اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے ہر شہری کو ہمارا یہ دستور جو ہمارے لئے باعثِ فخر ہے یہ ضمانت دیتا ہے کہ جو اس کا مذہب ہو اور جس مذہب کا وہ خود اپنے لئے فیصلہ کرے وہ اس کا مذہب ہے (بھٹو صاحب یا مفتی محمود صاحب یا مودودی صاحب نہیں بلکہ) جس مذہب کے متعلق وہ فیصلہ کرے وہی اس کا مذہب ہے اور وہ اس کا زبانی اعلان کر سکتا ہے۔ یہ دستور اسے حق دیتا ہے کہ وہ یہ اعلان کرے کہ میں مسلمان ہوں یا نہیں اور اگر وہ یہ اعلان کرے کہ میں مسلمان ہوں تو یہ آئین جس پر پیپلز پارٹی کو بھی فخر ہے (اور ہمیں بھی فخر ہے اسلئے کہ یہ دفعہ اس میں آ گئی ہے) یہ دستور کہتا ہے کہ ہر شہری کا یہ حق ہے کہ وہ اعلان کرے کہ مَیں مسلمان ہوں یا مسلمانوں کے اندر میں وہابی ہوں یا اہل حدیث ہوں یا اہل قرآن ہوں یا بریلوی ہوں (وغیرہ وغیرہ تہتر فرقے ہیں) یا احمدی ہوں تو یہ ہے مذہبی آزادی۔ مذہبی آزادی سے مراد آج کا انسان یہ لیتا ہے کہ ہر انسان کا اپنا کام ہے یہ فیصلہ کرنا کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں ہے عیسائی ہے یا نہیں ہے، یہودی ہے یا نہیں ہے، ہندو ہے یا نہیں ہے، بدھ مذہب والا ہے یا نہیں ہے یا دہریہ ہے یا نہیں ہے۔ یہ اس نے اعلان کرنا ہے کہ میرا کس مذہب سے تعلق ہے اور دنیا کی کوئی طاقت بلکہ دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اس کا یہ حق نہیں چھین سکتیں۔ یہ اعلان کرتا ہے ہمارا آئین۔ پہلے یُو۔این۔او نے اعلان کیا اور اب ہمارا آئین یہ اعلان کرتا ہے کہ ہر شخص کا یہ حق ہے کہ وہ اعلان کرے کہ میں مسلمان ہوں اور اپنے عقائد کے مطابق وہ عبادات بجا لائے اور زندگی کے دن گزارے مثلاً ایک احمدی کہے گا کہ میں نماز پڑھوں گا پانچ وقت ہاتھ باندھ کر، ایک مالکی کہے گا کہ میں پانچ وقت نماز پڑھوں گا اور ہاتھ چھوڑ کر پڑھوں گا اور شیعہ اپنے مذہب کے مطابق کہے گا۔ تو مذہب کے متعلق بھی اس کو

حق ہے کہ وہ کہے کہ میرا کونسا مذہب ہے۔ وہ کہے گا میرا مذہب اسلام ہے مگر یہ اس کا حق ہے کہ وہ آئین کے مطابق کہے کہ میں شیعہ مسلمان ہوں۔ میں سنی مسلمان ہوں یا سنیوں میں سے آگے دیوبندی یا بریلوی یا اہل حدیث یا وہابی مسلمان ہوں یا کسی اور دوسرے فرقے سے میرا تعلق ہے (کہتے ہیں فرقے تہتر ہی رہتے ہیں کچھ مٹ جاتے ہیں اور کچھ نئے پیدا ہو جاتے ہیں) تو مذہبی آزادی کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس کو یہ آزادی ہے کہ وہ یہ کہے کہ میرا یہ مذہب ہے اور اس میں دنیا کی کوئی طاقت، کوئی حکومت دخل نہیں دے سکتی اور اس کا قانونی اور دستوری حق ہے کہ وہ اپنی زبان سے یہ فیصلہ دے کہ میرا فلاں فرقے سے تعلق ہے اور اپنے اعتقاد کے مطابق میں اپنی عبادات بھی بجا لاؤں گا اور اپنی زندگی بھی گزاروں گا۔ پھر اس کا یہ حق ہے کہ اپنے اعتقاد کے مطابق وہ تبلیغ کرے اور قانون یہ کہتا ہے کہ اس طرح تبلیغ نہ کرو کہ فساد پیدا ہو۔ قانون یہ کہے گا کہ دوسرے کی طرف جھوٹے اعتقادات منسوب نہ کرو قانون یہ کہے گا جس فرقہ سے تمہارا تعلق ہے جس مذہب سے تمہارا تعلق ہے وہ مذہب تمہیں کہتا ہے کہ تم بدزبانی نہ کرو تو بدزبانی نہ کرو۔ وہ کہے گا جوش میں نہ آؤ تو تم جوش میں نہ آؤ لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم تبلیغ کرو ہی نہ۔ کیونکہ Propagate کا مطلب ہی یہ ہے کہ اگر دلائل کسی کو گھائل کریں تو اس کو اس بات کی بھی اجازت ہو کہ وہ ان دلائل کو Profess کرنے کا اعلان کرے یعنی Propagate کا تعلق پھر Profess کے ساتھ ہو جائے گا اور شق (B) یہ ہے کہ ہر مذہب اور مذہب کے ہر فرقہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہبی اداروں کو قائم کرے، ان کا انتظام کرے، ان پر خرچ کرے اور جو دیگر انتظام ہیں وہ کرے۔ ہمارا دستور ہماری حکومت کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں؟ ہمارا دستور ایک احمدی کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ یہ اعلان کرے کہ میں مسلمان

ہوں اور حکومت پاکستان کو اس کے بعد یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہے کہ یہ مسلمان نہیں۔ حکومت پاکستان کو یہ حق ہے کیونکہ ہم یہ Profess کرتے ہیں (اس عقیدہ کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم احمدی وہابی نہیں) کہ قانون بنائے کہ جماعت احمدیہ وہابی نہیں ہے۔ حکومت کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ احمدی شیعہ نہیں ہیں۔ حکومت کا یہ حق بھی ہے کہ وہ یہ کہے کہ احمدی اہل حدیث نہیں، دیوبندی نہیں، بریلوی نہیں۔ یہ نہیں وہ نہیں۔ جس کا ہم نے انکار کیا ہے وہ انکار ہماری طرف منسوب کرکے اس کا انکار کرے اور جس کا ہم نے اقرار کیا ہے وہ ہماری طرف منسوب کرکے اقرار کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق یہ اعلان کیا کہ ہم ’’احمدیہ فرقہ کے مسلمان‘‘ ہیں۔ ایک جگہ آپ نے انہی الفاظ میں یہ جملہ بولا ہے ’’احمدی فرقہ کے مسلمان‘‘۔ ساری دنیا کے احمدی کہیں گے کہ ہم احمدی فرقہ کے مسلمان ہیں اور دنیا کی کوئی حکومت یہ حق نہیں رکھتی کہ وہ یہ کہے کہ تم احمدی فرقہ کے مسلمان نہیں ہو۔

پس ہزار ادب کے ساتھ اور عاجزی کے ساتھ یہ عقل کی بات ہم حکومت کے کان تک پہنچانا چاہتے ہیں کہ جس کا تمہیں انسانی فطرت نے اور سرشت نے حق نہیں دیا، جس کا تمہیں دنیا کی حکومتوں کے عمل نے حق نہیں دیا، جس کا تمہیں یُو۔ این۔ او کے Human Rights نے (جن پر تمہارے دستخط ہیں) حق نہیں دیا، چین جیسی عظیم سلطنت جو مسلمان نہ ہونے کے باوجود اعلان کرتی ہے کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ کوئی شخص Profess کچھ کررہا ہو اور اس کی طرف منسوب کچھ اور کردیا جائے۔ میں کہتا ہوں میں مسلمان ہوں، کون ہے دنیا میں جو یہ کہے گا کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ یہ کیسی نامعقول بات ہے۔ یہ ایسی نامعقول بات ہے کہ جو لوگ دہریہ تھے

انہیں بھی سمجھ آ گئی۔ پس تم وہ بات کیوں کرتے ہو جس کا تمہیں تمہارے اس دستور نے حق نہیں دیا جس دستور کو تم نے ہاتھ میں پکڑ کر دنیا میں اعلان کیا تھا کہ دیکھو کتنا اچھا اور کتنا حسین دستور ہے۔ آج اس دستور کی مٹی پلید کرنے کی کوشش نہ کرو اور اس جھگڑے میں نہ پڑو اسے خدا پر چھوڑ دو کیونکہ مذہب دل کا معاملہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فعل سے ثابت کرے گا کہ کون مومن اور کون کافر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی جب اس قسم کے شور پڑتے تھے تو آپؑ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ یہاں کیوں شور مچاتے ہو امن سے، آشتی سے اور صلح سے زندگی گزارو۔ جب ہم اس دنیا سے گزر جائیں گے اور خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو خود پتہ لگ جائے گا کہ کون مومن؟ اور کون کافر؟

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۳/ جون ۱۹۷۴ء صفحہ ۱ تا ۸)

* * *

ضمیمہ نمبر 3

جوشوا فضل الدین کا حقوق نصاریٰ کے بارہ تحفظات

All rights reserved.

FUTURE OF CHRISTIANS
IN
PAKISTAN

BY

JOSHUA FAZL-UD-DIN, B.A., LL.B.

Advocate, High Court, Lahore.

Published by
The Punjabi Darbar Publishing House
Lahore

Price : Rs. 3/8 First Edition.

6. Operates as Negative :—

To sum up, the Objectives Resolution lays down that while towards Islam and the Muslim community the attitude of the State would be that of "positive effort", towards the minorities it would be that of a "neutral observer". These terms may cover the requirements of a non-missionary community. But conflict with the Christian ideals of propagation of the faith and "conversion" is made certain from the very fact that Islam, too, believes in just these two ideals and, so far as the State is concerned, it has pledged itself not to be a "neutral observer" but play a "positive part in this effort" on the side of Islam. Pakistan has denied both these rights in the Objectives Resolution for the simple reason that if the State had been "merely neutral" in respect of the religious liberty of the minorities Christians would still have carried on propagation and "conversion" as a matter of religious duty, which would have conflicted with the pledge of the State to "play a positive part" in their effort to "create such conditions as are conducive, to the building up of a truly Islamic society" wherein, by the way, conversion from Islam to any other religion is looked upon as disloyalty to the State and is punishable with death. Thus neutrality of the State really becomes virtually a negative attitude so far as the Christian religion is concerned. In its rivalry with Christianity Islam has succeeded in acquiring the active aid and assistance of the State of Pakistan.

7. Article 19 of D. H. R :—

If Pakistan had not been a member of the United Nations Organisation one would have little right to criticise its negative attitude toward Christianity. Pakistan could debar Christian missionary effort just as is being done in some other Islamic countries. But Pakistan is committed to grant full religious freedom to its people under Article 19 of the Declaration of Human Rights, which reads as follows :—

> "Everyone has the right to freedom of thought, conscience and religion ; this right includes freedom to change his religion or belief and freedom, either alone or in community with others, and in public or private, to manifest his religion or belief in teaching, practice, worship and observances."

8. A Pledge Before UNO :—

When the Bill of Human Rights was being considered by the United Nations Organisation at one stage Mr. Bahadur Khan, one of the delegates of Pakistan, joined issue with Afghanistan, Iraq and two other Muslim countries and voted against religious freedom as stated above. But according to a report published in *The Civil and Military Gazette* of December 12, 1948, when the Bill was finally adopted by the General Assembly Sir Mohammad Zafrullah Khan took special pains to clarify the position of Pakistan in respect of religious freedom of its people. The report reads as follows :—

"Sir Mohammad Zafrullah Khan, Pakistan Foreign Minister, said, one of his delegation had fallen into some confusion in referring to the Article in a recent speech. It was for them a matter of most vital importance. The honour of Islam was involved, and they could not afford to take the least risk of any misunderstanding, especially as this delegate had not placed their correct point of view before the Committee.

"Islam", said Sir Zafrullah, "is a missionary religion. Obviously it must yield to other faiths the free right of conversion. There could be no manner of doubt on that point. It would be most unworthy to claim the right of conversion and deny it to others."

9. Sir Zafrullah Proved Wrong :—

But the Pakistan Constituent Assembly has now adopted the Objectives Resolution denying the right of propagation of faith and conversion to Christians and other minorities.

The Objectives Resolution has indeed created an awkward situation for the Christian Missions who are now to justify their presence in Pakistan. Likewise, religious-minded people may also feel the headache, especially when Church history unmistakably points out that whenever Christians have lost their dynamic force of propagation and conversion the Church has slowly died out of existence, as it has happened in many countries of the Middle East.

ضمیمہ نمبر ۴

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰی اِلَیۡکُمُ السَّلَامَ
لَسۡتَ مُؤۡمِنًا (النساء:۹۵)

مسلمانانِ پاک وہند کی تمام مشہور
مذہبی وسیاسی جماعتوں کے

باہمی فتاویٰ کُفر

کا مستند مجموعہ

(قدیم وجدید لٹریچر کی روشنی میں)

(یہ ضمیمہ الگ کتاب کی صورت میں چھپ گیا ہے)

ضمیمہ نمبر ۵

مقربانِ الٰہی کی سرخروئی

روح کا فرگری کے ابتلاء میں

طابع و ناشر

دوست محمد شاہد

ربوہ

مقربان الٰہی کی سرخروئی

روح کافرگری کے ابتلاء میں

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۶۹
	پہلی صدی ہجری:	
۲	حضرت عبداللہ ابن عباسؓ	۷۵
۳	سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام	″
۴	حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ	۷۸
	دوسری صدی ہجری:	
۵	حضرت جنید بغدادیؒ	″
۶	حضرت محمد الفقیہؒ	۷۹
۷	حضرت امام ابوحنیفہؒ	″
۸	حضرت امام مالک بن انسؒ	۸۱
۹	حضرت امام شافعیؒ	۸۳
	تیسری صدی ہجری:	
۱۰	حضرت امام بخاریؒ	″
۱۱	حضرت ذوالنون مصریؒ	۸۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲	حضرت سہل تستریؒ	۸۴
۱۳	حضرت احمد راوندیؒ	۸۵
۱۴	ابوسعید خرازؒ	//
۱۵	حضرت امام احمد بن حنبلؒ	//
۱٦	حضرت امام نسائیؒ	۸۷
۱۷	حضرت ابن حنانؒ	//
۱۸	حضرت ابوالعباس بن عطاءؒ	//
۱۹	حضرت ابوالحسن النوریؒ	//
	چوتھی صدی ہجری:	
۲۰	حضرت منصور حلاجؒ	۸۸
۲۱	حضرت شیخ ابوالحسن اشعریؒ	۹۰
۲۲	حضرت ابوبکر شبلیؒ	۹۱
۲۳	حضرت ابوعثمان مغربیؒ	//
	پانچویں صدی ہجری:	
۲۴	حضرت امام غزالیؒ	۹۱
۲۵	حضرت امام ابن حزمؒ	۹۵
	چھٹی صدی ہجری:	
۲٦	حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۹٦

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۷	حضرت فرید الدین عطارؒ	۹۷
۲۸	حضرت علامہ ابن رشدؒ	//
۲۹	حضرت صوفی شعیب بن الحسن المغربیؒ	۹۸
۳۰	حضرت محی الدین ابن عربیؒ	۹۹
۳۱	شیخ الاشراق حضرت شہاب الدین سہروردیؒ	۱۰۰
	ساتویں صدی ہجری:	
۳۲	حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ	۱۰۱
۳۳	حضرت شیخ عزالدین عبدالعزیزؒ	//
۳۴	حضرت نظام الدین اولیاءؒ	//
۳۵	حضرت امام ابن تیمیہؒ	۱۰۳
۳۶	حضرت شمس تبریزؒ	۱۰۵
۳۷	حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ	//
	آٹھویں صدی ہجری:	
۳۸	حضرت امام ابن قیمؒ	۱۰۵
۳۹	حضرت تاج الدین سبکیؒ	۱۰۶
	نویں صدی ہجری:	
۴۰	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	۱۰۶
۴۱	حضرت سید محمد جونپوریؒ	//
۴۲	حضرت شیخ علائیؒ	۱۰۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	دسویں صدی ہجری:	
۴۳	حضرت احمد بہاریؒ	۱۰۸
۴۴	حضرت صوفی بایزید سرحدیؒ	۱۰۹
	گیارھویں صدی ہجری:	
۴۵	حضرت مجدد الف ثانیؒ	۱۰۹
۴۶	حضرت سرمدؒ	//
۴۷	حضرت محمد بن ابراہیم شیرازیؒ	۱۱۱
	بارھویں صدی ہجری:	
۴۸	حضرت معصوم علی شاہ میرؒ	//
۴۹	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۱۱۲
۵۰	حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ	۱۱۳
۵۱	حضرت محمد بن عبدالوہابؒ	//
	تیرھویں صدی ہجری:	
۵۲	حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ	۱۱۴
۵۳	حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ	//
۵۴	حضرت مولوی عبداللہ غزنویؒ	۱۱۵
۵۵	حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ	۱۱۶
۵۶	خاتمۂ کلام	۱۱۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

دیباچہ

خداوند تعالیٰ کے محبوبوں، مقربوں اور مقدسوں کو ہمیشہ امتحان اور ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے تا کہ دنیا پر ثابت ہو کہ ہر قسم کے مصائب اور مشکلات کے باوجود وہ اپنے دعویٰ محبتِ الٰہی میں کیسے ثابت قدم نکلے اور مصائب کے زلزلے اور حوادث کی آندھیاں اور قوموں کا ہنسی ٹھٹھا کرنا اور دنیا کی اُن سے سخت کراہت اُن کے پائے استقلال میں ذرّہ برابر بھی لغزش پیدا نہ کر سکی ۔

صادق آں باشد کہ ایامِ بلا
مے گزارد بامحبت باوفا

چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔

> ’’ابتلاء جو اوائل حال میں انبیاء اور اولیاء پر نازل ہوتا ہے اور باوجود عزیز ہونے کے ذلّت کی صورت میں ان کو ظاہر کرتا ہے اور باوجود مقبول ہونے کے کچھ مردود سے کر کے اُن کو دکھاتا ہے یہ ابتلاء اس لئے نازل نہیں ہوتا کہ ان کو ذلیل اور خوار اور تباہ کرے یا صفحۂ عالَم سے اُن کا نام ونشان مٹا دیوے کیونکہ یہ تو ہرگز ممکن ہی نہیں کہ خداوند عزّ و جلّ اپنے پیار کرنے والوں سے دشمنی کرنے لگے اور اپنے سچے اور وفادار

عاشقوں کو ذلّت کے ساتھ ہلاک کر ڈالے بلکہ حقیقت میں وہ ابتلاء کہ جو شیرِ ببر کی طرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے اِس لئے نازل ہوتا ہے کہ تا اُس برگزیدہ قوم کو قبولیت کے بلند مینار تک پُہنچاوے اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے اُن کو سکھاوے۔ یہی سنت اللہ ہے۔ جو قدیم سے خدائے تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے ساتھ استعمال کرتا چلا آیا ہے زبور میں حضرت داؤد کی ابتلائی حالت میں عاجزانہ نعرے اس سنت کو ظاہر کرتے ہیں اور انجیل میں آزمائش کے وقت میں حضرت مسیح کی غریبانہ تضرعات اِسی عادت اللہ پر دَالّ ہیں اور قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں جناب فخر الرسلؐ کی عبودیت سے ملی ہوئی ابتہالات اسی قانون قدرت کی تصریح کرتے ہیں۔ اگر یہ ابتلاء درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء اُن مدارج عالیہ کو ہرگز نہ پاسکتے کہ جو ابتلاء کی برکت سے اُنہوں نے پالئے۔ ابتلاء نے اُن کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مہر لگا دی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجہ کا استقلال رکھتے ہیں اور کیسے سچّے وفادار اور عاشق صادق ہیں کہ اُن پر آندھیاں چلیں اور سخت سخت تاریکیاں آئیں اور بڑے بڑے زلزلے اُن پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کئے گئے اور جھوٹوں اور مکّاروں اور بے عزّتوں میں شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے یہاں تک کہ ربّانی مددوں نے بھی جن کا

اُن کو بڑا بھروسہ تھا کچھ مُدّت تک منہ چھپا لیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی مربیانہ عادت کو بہ یکبارگی کچھ ایسا بدل دیا کہ جیسے کوئی سخت ناراض ہوتا ہے اور ایسا انہیں تنگی و تکلیف میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ سخت مورد ِغضب ہیں اور اپنے تئیں ایسا خشک سا دکھلایا کہ گویا وہ اُن پر ذرا مہربان نہیں بلکہ اُن کے دشمنوں پر مہربان ہے اور اُن کے ابتلاؤں کا سلسلہ بہت طول کھینچ گیا ایک کے ختم ہونے پر دوسرا اور دوسرے کے ختم ہونے پر تیسرا ابتلاء نازل ہوا۔ غرض جیسے بارش سخت تاریک رات میں نہایت شدّت وسختی سے نازل ہوتی ہے ایسا ہی آزمائشوں کی بارشیں اُن پر ہوئیں پر وہ اپنے پکے اور مضبوط ارادہ سے باز نہ آئے اور سُست اور دل شکستہ نہ ہوئے بلکہ جتنا مصائب وشدائد کا بار اُن پر پڑتا گیا اتنا ہی انہوں نے آگے قدم بڑھایا اور جس قدر وہ توڑے گئے اُسی قدر وہ مضبوط ہوتے گئے اور جس قدر اُنہیں مشکلاتِ راہ کا خوف دلایا گیا اُسی قدر اُن کی ہمت بلند اور ان کی شجاعتِ ذاتی جوش میں آتی گئی بالآخر وہ ان تمام امتحانات سے اول درجہ کے پاس یافتہ ہوکر نکلے اور اپنے کامل صدق کی برکت سے پورے طور پر کامیاب ہوگئے اور عزّت اور حُرمت کا تاج اُن کے سر پر رکھا گیا اور تمام اعتراضات نادانوں کے ایسے حُباب کی طرح معدوم ہوگئے کہ گویا وہ کچھ بھی نہیں تھے غرض انبیاء و اولیاء ابتلاء سے خالی نہیں ہوتے بلکہ سب سے بڑھ کر انہیں پر ابتلاء نازل ہوتے ہیں اور انہیں کی قوّتِ ایمانی

اُن آزمائشوں کی برداشت بھی کرتی ہے عوام الناس جیسے خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کر سکتے ویسے اس کے خالص بندوں کی شناخت سے بھی قاصر ہیں بالخصوص اُن محبوبانِ الٰہی کی آزمائش کے وقتوں میں تو عوام الناس بڑے بڑے دھوکوں میں پڑ جاتے ہیں گویا ڈوب ہی جاتے ہیں اور اتنا صبر نہیں کر سکتے کہ ان کے انجام کے منتظر رہیں۔ عوام کو یہ معلوم نہیں کہ **اللّٰہ جلّ شانہٗ** جس پودے کو اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے اُس کی شاخ تراشی اس غرض سے نہیں کرتا کہ اس کو نابود کر دیوے بلکہ اِس غرض سے کرتا ہے کہ تا وہ پودا پھول اور پھل زیادہ لاوے اور اُس کے برگ اور بار میں برکت ہو۔ پس خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء اور اولیاء کی تربیت باطنی اور تکمیل روحانی کے لئے ابتلاء کا ان پر وارد ہونا ضروریات سے ہے اور ابتلاء اس قوم کے لئے ایسا لازم حال ہے کہ گویا ان ربّانی سپاہیوں کی ایک روحانی وردی ہے جس سے یہ شناخت کئے جاتے ہیں۔‘‘

(سبز اشتہار۔ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ ۴۵۷ تا ۴۶۰)

حضرت اقدس علیہ السلام نے ابتلاء کے اس فلسفہ پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے نہایت لطیف اور عارفانہ رنگ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ :۔

’’لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآنِ شریف کے اتباع سے برکاتِ الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام اُن کے دلوں پر اترتے ہیں

اور معارف اور نکات اُن کے مونہہ سے نکلتے ہیں ایک قوی توکّل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے اُن کے دلوں میں رکھی جاتی ہے اگر اُن کے وجودوں کو ہاونِ مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حبِ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دورتر و بلندتر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے اور ان کی درودیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ ہر یک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ ۷۹ حاشیہ)

کافرگری کی ذہنیت اور صلحائے اُمت

خدائے حکیم و خبیر عزّ اسمہٗ و جلّ شانہٗ نے اُمتِ مسلمہ کے صلحاء، اولیاء، ابدال، اقطاب اور محدّثین و مجددین کے امتحان کا یہ پُرحکمت انتظام جاری فرمایا کہ اُن کی آزمائش کے لئے ابتدائے اسلام ہی سے ایک طبقہ میں کافرگری کی ذہنیت پیدا کر

دی۔ اس ذہنیت نے ابتدائے اسلام سے آج تک خدا کا کوئی مقرّب بندہ اور کوئی محبوبِ درگاہِ الٰہی ایسا نہیں چھوڑا جس پر کافر سازی کے تیر نہ چلائے گئے ہوں ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں

روحِ تکفیر نے اسلام کی بہت سی بلند پایہ اور مایۂ ناز شخصیتوں اور برگزیدہ ہستیوں کا خون بہایا متعدّد ممتاز اور نامور اسلامی مفکر، مفسّر، محدّث، مجدّد، متکلم، حکماء اور اصفیاء اِس ناپاک روح کی چیرہ دستیوں کا شکار ہوئے اور کئی ایسے خدا نما وجود جو اپنے زمانہ میں روشنی کا مینار، اُسوۂ محمدیؐ کی تصویر اور اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ کافروں، ملحدوں، زندیقوں اور مُرتدوں کے زمرہ میں نہایت بے دردی سے شامل کر دیئے گئے۔

رُوحِ کافرگری کا پیدا کردہ یہ امتحان نہایت کٹھن، صبر آزما، زہرہ گداز اور روح وقلب کو تڑپا دینے والا امتحان تھا مگر خدا کے پیارے اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ عشاق کس طرح اپنے اخلاص میں اول درجہ کے ثابت قدم نکلے اور نہایت بشاشت، استقلال اور مسکراتے ہوئے چہروں سے اس امتحان میں کامیاب وکامران ہوئے اور پھر خدا تعالیٰ کی نصرتوں اور قبولیتّوں نے ان کے سروں پر فتح وظفر کے تاج پہنا دیئے اور ان کے پیش کردہ عقائد ونظریات کو قبولِ عام کی سند عطا فرمائی؟

یہ ہے تاریخِ اسلام کا بظاہر دردناک مگر نہایت ایمان افروز پہلو جس پر آئندہ اَوراق میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

پہلی صدی ہجری

(۱) **حضرت عبداللہ بن عباسؓ** (ولادت ۳ھ قبل ہجرت۔ وفات ۶۸ھ ہجری)
پہلی صدی ہجری کے ممتاز اور متبحر عالمِ ربانی اور نہایت جلیل القدر صحابی تھے جن کو آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ترجمان القرآن'' کا قابلِ فخر خطاب عطا فرمایا۔
(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۸۴)

اسلامی لٹریچر سے ثابت ہے کہ آپ بھی اپنی زندگی میں کافرگری کی ذہنیت کا شکار ہوئے مگر آپ صبر و رضا اور توکل و استقلال کے روحانی مدارج میں بڑھتے چلے گئے اور عشقِ الٰہی کی اس شمع کو ہمیشہ فروزاں رکھا جو حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے قلبِ مطہر میں روشن کر دی تھی جیسا کہ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بعض معاصرین کافر کہا کرتے تھے۔
(ہفت روزہ خورشید سندیلہ ۲۵/فروری ۱۹۳۸ء صفحہ ۶ کالم نمبر ۲)

(۲) **سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام** (ولادت ۴ھ وفات ۶ھ)
حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت فاطمة الزہرا رضی اللہ عنہا کے جگر گوشہ تھے جنہیں حضورؐ کی زبان فیض ترجمان سے اہلِ جنت کا سردار قرار دیا گیا۔ آپ اہلِ بیتِ نبویؐ کے پہلے درخشندہ گوہر ہیں جنہیں (مع دیگر افرادِ خاندان کے) کافرگری کا نشانہ بن کر جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ چنانچہ **افضل الاعمال فی جواب نتائج الاعمال**☆ صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے۔

☆۔ بحوالہ حربۂ تکفیر صفحہ ۲۲ مطبوعہ ۶/اپریل ۱۹۳۳ء

''یزید پلید نے بوجہ حضرت امام حسین کے انکارِ اطاعت کے علماء سے قتل کا فتویٰ طلب کیا۔ علماء نے آجکل کے علماء کی طرح شقاوتِ ازلی اور طمعِ نفسانی سے قتل کا فتویٰ دیا تو بموجب فتویٰ علماء کے یزید پلید نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو مع آل و اولاد بھوکا پیاسا دشتِ کربلا میں شہید کر دیا۔''

آقائے حاجی مرزا حسن صاحب اپنی کتاب جواہر الکلام میں لکھتے ہیں۔

''حضرت علیؓ پر خارجیوں نے کفر کا فتویٰ صادر کیا تھا لیکن حضرت سید الشہداء کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُن کے قتل کے محضر پر دربارِ بنی اُمیہ کے ایک سو قاضیوں اور مفتیوں کی مہریں لگی تھیں اور سرفہرست قاضی شُریح کا نام تھا۔

کہتے ہیں کہ بصرے کے گورنر ابنِ زیاد نے قاضی شریح کو دربار میں طلب کیا اور اس سے کہا کہ آپ حسینؓ ابنِ علیؓ کے قتل کا فتویٰ صادر کریں قاضی شریح نے انکار کیا اور اپنا قلمدان اپنے سر پر دے مارا...... اور اُٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ جب رات ہوئی تو ابنِ زیاد نے چند تھیلیاں زر کی اُس کے لئے بھیج دیں۔ صبح ہوئی شریح ابن زیاد کے پاس آیا تو ابنِ زیاد نے پھر وہی گفتگو شروع کی ۔ قاضی شریح نے کہا کہ کل رات میں نے قتلِ حسین پر بہت غور کیا اور اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اُن کا قتل کر دینا واجب ہے چونکہ انہوں نے خلیفۂ وقت پر خروج کیا ہے لہٰذا بر بنائے دفعِ مَفسدہ و خارجی یہ لازم ہے۔ پھر قلم اٹھایا اور فرزندِ رسولؐ کے قتل کا فتویٰ اس مضمون کا لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”______ میرے نزدیک ثابت ہو گیا ہے کہ حسین ابنِ علی دینِ رسول سے خارج ہو گیا ہے لہٰذا وہ واجب القتل ہے۔“

(صفحہ ۸۸ مطبوعہ ۱۳۶۲ھ مطبع علمی تبریز۔ ایران)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اُس سے موجبِ سلبِ ایمان ہے۔ اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر؟ مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ

حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُس کے زمانہ میں محبت کی؟ تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔‘‘ (بدؔر ۱۳/۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۷)

(۳) اسد اللہ الغالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ (شہادت ۴۰ھ ہجری)

حضرت علیؓ کو خوارج نے اس موقع پر واضح لفظوں میں کافر قرار دیا جبکہ آپ نے اپنی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو معرکہ صفین کے دوران بطور حکم منتخب فرمایا۔

چنانچہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ ’’اِنَّ الْخَوَارِجَ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰی کُفْرِہٖ‘ (منہاج السنۃ النبویہ جلد نمبر۳ صفحہ ۳ طبع اوّل مصری) انہی خوارج کے ہاتھوں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

دوسری صدی ہجری

(۱) حضرت جنید بغدادیؒ (وفات ۲۰۷ھ ہجری)

حضرت جنید بغدادیؒ جو ’’سید الطائفہ‘‘ کے نام سے مشہور ہیں اور اپنے زمانہ میں ولیٔ کامل تھے۔ اپنی زندگی کے آخری حصہ میں فتنہ تکفیر کے مصائب و آلام سے دوچار ہوئے۔ چنانچہ الیواقیت والجواہر جلد اول صفحہ ۱۴ مصری میں صاف لکھا ہے۔

’’وَشَهِدُوْا عَلَی الْجُنَیْدِ بِالْکُفْرِ مِرَارًا۔‘‘ مگر تکفیر کا یہ حملہ

انہیں تقویٰ شعاری اور فداکاری کی باریک راہوں سے نہ ہٹا سکا یہاں تک کہ آپ فوت ہوکر حق تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں جاگزیں ہوئے۔

(نظم الدرر فی سلک السیر مؤلّفہ مُلّا صفی اللہ صاحب۔ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۵ھ ہجری)

(۲) حضرت محمد الفقیہؒ (وفات قبل ۱۹۳ھ)

معجم المؤلفین (مؤلفہ عمر رضا کحّالہ مطبع الترقی بدمشق) میں لکھا ہے۔

”محمد بن الليث و يعرف بالفقيه (ابو الربيع) اديب‘ كاتب‘ خطيب‘ متكلم‘ فقيه‘ كانت البرامكة تقدمه و تحسن اليه و كان يرمىٰ بالزندقة.“

(جلد نمبر ١١ صفحه ١٦٧)

یعنی: ابوالربیع محمد بن اللیث الفقیہ‘ ادیب‘ کاتب‘ خطیب‘ متکلّم اور فقیہ بزرگ تھے بَرامکہ ان کا اعزاز واکرام کرتے تھے۔ آپ پر بھی زندیق ہونے کا الزام لگایا گیا۔

(۳) حضرت امام ابوحنیفہؒ (ولادت ۸۰ھ ہجری۔ وفات ۱۵۰ھ ہجری)

آپ فقہ حنیفہ کے بانی اور بے مثال فقیہ تھے۔ آج دنیا بھر میں سب سے زیادہ تعداد آپ ہی کا مسلک رکھنے والے مسلمانوں کی ہے جس سے آپ کی عظمتِ مرتبت اور جلالتِ شان کا پتہ لگتا ہے۔ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد بحوالہ کتاب **مجالس المومنین** صفحہ ۳۸۱ رقمطراز ہیں۔

”ایں نامہ بدستِ منصور وانیقی افتاد بر ابوحنیفہؒ متغیّر شد و اُورا

ایذا داد کہ سببِ وفاتِ وَے گشت۔ ترجمہ یعنی یہ خط منصور وانیقی کے ہاتھ پڑ گیا اور ابوحنیفہ پر وہ خفا ہو گیا اور ان کو ایسی تکلیف دی کہ جوان کی وفات کی باعث ہوئی۔ دنیا کو یہ معلوم کر کے نہایت مایوسی ہو گی جب وہ سنیں گے کہ اس محبّ اہلِ بیت کا اجر امام موصوف کو کیا ملا۔ قاضی نور اللہ شوستری فرماتے ہیں۔ ''شاہ اسماعیل قبرِ ابوحنیفہ کوفی را کہ در بغداد بود کنَدُ وعظام اُورا بسوخت و سگے را بجائے اُو دفن نمود و آں موضع را مزبلۂ اہلِ بغداد ساخت۔ ترجمہ۔ یعنی شاہ اسماعیل نے ابوحنیفہ کوفی کی قبر کو جو کہ بغداد میں تھی اکھاڑا اور اس کی ہڈیوں کو جلایا اور ایک کتے کو اس کی جگہ دفن کیا گیا اور اس جگہ کو اہلِ بغداد کا پاخانہ بنایا گیا۔ مولوی ابوالقاسم صاحب بنارسی نے ایک کتاب موسومہ **الجرح علٰی ابی حنیفة** شائع کی ہے۔ اس کتاب سے بعض عبارات کو اباطیلِ وہابیہ میں نقل کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہیں۔ ابوحنیفہ مُرجیہ وجُہنیہ زندیق تھے اور مُرجیہ اسلام سے خارج ہیں۔ لہٰذا حنفی بھی اسلام سے خارج ہیں (رسالہ مذکور صفحہ ۱۷) ابوحنیفہ نے شرک کی جڑ قائم کی لہٰذا وہ مشرک ٹھہرے (صفحہ ۱۷) ابوحنیفہ شیطان کا سینگ تھا۔ (صفحہ ۱۷) ابوحنیفہ کا طریق صریح خلافِ قرآن ہے۔ (صفحہ ۱۷) ابوحنیفہ باغی تھا بغاوت ہی میں مر گیا۔ (صفحہ ۱۷) ابوحنیفہ کی تاریخ ولادت ''سگ'' ہے۔ (صفحہ ۱۷) ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی مسلمانوں میں رذیل اور منحوس نہیں گزرا۔ (صفحہ ۱۷)

مولانا شبلی نعمانی مرحوم لکھتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قید میں رکھا گیا اور آخری تدبیر یہ کی گئی کہ آپ کو بے خبری میں زہر دی گئی۔ اور جب آپ کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو آپ نے سجدہ کیا اور اسی حالت میں قضا کی۔

(سیرۃ النعمان مصنفہ شبلی مرحوم صفحہ ۶۳۔ تاریخ الخلافہ صفحہ ۱۴۱ بحوالہ تطہیر الاولیاء مع ملفوظات اولیاء صفحہ ۱۳، ۱۴۔ مصنفہ میر مدثر شاہ گیلانی پشاوری)

نواب محسن الملک اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں۔

’’امام ابوحنیفہ کی نسبت وہ باتیں لوگوں نے کیں کہ ان کا نقل کرنا بھی بے ادبی ہے۔ بعضوں نے ان کو جاہل ٹھہرایا بعضوں نے بدعتی بنایا بعضوں نے کفر کی نسبت کی۔‘‘ [1]

(۴) **حضرت امام مالک بن انسؓ** (ولادت ۹۳ھ ہجری وفات ۱۷۹ھ ہجری) **مدینۃ الرسولؐ** کے عظیم محدث و عالم تھے۔ زُہد میں یکتا، حُبِّ رسولؐ میں فرد اور سنتِ نبویؐ پر عمل کرنے میں بے مثال۔ حدیث کی مشہور کتاب مؤطا آپ کی ہی محنت و کاوش کا نتیجہ ہے۔ آپ کا مسلک اُندلس اور ساحلی مقامات میں خوب پھلا پھولا۔ آپ کی سوانح حیات میں لکھا ہے۔

’’......جعفر [2] نے مدینہ پہنچ کر نئے سرے سے لوگوں سے بیعت لی۔ امام مالک کو کہلا بھیجا کہ آئندہ طلاق جبری (مُکرِہ) کے عدمِ اعتبار کا فتویٰ نہ دیں کہ لوگوں کو بیعتِ جبری کی بے اعتباری و عدم صحت کے

---

[1] ہفت روزہ ’’لاہور‘‘ جولائی ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۰ [2] عباسی خلیفہ منصور کے چچازاد بھائی

لئے سند ہاتھ آئے۔ امام سے ترکِ حق کی توقع کس قدر بے جا خواہش تھی۔ امام صاحب بدستور معاملۂ جبری کے عدمِ صحت کا فتویٰ دیتے رہے۔ سلیمان نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ ان کو ستر کوڑے مارے جائیں۔ امام دارالہجرت کو محکمۂ امارت میں گنہگاروں کی طرح لایا گیا کپڑے اُتارے گئے اور شاہانہ امامت پر دستِ ظلم نے ستر کوڑے پورے کئے۔ تمام پیٹھ خون آلود ہوگئی۔ دو ہاتھ مونڈھے سے اُتر گئے۔ اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو حکم دیا کہ اونٹ پر بٹھا کر شہر میں ان کی تشہیر کی جائے۔ امام صاحب بایں حالِ زار بازاروں اور گلیوں سے گذر رہے تھے اور زبانِ صداقت نشان بآواز بلند کہہ رہی تھی جو مجھ کو جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں فتویٰ دیتا ہوں کہ طلاقِ جبری درست نہیں۔ اس کے بعد اسی طرح خون آلود کپڑوں کے ساتھ مسجد نبویؐ میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی اور لوگوں سے فرمایا کہ سعید ابن المسیّب کو جب کوڑے مارے گئے تھے تو انہوں نے بھی مسجد میں آ کر نماز پڑھی تھی۔ یہ تعزیر گو تحقیر کے لئے تھی لیکن اس نے امام کی عزت و وقار کے پایہ کو اور بلند کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۷ ہجری کا ہے۔''

(سیرت ائمہ اربعہ مرتبہ مولانا سید رئیس احمد صاحب جعفری صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴۔
طبع اول ۱۹۵۵ء کشمیری بازار لاہور)

(۵) **حضرت امام شافعیؒ** (ولادت ۔۱۵۰ہجری وفات ۲۰۴ہجری)

آپ فن حدیث میں یکتا اور فقہ میں یگانہ تھے۔ آپ کی ’’کتاب الاُمّ‘‘ اپنی مثال آپ ہے۔ ایک عرصہ تک مصر کا سرکاری مذہب شافعی رہا۔ روحِ کافرگری کے نتیجہ میں آپ پر مصیبتوں اور تکلیفوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے لیکن آپ صبر و رضا کے پیکر بنے رہے اور کوہِ وقار کی طرح اپنے مسلک پر قائم رہے۔ سلوک کی راہ میں ہزار دکھ سہے لیکن پیشانی پر شکن نہیں آئی۔ لکھا ہے۔

> ’’ان کو اضرُّ من ابلیس کہا (گیا)۔ رفض کی طرف نسبت کر کے قید کیا اور ان کے مرنے کی دعائیں کیں۔ علماءِ عراق و مصر نے ایسی تہمتیں لگائیں کہ یمن سے دارالسلام (بغداد) تک بے حرمتی و بے عزتی سے قید کر کے بھیجے گئے۔ ہزاروں آدمی ملامت اور گالیاں دیتے جاتے تھے اور وہ ان میں سر جھکائے ہوئے تھے۔‘‘

(حربۂ تکفیر صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۶؍اپریل ۱۹۳۳ء)

تیسری صدی ہجری

(۱) **حضرت امام بخاریؒ** (ولادت ۱۹۵ہجری وفات ۲۵۶ہجری)

آپ محدثینِ عظام میں سے تھے۔ آپ ہی نے صحیح بخاری تالیف فرمائی جسے اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ کہا جاتا ہے۔ بایں علم و فضل آپ جلاوطن کئے گئے اور آپ پر زندیق ہونے کا فتویٰ لگایا گیا جیسا کہ **علّامہ دھر المعتصم باللہ صفی اللہ** فرماتے ہیں۔

’’ اُو را از بخارا بیرون ساختہ بخرتنگ جلاوطن کردند باز خرتنگ

بر وتنگ کردند وسہ ہزار گمراہانِ شاہدانِ زندقہ بأومی گردیدند وشاہدی
می دادند کہ اُو زندیق است چونکہ بسیار بہ تنگ آمد از جناب حق تعالیٰ
سائل گردید کہ ای بارِ خدا ایں بندگانِ گمراہاں برزمین مارا جائی نہ می دہندو
تو خالقِ ہمہ جہان و مالک ہر مکان ہستی مارا در جوارِ قرب خود جائی بدہ
دعائش مستجاب گشت روحِ اُورا قبض کردند بجوار ملکِ اعلیٰ بروند۔‘‘

(نظم الدرر فی سلک السیر صفحہ ۶۷ امولفه علّامۂ دھر
وفہامۂ عصر المعتصم باللہ صفی اللہؒ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۵ھ)

(۲) حضرت ذوالنون مصریؒ (وفات ۲۴۵ ہجری)

آپ کا شمار اپنے وقت کے ممتاز اولیاء اور محبوبانِ الٰہی میں سے ہوتا ہے۔ آپ کو بھی روحِ کافرگری نے زندیقوں میں شامل کردیا چنانچہ حضرت عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں۔

’’وشیعوا ذاالنون المصری مِن مصر الیٰ بغداد
مقیّدا مغلولا و سافر معه اهل مصر یشهدون علیه
بالزندقة.‘‘ (الیواقیت والجواهر جلد اوّل صفحه ۱۴)

(۳) حضرت سہل تستریؒ (ولادت ۲۰۳ ہجری وفات ۲۸۳ ہجری)

آپ اپنے زمانہ کے اکابر بزرگوں میں سے تھے مگر کافرسازی کی ذہنیت نے آپ کو بھی کافروں کے زمرے میں شامل کردیا چنانچہ الیواقیت والجواہر جلد اول صفحہ ۱۳ (مصری) میں ہے۔

’’ واخرجوا سهل بن عبد الله التستری من بلدهٖ الی

البصرة و نسبوه الی قبائح و کفّروه مع امامته و جلالتہ.''

(۴) **حضرت احمد راوندیؒ** (ولادت ۲۰۵ھ ہجری وفات ۲۹۸ھ ہجری)

عـلّامہ عمر رضا کحّالہ لکھتے ہیں۔

'' احمد بن یحییٰ بن اسحاق البغدادی المعروف بالراوندی (ابوالحسین) عالم متکلم وُصف بالالحاد و الکفر و الزندقة.'' (معجم المؤلّفین جلد اول صفحہ ۲۰۰)

حضرت احمد بن یحییٰ بن اسحاق بغدادی المعروف راوندی (ابوالحسین) عالم و متکلم تھے۔ آپ پر الحاد کفر اور زندقہ کا الزام لگایا گیا۔

(۵) **حضرت ابوسعید خرازؒ** (وفات ۲۸۵ھ ہجری)

حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں کہ آپ بغداد کے رہنے والے تھے۔ طریقت میں مجتہد تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے بقاء وفنا کی کیفیت کی بابت بیان کیا اور اپنے طریقے کو عبارت میں لکھا۔ آپ کی کتاب ''**کتاب السِّر**'' نہایت دقیق روحانی مباحث پر مشتمل تھی جس کے معنے علماءِ ظواہر سمجھنے سے قاصر رہے اور آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء باب ۴۵۔ ایضاً الیواقیت والجواہر جلد اوّل صفحہ ۱۴)

(۶) **حضرت امام احمد بن حنبلؒ** (ولادت ۱۶۴ھ ہجری وفات ۲۴۱ھ ہجری)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا علمی مقام تیسری صدی کے علمائے ربانی میں نہایت بلند ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک آپ حدیث، فقہ، لغت، قرآن، فقر، زہد، ورع اور سنت میں امام تھے۔ (**طبقات الجنابلہ لابن ابی یعلیٰ**)

اِس امام ہمام کی آزمائش بھی تکفیر کے ابتلاء سے کی گئی مگر آپ اس امتحان میں

پوری طرح کامیاب نکلے اور حق وصداقت کی آواز اپنی زندگی کے آخری سانس تک بلند کرتے رہے۔

چنانچہ مولانا سید رئیس احمد صاحب جعفری لکھتے ہیں۔

’’دینِ نبوی کا قیام ایک عظیم الشان قربانی کا طلب گار تھا۔ وہ صرف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی تھی جس کو سلطانِ عہد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے نہ تو بادشاہوں کے سامنے سر جھکایا اور نہ دنیا کے طلبگار علماء کی جانب التفات فرمایا بلکہ خالص دین کے قیام کے راستہ میں اپنے وجود کو قربان کر دینے اور تمام خلفِ اُمت کے لئے **ثبات واستقامت علی السنّۃ و الحق** کا راستہ کھول دینے کے لئے حسب الحکم **فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوالْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ** اٹھ کھڑے ہوئے مقابلہ کیا۔ وہ قید ہوئے۔ چار چار بوجھل بیڑیاں پہنائی گئیں۔ پہن لیں۔ اِسی حالت سے بغداد سے طَرطُوس لے جائے گئے۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہلنا دشوار تھا۔ عین رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بھوکے پیاسے روزہ دار کو تپتی ہوئی دھوپ میں بٹھایا گیا اور اُس مقدس پیٹھ پر جو علوم ومعارف نبوت کی حامل تھی پوری قوت سے کوڑے مارے گئے۔ ہر جلّاد پوری قوت سے کوڑے لگا کر جب تھک جاتا تھا تو تازہ دم جلّاد آ کر پیٹنے لگتا۔ تازیانے کی ہر ضرب پر جو صدا زبان سے نکلتی تھی وہ نہ تو جزع وفزع کی تھی نہ شور وفغاں کی بلکہ وہی

صدا تھی جس کی بدولت یہ سب کچھ ہو رہا تھا یعنی **اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ** امام صاحب خود فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں مجھے اس قدر مارا گیا کہ جسم خون سے رنگین ہو گیا اور میں بیہوش ہو گیا۔‘‘

(سیرۃ ائمہ اربعہ مرتبہ سید رئیس احمد صاحب جعفری صفحہ ۶۱۳ تا ۶۱۵)

(۷) **حضرت امام نسائیؒ** (ولادت ۲۱۵ھ ہجری وفات ۳۰۳ھ ہجری)

تیسری صدی ہجری کے بلند پایہ محدّث اور سنن نسائی کے مؤلف۔ حضرت امام نسائیؒ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کئے تو غالیوں نے نہ صرف مارا بلکہ اُن پر تشیّع کا الزام بھی لگایا۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’لوگ اُن پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ شیعہ کہہ کر مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔‘‘ (بستان المحدثین بحوالہ مؤلفین صحاح ستہ صفحہ ۶۷۔ ناشر ادارہ علوم عصریہ لائل پور)

(۸) **حضرت ابن حنان رحمۃ اللہ علیہ** (وفات ۲۹۷ھ ہجری)

حضرت ابنِ حنان عالمِ ربانی بھی زندیق قرار دیئے گئے۔

(ہفت روزہ خورشید سندیلہ ۲۵ر فروری ۱۹۳۸ء صفحہ ۶)

(۹) **حضرت ابوالعباس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ** (وفات ۳۰۹ھ ہجری)

یہ بزرگ بھی روح کافرگری کی سفاکیوں سے محفوظ نہ رہ سکے اور زندیق اور کافر قرار پائے۔ (خورشید سندیلہ ۲۵ر فروری ۱۹۳۸ء صفحہ ۶)

(۱۰) **حضرت ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ** (وفات ۲۹۵ھ ہجری)

نہایت پاک باطن، صوفی، مجتہد طریقت اور شب بیدار عابد و زاہد جنہیں

قمر الصوفیاء کہا جاتا تھا۔

غلام الخلیل نے آپؒ کی نسبت نیز بعض دوسرے صوفیاء مثلاً حضرت ابوحمزہؒ۔ رقامؒ۔ شبلیؒ اور جنیدؒ کی نسبت بادشاہِ وقت کو مخبری کی کہ یہ سب لوگ بے دین ہیں اور اگر ان کو تہِ تیغ نہ کیا گیا تو ملک میں بے دینی اور الحاد پھیل جائے گا۔ جس پر بادشاہ نے سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ **جلّاد** نے تلوار سونت کر حضرت رقامؒ کو قتل کرنا چاہا تو حضرت ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور کہا کہ پہلے مجھے قتل کرو۔ نیز فرمایا میرا طریقہ ایثار پر مبنی ہے اور سب سے عزیز چیز زندگی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ چند سانس بھی اپنے اِس بھائی کے عوض خرچ کردوں کیونکہ میرے نزدیک زندگی کا ایک دم بھی آخرت کے ہزار سال سے بہتر ہے۔ بادشاہِ وقت آپ کا انصاف اور قدمِ صدق دیکھ کر حیران رہ گیا اور قاضی کو حکم دیا کہ ان کے بارے میں غور کرو۔ اس پر قاضیٔ وقت نے اُن بزرگوں کی پُرمعرفت گفتگو سنی اور بادشاہِ وقت سے کہا کہ اگر یہ ملحد و بے دین ہیں تو پھر روئے زمین پر کوئی موحد نہیں۔ اس پر بادشاہِ وقت نے ان کو نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء باب ۴۵ در ذکر ابوالحسن النوریؒ)

چوتھی صدی ہجری

(۱) **حضرت منصور حلّاج رحمۃ اللہ علیہ** (ولادت ۲۱۲ھ ہجری شہادت ۳۰۹ھ ہجری)

خیر القرون کے بزرگانِ اُمت کی تقویٰ شعاری، للّٰہیت، صبر و رضاء، توکل و استقلال اور راہِ حق میں فدا کاریوں اور جاں نثاریوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اب ہم فیجِ اعوج کے عہدِ مظلمہ کے ان اولیاء و اصفیاء کے حالات پر روشنی ڈالتے ہیں جنھوں نے

کافرسازی کی ذہنیت کے اٹھائے ہوئے مہیب سیلاب کے دوران حق وصداقت کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دیا اور عشقِ الٰہی اور عقیدتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت سینہ بسینہ اگلی نسلوں میں منتقل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

اِس سلسلہ میں سب سے پہلا نام ہمارے سامنے حضرت حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا آتا ہے جو صاحبِ کرامات بزرگ اور خدا تعالیٰ کے سچے عاشق اور صوفئ کامل اور درجۂ فنائیت تک پہنچے ہوئے تھے اور جوشِ وحدت اور حالتِ جذب میں مسئلۂ وحدت الوجود کو مانتے اور اَنَاالْحَق کا مجذوبانہ اور مجوبانہ نعرہ بلند کرتے تھے۔ زُہدووَرع کی یہی منزل تھی جس پر کافرگر ذہنیت ایک بار پھر پوری قوت سے جوش میں آئی اور اس نے نہ صرف راہِ خدا کے اس سالک کو ’’کتاب وسنت کی رو سے‘‘ کافروزندیق بناڈالا بلکہ سالہا سال تک قید خانہ کی صعوبتوں میں مبتلا کرنے کے بعد بالآخر بغداد کے بادشاہ مقتدر کے حکم سے تختۂ دار پر لٹکا کر دم لیا۔

(’’قاموس المشاہیر‘‘ جلد۲ صفحہ۲۳۴‘ مؤلفہ نظامی بدایونی مطبوعہ نظامی پریس بدایون ۱۹۲۶ء)

مولانا رئیس احمد صاحب جعفری تحریر فرماتے ہیں۔

> ’’۲۹۷ھ ہجری میں ابن داؤد الاصفہانی الظاہری کے فتوے کی بناء پر پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے...... ۳۰۱ھ ہجری میں دوسری مرتبہ ان کی گرفتاری عمل میں آئی اور آٹھ سال تک مسلسل اسیرِ زنداں رہے...... ۳۰۹ھ ہجری میں ان کے مقدمہ کا آخری فیصلہ ہوا اور فیصلہ کیا گیا کہ ۱۸/ذی قعدہ کو ان کی زندگی ختم کردی جائے گی۔ اس طرح کہ انہیں کوڑے مارے جائیں‘ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ اُن کا سرتن سے جدا کر دیا

جائے۔ ان کے اعضاء آگ میں جھلسائے جائیں اور اس کے بعد انہیں دجلہ کے پانی میں بہا دیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل کو کوئی نہ روک سکا۔

حلّاج کی جان اِس جرم میں لی گئی کہ وہ اَنَاالْحَق کا نعرہ لگاتے رہے تھے۔ اس قول سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ اِتحادِ ذاتِ الٰہی کے قائل تھے یعنی اپنی ذات کو ذاتِ الٰہی میں گُم کر کے ذاتِ الٰہی کا جزو بن گئے تھے۔''

(کتاب ''انوارِ اولیاء'' صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱ از یرعنوان ''حسین منصور حلّاج'' وزیرعنوان ''کیا منصور کافر تھے؟'' مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور)

(۲) حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۳۲۴ھ ہجری)

معتزلہ کی عقلیت اور سطحی فلسفیت کی سطوت و شوکت کو خاک میں ملانے کی اوّلین سعادت جس عظیم شخصیت کے حصہ میں آئی وہ حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو مجتہدِ فن اور علمِ کلام کے بانی ہونے کے علاوہ عبادت و تقویٰ، اخلاقِ فاضلہ اور روحانیت میں بھی درجۂ امامت و اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ حق تعالیٰ نے مذہبِ اسلام کی تبلیغ، احقاق اور حمایت کے لئے انہیں بے پناہ جذبہ عطا فرمایا تھا۔ معاصرین ان کی فصاحت و بلاغت، حسنِ تقریر اور قوتِ تحریر کی وجہ سے انہیں ''لِسَانُ الْاُمَّت'' کے خطاب سے یاد کرتے تھے۔ علامہ ابواسحاق اسفرائنی کا پایہ علمِ کلام و اصول فقہ میں مسلّم ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں امام ابوالحسن اشعریؒ کے شاگرد شیخ ابوالحسن باہلی کے سامنے ایسا تھا جیسے سمندر کے اندر قطرہ۔

(''تاریخ دعوت و عزیمت'' حصہ اول صفحہ ۸۷ تا ۹۱۔
ازمولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی۔ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۳۷۵ھ۔ ۱۹۵۵ء)

رُوحِ کافرگری نے اسلام کے اس مایۂ ناز فرزند کو بھی معاف نہیں کیا اور آپ کو ملحد اور کافر تک کہہ دیا گیا۔ (ہفت روزہ ''خورشید'' سندیلہ ۲۵/فروری ۱۹۳۸ء صفحہ ۶ کالم ۳)

(۳) **حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ** (ولادت ۲۶۷ھ ہجری، وفات ۳۶۴ھ ہجری)

حضرت ابوبکر شبلیؒ اہلِ تصوّف کے امام اور علومِ طریقت میں یگانہ اور لاثانی تھے۔ ریاضات اور کرامات کے باب میں آپ شہرۂ آفاق شخصیت تھے۔ آپ کو جاہلوں اور عوام سے سخت اذیتیں پہنچیں۔ آپ پر کئی مرتبہ کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

''وَشَهِدُوْا عَلَى الشِّبْلِىِّ بِالْكُفْرِ مِرَارًا''

(الیواقیت والجواہر جلد اوّل صفحہ ۱۵)

(۴) **حضرت ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ** (ولادت ۳۰۲ھ ہجری، وفات ۳۷۳ھ ہجری)

آپ اربابِ طریقت کے بزرگ، اصحابِ ریاضت کے برگزیدہ، ذکر و فکر میں فانی اور علومِ تصوّف میں ماہر اور صاحبِ تصنیف تھے۔ آپ کی نسبت بھی لکھا ہے۔

''ابوعثمان مغربی کہ بعلم و بزرگی نظیرِ خود نداشت از مکہ او را بیرون نمودہ و بہ تہمت مطعون کردہ بودند۔'' (''نظم الدُّرر فی سلک السیر'' صفحہ ۱۶۸

مؤلفه علامۂ دهر و فهامۂ عصر المعتصم بالله ملا صفی الله صاحبؒ

مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۵ھ)

پانچویں صدی ہجری

(۱) **حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ** (ولادت ۴۵۰ھ ہجری، وفات ۵۰۵ھ ہجری)

آپ کی شخصیت اسلامی دنیا میں محتاجِ تعارف نہیں۔ ''احیاء العلوم''

''کیمیائے سعادت'' اور دیگر بے شمار علمی تصانیف آپ کی یادگار اور اُمتِ مسلمہ کے لئے سرمایۂ افتخار ہیں۔

جہاں تک رُوحِ کافرگری کا تعلق ہے آپ بھی اس کی زد سے بچ نہیں سکے۔ مولانا رئیس احمد جعفری کے الفاظ میں یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ۔

> ''بہت سے فقہاء اور اصحابِ ظواہر اور اربابِ کلام تھے جو ان سے نفرت کرتے تھے۔ اُن کا عناد اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے تھے۔ اُن کی مخالفت کو سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ اُن پر طنز و تعریض کرتے تھے اور اُن کی تعلیمات پر شکوک و شبہات وارد کرتے تھے۔''
>
> (''انوارِ اولیاء'' صفحہ ۱۹۸)

آپ نے ''منخول'' نامی کتاب فقہ میں تصنیف فرمائی جس پر آپ کے زندیق و ملحد ہونے کا پراپیگنڈا شروع کر دیا گیا۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی اس کتاب کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

> ''امام صاحب کے مخالفین کے لئے یہ ایک عمدہ دستاویز تھی۔ یہ لوگ سنجر کے دربار میں یہ کتاب لے کر پہنچے اور اس پر زیادہ آب و رنگ چڑھا کر پیش کیا۔ اس کے ساتھ امام صاحب کی اور تصنیفات کے مطالب بھی اُلٹ پلٹ کر بیان کئے اور دعویٰ کیا کہ غزالی کے عقائد زندیقانہ اور ملحدانہ ہیں۔''

(''الغزالیؒ'' صفحہ ۵۶ مؤلفہ علامہ شبلی نعمانی
ناشر ایم ثناء اللہ خاں۔ ۲۶ ریلوے روڈ لاہور طبع دوم ۱۹۵۲ء)

تکفیر کی اِس کارروائی کا پسِ منظر بقول جناب اعجاز الحق قدوسی یہ تھا کہ۔

''امام غزالی کی شہرت ملکوں ملکوں پھیل رہی تھی۔ اِس آڑے وقت میں وہ اسلام کی جو خدمت انجام دے رہے تھے وہ بلاشبہ بہت اہم تھی لیکن دنیا کا دستور ہے کہ سیدھی راہ بتانے والوں اور نیک لوگوں کے کچھ نہ کچھ دشمن ضرور پیدا ہو جاتے ہیں۔ امام غزالی کے بھی کچھ دشمن پیدا ہو گئے یہ دشمن اس وقت کے بناوٹی پیر اور دنیادار عالم تھے جو نیکوں کی صورت بنا کر اپنا مطلب نکالنے کے لئے بُری باتوں کو دین کا رنگ دے دیتے اور شاہانِ وقت' امراء اور عام لوگوں کو خوش کرنے کے لئے طرح طرح کے ڈھونگ رچاتے ہیں۔ امام غزالی نے ایسے بناوٹی پیروں اور دنیادار مولویوں کے فریب کے پردے چاک کر کے رکھ دیئے تھے۔ اپنی کتابوں کے ذریعہ ان کے کرداروں کو بے نقاب کر دیا تھا اس لئے یہ لوگ ان سے کدورت رکھتے تھے۔ ان لوگوں کو احساس تھا کہ ان کا اقتدار کم ہو رہا ہے اور اگر کچھ دن یہی حالت رہی اور اسی طرح اسلام کی صحیح ترجمانی کی جاتی رہی تو پھر لوگ ان کا نام بھی نہ لیں گے۔''

(''امام غزالیؒ'' صفحہ ۴۲ تا ۴۴' ناشر فیروز سنز لاہور)

''غزالی نامہ'' میں لکھا ہے کہ۔

''علی بن یوسف بن تاشفین متولّد ۱۱/رجب ۴۹۶ھ متوفّٰی ۷/رجب ۵۳۷ھ بادشاہِ مغرب یعنی اندلس و مراکش مالکی مذہب پر عامل تھا اور نہایت کٹر اور متعصب' فلسفہ و منطق کا سخت مخالف تھا۔

> فقہائے مالکی اور دوسرے دشمنانِ غزالی نے مشہور کر دیا کہ مؤلفاتِ غزالی سراپا فلسفہ و منطق ہیں۔ علی بن یوسف بن تاشفین نے حکم دیا کہ ''احیاء العلوم'' کے نسخے جہاں ملیں جمع کئے جائیں نیز اُن کی دوسری کتابیں بھی فراہم کی جائیں اور ان سب کو نذرِ آتش کر دیا جائے اور ساری مملکت میں جتنے پیروانِ غزالی ملیں اور اُن کی تالیفات کو رواج دینے والے دستیاب ہوں اُن سب کو ہلاک اور قتل کر دیا جائے...... قاضی عیاض...... جن کی وفات مراکش میں ۵۴۴ ہجری میں ہوئی نے علی بن تاشفین کے بعد فتویٰ دیا کہ مؤلفاتِ غزالی کو نذرِ آتش کر دیا جائے......
>
> ابنِ حزام مغربی نے کہ جن کا شمار رئیس فقہائے بلادِ مغرب میں ہوتا تھا فتویٰ دیا کہ ''احیاء العلوم'' کا پڑھنا حرام ہے اور اس کے نسخوں کا جلا دینا واجب ہے۔ ۵۵۸ھ میں یافعی نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مؤلفاتِ غزالی پر قیل و قال کا سلسلہ جاری تھا فقہائے ناحیۂ جبال نے فتویٰ دیا کہ غزالی کی کتب کا پڑھنا حرام اور ان کا جلا دینا واجب۔''

(''غزالی نامہ'' اردو ترجمہ از مولانا رئیس احمد جعفری صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱)

خدا کی قدرت! رُوحِ کافر گری جس مقدس امام کا پیدا کردہ اسلامی لٹریچر صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دینا چاہتی تھی اس لٹریچر کو حق تعالیٰ نے ایسی مافوق العادت عظمت بخشی کہ صدیاں گذرنے کے بعد آج چار دانگِ عالم میں اس کی دھوم ہے جو حضرت امام غزالیؒ جیسے پاک نفس اور پاک باطن بزرگ کے جذبۂ خلوص، صبر اور دعاؤں کی کرامات ہے۔

(۲) حضرت امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۳۸۴؁ ہجری، وفات ۴۵۶؁ ہجری)

آپ حدیثِ نبویؐ اور اقوالِ صحابہؓ کے متبحر عالم، تاریخ ونفسیات کے ماہر، نابغۂ روزگار متکلم، بہترین ادیب، عظیم فقیہ اور مؤرخ تھے۔ علمِ اَنساب، نحو، لغت، شعر، طب، منطق اور فلسفہ میں بھی آپ کو یدِطولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ آپ براہِ راست کتاب وسنت سے احکامِ شریعت کا استنباط کرتے تھے۔ یہ چیز علماءِ وقت اور فقہائے زمانہ کو سخت ناگوار گزری اور انہوں نے بالاتفاق آپ کے گمراہ ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا چنانچہ ''معجم المؤلّفین'' میں لکھا ہے۔

> ''كَانَ يَسْتَنْبِطُ الْاَحْكَامَ مِنَ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَانْتَقَدَ كَثِيْرًا مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ فَاَجْمَعَ هٰؤُلَآءِ عَلٰى تَضْلِيْلِهٖ وَ حَذَّرُوْا اَرْبَابَ الْحَلِّ وَ الْعَقْدِ مِنْ فِتْنَتِهٖ وَ نَهَوْا عَوَامَهُمْ مِنَ الدُّنُوِّ مِنْهُ وَالْاَخْذِ عَنْهُ فَاُقْصِىَ وَ طُوْرِدَ فَرَحَلَ اِلٰى بَادِيَةِ لَبْلَةَ بِالْاُنْدُلُسِ فَتُوُفِّىَ بِهَا.'' (جلد۷ صفحہ۱۶ مطبوعہ دمشق)

ترجمہ۔ آپ کتاب وسنت سے شرعی احکام کا استنباط کرتے اور علماء اور فقہاء پر بکثرت تنقید کرتے تھے جس پر انہوں نے متفقہ طور پر آپ کو گمراہ قرار دیا۔ اربابِ حکومت و سیاست کو آپ کے ''فتنہ'' سے خبردار کیا اور عوام کو آپ کے قریب آنے اور آپ سے استفادہ کرنے کی ممانعت کر دی اور نہایت بے عزتی سے آپ کو بہت دور شہر بدر کر دیا گیا چنانچہ آپ اندلس کے لَبْلَہ نامی جنگل کی طرف تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔

چھٹی صدی ہجری

(۱) حضرت غوثِ اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۴۷۰ھ ہجری وفات ۵۶۱ھ ہجری)

آپ صوفیاء کے مشہور ومعروف سلسلہ قادریہ کے بانی اور صاحبِ کرامات عالم ربانی تھے۔ آپ کی تصانیف بکثرت ہیں جن میں "**غُنیَۃُ الطَّالِبِیْنَ**"، "**فُتُوحُ الْغَیبِ**" اور "**بَھجَۃُ الْاَسْرَارِ**" بہت مشہور ہیں۔ "**اَلْفَتحُ الرَّبَّانِی**" آپ کے ملفوظات کا نہایت بصیرت افروز مجموعہ ہے۔ اقلیم روحانیت کے اس روحانی بادشاہ کو بھی ہدفِ تکفیر بنایا گیا ؎

کس بچشمِ یار صِدّیقے نہ شد
تا بچشمِ غیر زِندیقے نہ شد

مشہور ہے کہ علامہ ابوالفرح عبدالرحمٰن علی بن جوزی اور اس کے ہمنوا دو سو علماء نے عالم اسلام کی اس برگزیدہ ہستی کے خلاف فتویٰ کفر دیا۔ علامہ مذکور کی کتاب "**تلبیسِ ابلیس**" میں جابجا صوفیاء پر سخت تنقید کی گئی ہے اور حضرت غوثِ اعظمؒ کی شان میں بالواسطہ طور پر اشاروں اور کنایوں سے بڑی گستاخیاں کی گئی ہیں۔

"حالات جناب غوث الاعظمؒ" میں لکھا ہے۔

"بعض کوتاہ بینوں نے......انہیں **اھل الضلال و الطغیان** کے موافق فتویٰ دے دیا۔" (صفحہ ۱۔ مولفہ ابنِ وسیم، مکتبہ عزیزیہ کشمیری بازار لاہور)

(۲) حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔

(ولادت ۵۱۳؁ ہجری، شہادت ۶۲۷؁ ہجری)

شریعت وطریقت میں یکتا تھے۔ ’’تذکرۃ الاولیاء‘‘ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپ پر شیعیت کا الزام دے کر بازارِ کافرگری کو زینت دی گئی۔ ناچار آپ نے لوگوں سے بالکل قطع تعلق کرلیا اور گوشہ نشین ہو گئے۔

(’’مقدمہ تذکرۃ الاولیاء‘‘ ناشر منزل نقشبندیہ لاہور)

(۳) حضرت علامہ ابنِ رشد رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۵۲۰؁ ہجری، وفات ۵۹۵؁ ہجری)

علامہ ابنِ رشدؒ علم وفضل کے آفتاب تھے۔ فلسفہ، علمِ الٰہیات، حکمت، طب اور ریاضی میں امام تھے۔ ان علوم وفنون میں آپ نے چالیس تصانیف کیں جن کے لاطینی اور عبرانی زبانوں میں تراجم ہوئے۔ یورپ کے فلسفۂ جدید کی بنیاد آپ ہی کی تصانیف ہیں۔ علم کے اعتبار سے ارسطو کے بعد ابن رشد کو دوسرا بڑا انسان سمجھا جاتا ہے۔

روحِ کافرگری نے اس یگانۂ روزگار اور نہایت باکمال بزرگ کو بھی معاف نہیں کیا۔

مولانا عبدالسلام ندوی آپ کے خلاف کفر وارتداد کے فتاویٰ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ’’ابن رشدؒ کے دشمنوں نے اُس پر الحاد و بے دینی کا جو الزام لگایا تھا اُس کی بناء پر اِس معاملے نے ایک قومی اور مذہبی صورت اختیار کر لی تھی اور اسی حیثیت سے اس پر فردِ قرارداد جرم لگائی گئی۔ چنانچہ قرطبہ کی جامع مسجد میں ایک عام اجتماع ہوا جس میں تمام علماء وفقہاء شریک ہوئے۔ اس اجتماع کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ ابنِ رشدؒ گمراہ اور

لعنت کا مستوجب ہو گیا ہے۔ اور چونکہ قاضی ابوعبد اللہ بن ابراہیم الاصولی کی بعض باتوں سے بھی اس الحاد و بے دینی کا اظہار ہوا تھا اس لئے وہ بھی حاضر کئے گئے تو سب سے پہلے قاضی ابوعبداللہ بن مروان نے تقریر کی اور کہا کہ اکثر چیزوں میں نفع وضرر دونوں ہوتا ہے لیکن جب نفع کا پہلوضرر کے پہلو پر غالب آ جاتا ہے تو اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ورنہ وہ چیز چھوڑ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد خطیب ابوعلی بن حجّاج نے اعلان کیا کہ یہ تمام لوگ ملحد اور بے دین ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں کو جلاوطن کیا گیا اور ابن رشدؒ کو بُوسینا میں جو قرطبہ کے پاس یہودیوں کی ایک بستی ہے نظر بند کیا گیا کیونکہ بعض لوگوں نے شہادت دی تھی کہ اس کا سلسلۂ نسب یہودیوں سے ملتا ہے۔''

(حکمائے اسلام'' حصہ دوم صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱ مطبوعہ مطبع معارف اعظم گڑھ)

(۴) حضرت صوفی شعیب بن الحسن المغربی (ابومدین) رحمۃ اللہ علیہ

(وفات ۵۹۴ھ ہجری)

آپ اندلس کے ممتاز صوفی تھے۔ علم توحید میں آپ کی کتاب ''انس الوحید و نزھة المرید'' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ بزرگ بھی جنابِ الٰہی کی طرف سے روح کافرگری کے امتحان میں ڈالے گئے اور صبر ورضاء کی منازل طے کرنے کے بعد مقبول درگاہِ الٰہی بنے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ''الیواقیت والجواہر'' جلد اوّل کے صفحہ ۱۵ پر تحریر فرمایا ہے کہ اس وقت کے علماء نے آپ پر زندیق ہونے کا فتویٰ لگایا۔

(۵) حضرت الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ؁۵۶۰ ہجری' وفات ؁۶۳۸ ہجری)

مسلم سپین کی جن شخصیتوں نے دنیائے اسلام پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں اور اذہان وقلوب میں زبردست انقلاب برپا کیا ہے ان میں آپ سرِ فہرست ہیں۔ حکمت' تصوف' علمِ کلام' فقہ' تفسیر' ادب اور شعر وسخن کے آپ شہسوار تھے۔ آپ کے قلم سے بے شمار تصانیف نکلی ہیں اور اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت بلند مقام رکھتی ہیں۔ آپ کو یہ فخر و اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے مسئلہ فیضانِ ختم نبوت پر اپنے مکاشفات اور باطنی علوم کی بناء پر نہایت تفصیلی اور فیصلہ کن روشنی ڈالی ہے جو قیامت تک کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ جیسے مجاہدِ اسلام کو بھی کافر سازی کا تختۂ مشق بنایا گیا اور ان کے خلاف کفر وضلال کے فتوے صادر کئے گئے حتّٰی کہ انہیں کافرِ اعظم تک کہا گیا۔

(''ابن عربیؒ'' مصنفہ ابوجاوید نیازیؔ' ناشر فیروزسنز لاہور ۱۹۶۹ء صفحہ ۷۳)

اسی پر بس نہیں، مصؔر میں تو آپ کے قتل کی باقاعدہ کوشش بھی کی گئی۔

(''انوارِ اولیاء'' صفحہ ۲۴۳ مرتبہ مولانا رئیس احمد جعفری)

حضرت ابنِ عربیؒ اپنے اس آزمائشی دور میں اس درجہ کامیاب نکلے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں ایسے بزرگ اور صوفی پیدا کر دیئے جنہوں نے آپ کی خدمات کو خراجِ تحسین ادا کیا اور اپنی گردنیں ان کے سامنے عقیدت سے جھکا دیں۔ چنانچہ علامہ قطب الدین شیرازیؒ کا قول ہے کہ۔

''حضرت شیخِ اکبرؒ شریعت وحقیقت دونوں میں کامل اور بے نظیر

تھے۔ جو لوگ اُن کے کلام پر طعن کرتے ہیں وہ کیا کریں۔ اُس کو وہ سمجھ نہیں سکتے تھے۔ اور جو کوئی ان کو بُرا کہتے ہیں تو ان کو ایسا جانو جیسے وہ لوگ ہیں جو نبیوں کو بُرا کہتے ہیں۔ حضرت امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ امام محی الدین ابنِ عربی بہت بڑے جلیل القدر ولی اور اپنے زمانہ کے قطب الاقطاب تھے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ شیخِ اکبرؒ عارفوں کے مربی اور حضور پُرنُور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے والے تھے۔ امام ابن سعد یافعیؒ کہا کرتے تھے کہ حضرت شیخ اکبرؒ کو ولایتِ عظمیٰ حاصل تھی۔ امام سبکیؒ کہتے ہیں کہ آپ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ تھے اور اس زمانہ میں علم وفضل کی کنجی انہیں کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت شیخ کمال الدین رحمھما اللہ ان کے عالی مقام کا اعتراف کرتے تھے اور ان کی نگاہ میں آپ کا کامل محقق اور صاحب کرامات ہونا مسلّم تھا۔ (''مشاہیرِ اسلام'' جلد اصفحہ ۱۸۷۔ ناشر: صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی منڈی بہاؤالدین پنجاب)

(۶) حضرت شیخ الاشراق شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۵۹۵ ہجری)

آپ کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ عموماً شیخِ مقتول اور قتیل اللہ کہلاتے ہیں۔ حلب کے فقہاء کو آپ نے جب بحث ومناظرہ میں بالکل لاجواب کر دیا تو روحِ کافرگری حرکت میں آئی اور آپ کافر اور واجب القتل قرار پائے۔ چنانچہ علماء کے فتویٰ پر سلطان صلاح الدین ایوبی کے بیٹے ملک الظاہر نے آپ کو جیل خانے

میں ڈال دیا اور آپ کو قلعہ حلب کے قید خانہ میں گلا گھونٹ کر شہید کر دیا گیا۔

(''معجم المؤلّفین'' جلد۱۳ صفحہ۱۸۹ و ''انوارِ اولیاء'' صفحہ ۱۹۳
و ''حکمائے اسلام'' حصہ دوم صفحہ۵۵ تا۵۷)

ساتویں صدی ہجری

(۱) حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفّٰی ۶۵۴ھ ہجری)

آپ بلادِ مغرب کے رہنے والے مشائخ کبار میں سے تھے۔ آپ پر بھی زندقہ کا الزام لگایا گیا۔ (الیواقیت والجواہر جلد۱ صفحہ۱۳)

(۲) حضرت شیخ عزّ الدین عبدالعزیز بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ (المتوفّٰی ۶۶۰ھ ہجری)

آپ ''شجرۃ المعارف'' کے مصنف تھے جنہیں دوسرے اہل اللہ کی طرح تکفیر کا نشانہ بنایا گیا۔ (الیواقیت والجواہر جلد۱ صفحہ۱۳)

(۳) حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۶۳۴ھ ہجری، وفات ۷۵ھ ہجری)

برصغیر پاک و ہند کے نامور صوفی اور سلطان المشائخ تھے۔ حضرت بابا گنج شکرؒ آپ کے پیرومرشد اور مشہور شاعر امیر خسرو دہلویؒ آپ کے مرید باصفا تھے۔ ''انوارِ اولیاء'' میں لکھا ہے کہ۔

> ''شاہی محل کے سامنے زمین پہ فرش بچھایا گیا۔ صدر میں بادشاہ اپنے فوجی افسروں کے جھرمٹ میں بیٹھا تھا جو سب ہتھیار بند تھے۔ اس کے دائیں طرف علماء کی صف تھی جن کے بیچ میں مفتیٔ اعظم حاکم شرح بیٹھے تھے۔ مفتی صاحب نے پوچھا کیا آپ مسلمان ہیں؟ حضرت نے جواب دیا۔ الحمد لله ۔ مَیں مسلمان ہوں ۔ مفتی نے سوال کیا۔

کیا آپ حنفی ہیں؟ حضرت نے جواب دیا ہاں مَیں امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتا ہوں۔ مفتی نے پوچھا کیا آپ گانا سنتے ہیں؟ حضرت نے جواب دیا ہاں۔ میں گانا سنتا ہوں...... مفتی صاحب نے کہا کوئی دلیل اِس طرح گانا سننے کے جواز میں آپ کے پاس ہے؟ حضرت نے فرمایا بخاری شریف میں صحیح حدیث موجود ہے۔ اس کے بعد حضرت نے وہ حدیث پڑھی جس کا مطلب خواجہ سید محمد امام نے مجھے بتایا کہ حضرت نے یہ حدیث پڑھی ہے کہ رسول اللہؐ کے سامنے مدینے کے انصار کی لڑکیاں دَف بجا بجا کر گا رہی تھیں اور حضرت ان کا گانا سُن رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ وہاں آ گئے اور انہوں نے لڑکیوں کو گانے بجانے سے روکا۔ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ ان لڑکیوں کو گانے بجانے سے نہ روکو۔ آج ان کا عید کا دن ہے اور ہر قوم کا ایک عید کا دن ہوتا ہے۔ یہ حدیث سن کر مفتیٔ اعظم نے کہا ’’تُرا با حدیث چہ کار تو کہ مشربِ ابوحنیفہ داری قول ابوحنیفہ بیار۔‘‘

ترجمہ۔ تم کو رسول کی حدیث سے کیا واسطہ تم حنفی ہو اور ابوحنیفہ کا مشرب رکھتے ہو تو ابوحنیفہ کا قول دلیل میں پیش کرو۔

حضرت نے جواب دیا۔ ’’سبحان اللہ! مَن کہ قولِ رسولؐ می آرم تو می گوئی کہ قول اُمتی بیار؟ ابوحنیفہ کہ بود کہ من قول او بمقابلہ قول رسول مے آرم؟‘‘

ترجمہ: سبحان اللہ! مَیں رسول اللہؐ کا قول پیش کرتا ہوں اور تم ایک

امتی کا قول مانگتے ہو۔ ابوحنیفہ کون تھے جن کا قول رسولؐ کے مقابلے میں پیش کروں۔ جو قوم رسول کے قول کے مقابلے میں ایک اُمتی کا قول مانگتی ہے وہ اس سے نہیں ڈرتی کہ وہ قوم جلاوطن ہو جائے اور قحط میں مبتلا ہو اور شہر برباد و ویران ہو جائے۔

یہ سن کر مفتیٔ اعظم اور شیخ زادہ فرحام نے بادشاہ اور حاضرین کو اشتعال دلانے کے لئے کہا۔ خدا کی پناہ! اس شخص نے حامی شریعت اور ناصر فقہ حنفی بادشاہ کی موجودگی میں امام ابوحنیفہ کی توہین کی ہے اور کہتا ہے ابوحنیفہ کون تھے حالانکہ ابھی اس نے کہا تھا کہ میں حنفی ہوں اور امام ابوحنیفہ کا مقلّد ہوں۔ مفتیٔ اعظم کی حکمت کارگر ہوئی اور جتنے علماء اس کے ساتھ تھے ان سب نے بگڑ بگڑ کر غصے کے لہجے میں کہنا شروع کیا۔ اس نے امام کی توہین کی ہے اور مجلس میں چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں یہ شخص مجرم ہے۔ یہ شخص گستاخ ہے۔‘‘

(کتاب ’’انوارِ اولیاء‘‘ صفحہ ۲۹۷، ۲۹۸ در ذکر خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، مؤلفہ سید رئیس احمد جعفری ندوی مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور)

(۴) حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ٦٦١ھ ہجری، وفات ۷۲۸ھ ہجری)

آپ عالِم جلیل اور مجاہِد کبیر تھے۔ زُہد و تقویٰ، علم و فضل اور شجاعت میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ ایک لمبے عرصہ تک روحِ کافرگری کے ہاتھوں ستائے گئے اور بالآخر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے قید خانہ میں ہی انتقال فرما گئے۔ اِس اِجمال کی تفصیل ہمیں علامہ محمد بن شاکر قطبی کی مشہور کتاب ’’فوات الوفیات‘‘

صفحہ ۳۹ و ۴۰ سے یوں ملتی ہے کہ علماء و فقراءِ زمانہ نے یہ خیال کر کے کہ امام ابن تیمیہ ہمارے طریقہ کے خلاف چلتا اور ہماری جماعت کو توڑتا ہے۔ ان لوگوں نے آپ کا معاملہ متفقہ کوشش سے حکام تک پہنچایا اور ہر ایک نے اپنی فکر آپ کے کفر میں چلائی اور محضر نامے تیار کر کے عوام کو بھڑکایا کہ ان کو اکابر کے پاس جلد لے جائیں۔ آخر آپ دیارِ مصر کے دربارِ حکومت میں پیش کئے گئے اور جاتے ہی قید خانے میں ڈال دیئے گئے اور باندھے گئے۔ گوشہ نشین فقراء اور مدارس کے علماء وغیرہ ہر قسم کے لوگوں نے آپ کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے مجالسِ عمل قائم کیں۔ شیخ الاسلام کے مصائب یہیں تک ختم نہیں ہو گئے بلکہ اس کے بعد بھی یکے بعد دیگرے کئی آزمائشوں میں سے آپ کو گزرنا پڑا اور عمر بھر ایک ابتلاء میں سے دوسرے ابتلاء سے دوچار ہونا پڑا یہاں تک کہ آپ کا معاملہ ایک قاضی کے سپرد ہوا جس نے آپ کو قید میں رکھنے ہی کا فیصلہ دیا یہاں تک کہ قضائے الٰہی نے قید خانے سے خدا کی آغوشِ رحمت اور جنت میں آپ کو پہنچا دیا۔

(''تاریخ اہلِ حدیث'' صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰ از مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔
ناشر: اسلامی پبلشنگ کمپنی اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔ طبع اول ۱۹۵۳ء)

مرض الموت میں وزیر دمشق آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو قصور مجھ سے سرزد ہوا ہے مجھے معاف کر دیا جائے۔ چونکہ امام موصوف یہ سب آزمائشیں محض خدا کے لئے جھیل رہے تھے اس لئے آپ نے جواب میں فرمایا میں نے تم کو بھی اور ان تمام لوگوں کو بھی معاف کیا جنہوں نے مجھ سے دشمنی کی۔ میرے مخالفین کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں حق پر ہوں۔ میں نے شاہِ وقت ملک ناصر کو بھی معاف کیا جس نے مجھے قید کر رکھا ہے کہ اس کا یہ فعل اغیار کے بہکانے کے سبب وقوع میں آیا۔ اللہ اللہ!

حضرت رحمۃٌ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوتِ قدسیہ سے کیسے کیسے رحیم و کریم اور شفیق و مہربان شاگرد پیدا کئے۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔**

(۵) حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۴۵؁ ہجری)

مشہور عالم بزرگ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ آپ ہی کے شاگرد اور مرید باصفا تھے۔ آپ کو محفلِ سماع منعقد کرنے کی پاداش میں کھلم کھلا کافر کہا گیا۔ کہتے ہیں کہ آپ کی کھال کھینچی گئی اور آپ قتل کر کے کنوئیں میں ڈال دیئے گئے۔

(''مولانا روم'' از امتیاز محمد خان صفحہ ۴۴، ۴۵۔ ناشر: فیروز سنز لاہور
و ''قاموس المشاہیر'' جلد دوم صفحہ ۲۳، ۲۴)

(۶) حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۶۰۴؁ ہجری، وفات ۶۷۲؁ ہجری)

سلسلۂ جلالیہ کے بانی ہیں جو روم، شام، مصر، عراق اور عرب وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ مثنوی مولانا رومؒ جو مقبولِ خاص و عام ہے آپ ہی کی مبارک تصنیف ہے۔ دنیائے اسلام کی یہ مایۂ ناز شخصیت بھی روحِ کافرگری کی یلغار سے بچ نہ سکی حتّٰی کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ جو شخص ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

(ہفت روزہ ''خورشید'' سندیلہ ۲۵ر فروری ۱۹۳۸؁ء صفحہ ۶ کالم ۲)

آٹھوی صدی ہجری

(۱) حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۶۹۱؁ ہجری، وفات ۷۵۱؁ ہجری)

آپ نامور مصنف اور ممتاز متکلمِ اسلام گزرے ہیں۔ آپ کی سوانح میں لکھا ہے۔

> ’’آپ کو بھی امام ابن تیمیہؒ کی طرح بہت ایذا دی گئی۔ ایک اونٹ پر سوار کر کے شہر میں پھرایا گیا۔ بدن اقدس پر دُرّے مارے جاتے تھے۔ پھر استاد مکرم کے ساتھ اسی قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ جرم یہ تھا کہ آپ حضرت ابراہیم خلیلؑ کی قبر کی زیارت کے لئے شدِّ رَحِیل کے قائل نہ تھے۔‘‘

(’’حیات حافظ ابن قیمؒ‘‘ صفحہ ۱۰۷ تصنیف عبد العظیم عبد السلام شرف الدین پروفیسر قاہرہ یونیورسٹی۔ ترجمہ غلام احمد حریری ایم۔ اے۔)

(۲) حضرت تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۷۲۷ھ ہجری، وفات ۷۷۱ھ ہجری)

آپ جیسے بزرگ صوفیٔ کامل، فقیہ، مؤرخ، ادیب پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا گیا جیسا کہ ’’الیواقیت والجواہر‘‘ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۵ پر مذکور ہے۔

نویں صدی ہجری

(۱) حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۸۱۷ھ ہجری، وفات ۸۹۸ھ ہجری)

علوم عقلیہ ونقلیہ میں بڑے ماہر اور جامع اور عارفِ کامل تھے۔ آپ کی مولفات بہت ہیں جن میں شرح کافیہ اور شرح نقایہ مختصر الوقایہ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کو بھی تکفیر کے امتحان میں ڈالا گیا۔

(ہفت روزہ ’’خورشید‘‘ سندیلہ ۲۵؍فروری ۱۹۳۸ء صفحہ ۶ کالم نمبر ۳)

(۲) حضرت سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ بانیٔ فرقہ مہدویّہ

(ولادت ۸۴۷ھ ہجری، وفات ۹۰۲ھ ہجری)

مشہور ولیٔ کامل تھے جنہوں نے مہدیٔ دوراں ہونے کا دعویٰ فرمایا جس پر علمائے ظواہر کی طرف سے آپ پر فتویٔ کفر لگایا گیا۔

مولانا ابوالکلام آزادؔ ''تذکرہ'' میں لکھتے ہیں۔

''اُس زمانہ میں مہدوی فرقہ کا نیا نیا چرچا ہر طرف پھیلا ہوا تھا اور علماءِ دربار کے لئے اِس فرقہ کے قتل وسلب اور تکفیر و تضلیل کا مشغلہ سب سے زیادہ دلپسند اور کامیاب مشغلہ تھا۔ ان لوگوں کو ہر زمانے میں اپنی دلبستگی وحکمرانی کے لئے فرقہ آرائی اور جنگ وقتالِ مسلمین کا کوئی نہ کوئی مشغلہ ضرور ملنا چاہئے۔ اس وقت کے مناسب حال اس سے بڑھ کر اور کوئی مشغلہ نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ فرقہ سید محمد جونپوریؒ کی طرف منسوب ہے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ مہدی ہونے کے مدعی تھے۔''

''حضرت شاہ ولی اللہؒ کا قول شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے ایک مکتوب میں نقل کیا ہے کہ سید محمد عالمِ حق اور واصل باللہ تھے۔ بعض خواطر وواردات اُن پر ایسے گزرے ہیں کہ اُن کے دَرک وفہم میں درماندہ وعاجز رہ گئے اور خود اپنے مقام کی نسبت دھوکے میں پڑ گئے۔ یہ بات نہ تھی کہ انہوں نے دانستہ غلط دعویٰ کیا۔ حضرت مجدّد صاحبؒ اور مرزا مظہر جانِ جاناںؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ علماءِ حق کا تو یہ حال تھا مگر علمائے دین نے اس جماعت کے استیصال پر کمر باندھی اور سید محمد کی نسبت اعتقاد مہدویہ وغیرہ کو بنیادِ تکفیر قرار دیا۔''

(''تذکرہ'' صفحہ ۴۴ تا ۶۰ ملخصاً)

(۳) حضرت شیخ علائی رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۹۵۵ھ ہجری)

مہدوی طریقے کو بنگال کے مشہور عالم شیخ علائیؒ کے ذریعہ بہت فروغ ہوا اور ہزاروں لوگوں نے اس فرقہ کے عقائد اختیار کر لئے۔ مہدوی عقائد کے متعلق شرعی فیصلہ کرنے کے لئے علماء کی ایک مجلس منعقد کی گئی لیکن کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس زمانے میں سلیم شاہ حکمران تھا اور اُس کے دربار میں مخدوم الملک مُلّا عبداللہ سلطان پوری کو بڑا رسوخ حاصل تھا۔ مخدوم الملک نے شیخ علائی کے قتل کا فتویٰ دیا اور پھر آپ کو کوڑے مروا کر شہید کرا دیا۔

(''رودِ کوثر'' صفحہ ۲۶ تا ۲۹ از شیخ محمد اکرام ایم۔ اے
طبع سوم، ناشر: فیروز سنز لاہور۔)

''منتخب التواریخ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم الملک نے حضرت شیخ علائی کے واجب القتل ہونے کے مقدمات یوں ترتیب دیئے ہیں۔

> ''ایں مبتدع دعویٔ مہدویت مے کند و مہدی خود پادشاہِ روئے
> زمین خواہد شد و چوں سر خروج دارد واجب القتل است۔''

(''منتخب التواریخ'' جلد اوّل صفحہ ۴۰۰ بحوالہ ''تذکرہ'' از مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ ۶۸)

دسویں صدی ہجری

(۱) حضرت احمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگ بھی روح کافرگری کی نذر ہو گئے۔ فیروز تغلق نے آپ کی **شَطِحیات** کی بناء پر بموجب فتویٰ علمائے دہلی شہید کرا دیا۔

(''آبِ کوثر'' مصنفہ شیخ محمد اکرام صاحب صفحہ ۴۹۸ حاشیہ)

(۲) **حضرت صوفی بایزید سرحدی رحمۃ اللہ علیہ** (ولادت ؁۹۳۲ ہجری، وفات ؁۹۸۰ ہجری)

آپ کا شمار سرحد کے قدیم صوفیاء میں سے ہوتا ہے۔ آپ جب اپنے اصولوں کی تبلیغ کے لئے پہلی بار پشاور تشریف لائے تو آپ کو گمراہ، بے دین اور بے شرع قرار دیا گیا۔ (تذکرۂ صوفیائے سرحد صفحہ ۱۴۹، از اعجاز الحق قدوسیؔ

ناشر: مرکزی اردو بورڈ لاہور۔)

گیارھویں صدی ہجری

(۱) **حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ** (ولادت ؁۹۷۱ ہجری، وفات ؁۱۰۳۴ ہجری)

آپ گیارھویں صدی ہجری کے مجدّد تھے جنہوں نے زبان وقلم سے بدعتوں کا قلع قمع کرنے کا مسلسل جہاد کیا۔ آپ کے مکتوبات جو کلام وتصوف کے اَسرار ورَموز کا قیمتی خزانہ ہیں اپنی مثال آپ ہیں۔

حضرت مجدد کو اشاعتِ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کی راہ میں جن امتحانوں اور ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑا ان میں نمایاں ترین ابتلاء اور امتحان یہ تھا کہ علمائے زمانہ نے جہانگیر کے دربار میں مخبری کی کہ سرہند کا ایک مشائخ زادہ ایسے دعوے کرتا ہے جن سے کفر لازم آتا ہے۔

’’خزینۃ الاصفیاء‘‘ میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ بعض علماء نے آپ کے قتل کا فتویٰ بھی دیا تھا اور آپ کے خلاف ملک میں ایک عام شورش پیدا کردی گئی اور آپ نے بادشاہ کے فرمان پر تقریباً ایک سال تک قلعۂ گوالیار میں قید رہ کر پھر سے سنتِ یوسفی کو تازہ کر دیا۔

(’’رودِ کوثر‘‘ صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۶ اشاعتِ سوم۔ از شیخ محمد اکرام ایم۔ اے، شائع کردہ فیروز سنز لاہور)

(۲) **حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ** (ولادت ؁۱۰۰۲ ہجری، وفات ؁۱۰۷۰ ہجری)

آپ آرمینیا کے رہنے والے ایک شاعر تھے۔ جوانی میں مشرف بہ اسلام

ہوئے۔ آپ اپنے **تخلّص** سرؔمد کے نام سے مشہور ہیں۔ شاہجہان کے عہد میں ایران سے ہندوستان آئے۔ یہاں جذب وجنون طاری ہوا اور عریاں پھرنے لگے۔ سرؔمد کی مشہور رباعی ہے ؎

ہرکس کہ سر حقیقتش باور شد
او پہن تر از سپہر پنہاں درشد
ملا گوید کہ بر فلک شد احمد
سرؔمد گوید بہ احمد درشد

”**تذکرۃ الخیال**“ میں ہے کہ اس رباعی پر آپ کو کافر قرار دیا گیا کہ معراج جسمانی سے منکر ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے قرار دادِ جرم میں اس وقت اضافہ ہوا جب علماء نے آپ سے کلمۂ طیبہ پڑھنے کے لئے کہا مگر سرؔمد نے ”لَا اِلٰـــہَ“ سے زیادہ نہ پڑھا اور کہا کہ ابھی تک میں نفی میں مستغرق ہوں مرتبۂ اثبات تک نہیں پہنچا جب پہنچوں گا تو **اِلَّا اللّٰہُ** بھی کہوں گا۔ علمائے ظواہر نے فتویٰ دیا کہ فقط لَا اِلٰـہَ کہنا کفر ہے اگر سرؔمد توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ سرؔمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو محبتِ الٰہی میں فانی تھے اپنے مسلک سے منحرف ہونے سے انکار کردیا۔ چنانچہ دوسرے روز مسجد جامع کے سامنے مقتل میں لے جائے گئے۔ جلّاد سامنے آیا تو ذیل کا شعر پڑھ کر اپنی گردن رکھ دی ؎

شورے شد و از خوابِ عدم دیدہ کشودیم
دیدیم کہ باقی است شب فتنہ غنودیم

(رودِ کوثر صفحہ ۳۹۰، ۳۹۱ و قاموس المشاہیر جلد اوّل صفحہ ۲۸۷، ۲۸۸)

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے آپ کے دردناک واقعۂ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> اسلام کے اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں فقہاء کا قلم ہمیشہ تیغِ بے نیام رہا ہے اور ہزاروں حق پرستوں کا خون ان کے فتووں کا دامنگیر ہے۔ اسلام کی تاریخ کو خواہ کہیں سے پڑھو مگر سینکڑوں مثالیں کہتی ہیں کہ بادشاہ جب خونریزی پہ آتا تھا تو دارالافتاء کا قلم اور سپہ سالار کی تیغ دونوں یکساں طور پر کام کرتے تھے۔ صوفیاء اور اربابِ وطن پر منحصر نہیں علمائے شریعت میں سے بھی جو نکتہ بیں اسرارِ حقیقت کے قریب ہوئے فقہاء کے ہاتھوں انہیں مصیبتیں اٹھانی پڑیں اور بالآخر سَر دے کر نجات پائی۔ سرمدؔ بھی اُسی تیغ کا شہید ہے۔'' (''مشاہیر اسلام'' جلد اول صفحہ ۱۵۱ ناشر: صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی منڈی بہاؤالدین پنجاب)

(۳) حضرت محمد بن ابراہیم شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۵۰ھ ہجری)

یہ بزرگ بھی جو فلسفیانہ مسائل پر کامل دستگاہ رکھتے اور عام فہم اسلوب تحریر اختیار کرنے میں اپنی نظیر آپ تھے محض اس ''جرم'' کی پاداش میں کافر قرار پائے کہ آپ کا طرزِ تحریر عام فہم اور سلیس تھا۔ (''حکمائے اسلام'' حصہ دوم صفحہ ۳۱۵ مؤلفہ عبدالسلام ندوی)

بارھویں صدی ہجری

(۱) حضرت معصوم علی شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۱۵ھ ہجری)

آپ حضرت سید علی رضا دکنی کے مرید اور خلیفہ تھے اور طبقۂ صوفیاء میں ایک نئے فرقہ کے بانی بھی۔ آپ کے اور آپ کے فرقہ کے خلاف تکفیر کی ذہنیت نے جو

مظاہرہ کیا وہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ علماءِ ظواہر نے علی مراد خاں بادشاہ کے پاس عرضداشت بھیجی کہ یہ فرقہ اسلام اور سلطنت دونوں کا غدّار ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا اس فرقہ کے بڑے بڑے لوگوں کے ناک اور کان کاٹ ڈالے جائیں اور اس کے تمام پیروؤں کی ڈاڑھیاں مونڈ دی جائیں۔ اس فرمانِ شاہی پر حضرت معصوم علی شاہ میرؒ نہایت بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔ (''قاموس المشاہیر'' جلد۲ صفحہ۲۲۴)

(۲) حضرت حکیم الملّت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۱۱۱۴ھ ہجری، وفات ۱۱۷۱ھ ہجری)

بارھویں صدی کے مسلّمہ مجدد تھے۔ آپؒ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ساڑھے گیارہ سو برس کے بعد سرزمینِ ہندوستان میں قرآنِ مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اور اس کے بعد ترجمۂ قرآن کی بنیاد پڑی...... اگر غور کیا جائے تو یہ اُمتِ مسلمہ پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے...... لیکن اُس زمانہ کے علماءِ اصول بجائے آپ کے ممنونِ احسان ہونے اور ہمت افزائی کرنے کے آپ کے مخالف بن گئے اور عوام میں آپ کے خلاف شورش برپا کر دی کہ اس طرح یہ شخص لوگوں میں گمراہی پھیلانا چاہتا ہے۔ قرآن کا ترجمہ پڑھ کر لوگ بھٹک جائیں گے۔ اس نے دین اسلام میں ایک زبردست بدعت کی بنا ڈالی ہے۔ سلفِ صالحین نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ایسا مجرم اور بدعتِ سیّئہ کا مرتکب واجب القتل ہے وغیرہ وغیرہ۔ مخالفین نے آپ کے اِس فعلِ حَسن کو محض اپنے عناد اور دشمنی کی بناء پر عجب رنگ چڑھایا۔ بہت سے لوگوں کو آپ کے خلاف ورغلایا اور تمام شہر میں اس کے خلاف پراپیگنڈا کیا حتّٰی کہ ایک مرتبہ عصر کے وقت جب شاہ صاحبؒ مسجد فتحپوری سے نکل رہے تھے تو ان معاندین نے

چند غنڈوں کو ہمراہ لے کر آپ کو گھیر لیا لیکن آپ کسی طرح بچ کر نکل گئے۔ اس کے بعد یہ مخالفت آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑتی گئی۔ اور آج یہ کیفیت ہے کہ ہم اسی کارِ نمایاں پر آپ کو ہدیۂ تحسین پیش کر رہے ہیں۔"

(دیباچہ "البلاغ المبین" صفحہ ۱۸، ۱۹ ناشر: ادارۂ تعمیر و تبلیغ دیوبند)

(۳) حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۱۱۱۰ ہجری، وفات ۱۱۹۵ ہجری)

آپ مشہور صوفی اور شاعر تھے۔ آپ نے ترکِ دنیا کر کے تصوّف اور شعر و ادب کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ آپ کا شمار زبان اردو کے عظیم محسنوں میں ہوتا ہے۔ روحِ تکفیر کا انتقام آپ کی شہادت پر منتج ہوا اور گولی لگتے ہی آپ کی روح عالمِ بالا کو پرواز کر گئی۔ (رودِ کوثر صفحہ ۶۳۷)

(۴) حضرت محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۱۱۱۵ ہجری، وفات ۱۲۰۶ ہجری)

آپ نجد کے عظیم دینی مُصلح، انقلاب انگیز مجدّد اور وہابی تحریک کے دینی راہنما اور پیشوا تھے۔ قیامِ سنت و توحید میں آپ کے دینی معرکے ہمیشہ اسلام کی مذہبی تاریخ میں آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں مگر افسوس کافرگر ذہنیت نے اس بطلِ جلیل کو بھی کافروں کے زُمرہ میں داخل کر دیا۔ حضرت محمد بن عبد الوہابؒ کے خلاف حرم شریف کے مفتی و امام السید احمد بن زینی کا فتویٰ "**الدرر السنيّة في الرّدّ على الوهابيّة**" میں درج ہے۔ ("وہابی مذہب کی حقیقت" مؤلفہ مولانا محمد ضیاء اللہ قادری ناشر: قادری کتب خانہ سیالکوٹ صفحہ ۵ و ۲۰، ۲۱)

تیرھویں صدی ہجری

(۱) حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۱۲۰۱ھ ہجری، شہادت ۱۲۴۶ھ ہجری)

(۲) حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۱۱۹۶ھ ہجری، وفات ۱۲۴۶ھ ہجری)

یہ دونوں بزرگ جو مجدّدِ وقت تھے۔ بالاکوٹ کی سرزمین میں آسودۂ خواب ہیں۔ مولانا مسعود عالم صاحب ندوی تحریر فرماتے ہیں۔

> ’’قریب تھا کہ سارا پنجاب و سرحد اسلامی نور سے جگمگانے لگتا اور ایک مرتبہ پھر خلافتِ راشدہ کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے آجاتا …… علمائے سُوء اور قبر پرستوں نے مجاہدینِ امت پر کفر کے فتوے لگائے۔ خوانین نے اپنے مرشد اور محسن سے غدّاری کی نتیجہ یہ ہوا کہ سید شہید نے بالاکوٹ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ مولانا اسماعیل شہید بھی دِلی مراد پا گئے……ایک طرف اِن نفوسِ قدسیہ کی یہ قربانیاں اور فداکاریاں ہیں اور دوسری طرف ہندوستان کے ’’قدرشناس‘‘ مسلمانوں کی طرف سے تکفیر و تفسیق کا صد سالہ لٹریچر جو بدایون سے لے کر مدراس تک پھیلایا گیا اور اب تک پھیلایا جا رہا ہے…… بدنصیبی یہ ہے کہ بدبختوں نے آج تک اللہ کے اِن بندوں کو معاف نہیں کیا۔ مشہدِ بالاکوٹ کو آج سو برس سے

اوپر ہو چکے ہیں مگر ان پاک ارواح پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری ہے۔ [1]

تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو

بالاکوٹ کی تُربت میں آرام کرنے والو! تم پر اللہ کی رحمت اور سلام!'' (''ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک'' صفحہ ۳۸ تا ۴۰ شائع کردہ مکتبہ نشأۃ ثانیہ حیدرآباد دکن ۱۳۷۱ھ۔ ۱۹۵۲ء)

(۳) حضرت مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۱۲۳۰ ہجری، وفات ۱۲۹۸ ہجری)

آپ زہد و تقویٰ میں بے مثل بزرگ تھے اور توحید و سنت کی تبلیغ اور شرک و بدعت کی تردید میں شمشیرِ برہنہ تھے اور اسی لئے روحِ کافرگری کے ہاتھوں ایک لمبے عرصے تک مصائب و آلام سے دوچار رہے۔ جلاوطن ہوئے۔ امیر دوست محمد خاں والیٔ کابل کے وقت میں مُلّا مشکی اور مُلّا نصر اللہ نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا۔ بعد ازاں محمد افضل خاں اور محمد اعظم خاں کی مرضی سے علماء نے آپ کو دُرّے مارنے اور گدھے پر سوار کر کے شہر میں پھرانے کا فتویٰ صادر کیا۔ اس تشہیر اور زدوکوب سے فارغ ہوئے تو آپ کو بیٹوں سمیت قیدخانہ میں ڈال دیا گیا مگر آپ زندگی کے آخری

---

[1] حضرت مولانا اسمٰعیل شہید پر ایک فتویٰ۔

''اس کے کفر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور نہ اس کے ارتداد میں اور اس کے مددگاروں کے کفر میں اور ارتداد میں بھی شک و شبہ نہیں ہے۔ اور جو اس کے کفر اور ارتداد میں شک کرے وہ کافر ہے۔'' (کتاب ''بھونچال بر لشکرِ دجّال'' صفحہ ۱۰۲

ماخوذ از ہفت روزہ ''خورشید'' ۲۵ر فروری ۱۹۳۸ء صفحہ ۵)

سانس تک تقویٰ کی باریک راہوں پر گامزن رہے اور کتاب وسنت کی تبلیغ کو شعار بنائے رکھا۔ (تاریخ اہلحدیث از مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی صفحہ ۴۴۵ تا ۴۴۷)

(۴) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۱۲۴۸؁ ہجری، وفات ۱۲۹۷؁ ہجری)

آپ حضرت شاہ عبدالغنی دہلویؒ کے شاگرد اور دارالعلوم دیوبند جیسی عظیم الشان دینی وعلمی درس گاہ کے بانی تھے۔ ہندوؤں اور عیسائیوں سے آپ نے کامیاب مناظرے کئے جس سے پورے برصغیر میں آپ کی دھوم مچ گئی۔ نہایت بلند پایہ لٹریچر آپ نے یادگار چھوڑا جس میں سے ''تحذیر الناس'' کا مرتبہ علمِ کلام کی تاریخ میں نہایت بلند ہے مگر یہی کتاب تکفیر بازی کی جنوں خیز ذہنیت کو مشتعل کرنے کا موجب بن گئی اور اسی کی بناء پر علمائے حرمین شریفین نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

> ''...... نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی تحذیر الناس ہے اور اس نے اپنے اس رسالہ میں کہا ہے۔
>
> ''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتَم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر **بالفرض بعد زمانہ نبویؐ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''**

...... یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں باجماع اُمت اسلام

سے خارج ہیں۔‘‘

(’’حُسَامُ الْحَرْمَیْنِ عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَ الْمَیْنِ ‘‘صفحہ ۱۰۰، ۱۱۳)

اس فتویٰ پر مکہ معظّمہ کے بیس اور مدینہ طیبہ کے بتیس علماءِ کرام ومفتیانِ عظام نے اپنی مہریں ثبت کیں۔‘‘

* * *

خاتمۂ کلام

گزشتہ تیرہ صدیوں کے اُن مقربانِ درگاہِ الٰہی کا مختصر اور اجمالی ذکر کرنے کے بعد جو کافر گری کی ذہنیت کے امتحان میں مبتلا کئے گئے اور اپنے مال، عزت و آبرو بلکہ خون کی قربانی دے کر عشقِ الٰہی کے مقدس اور پاکیزہ درخت کو سینچتے رہے۔ ہم اس مقالہ کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ایک پُر معارف ارشادِ مبارک پر ختم کرتے ہیں۔ فرمایا۔

> ’’عجیب بات یہ ہے کہ جتنے اہل اللہ گزرے ان میں کوئی بھی تکفیر سے نہیں بچا۔ کیسے کیسے مقدس اور صاحبِ برکات تھے............ یہ تو کفر بھی مبارک ہے جو ہمیشہ اولیاء اور خدا کے مقدس لوگوں کے حصہ میں ہی آتا رہا ہے۔‘‘ (اخبار ’’الحکم‘‘ ۱۸ رمئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

* * *

ضمیمہ نمبر ٦

القَولُ المُبین

فی

تفسیرِ خاتم النبیین

از

مولانا ابو العطاء جالندھری

(نوٹ: یہ کتاب علیحدہ شائع کی گئی ہے۔)

ضمیمہ نمبر ۷

خاتم الانبیاء

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور

صوفیاء و اولیاء اُمّت کے

ایمان افروز ارشادات

اُن بزرگ اور نامور ہستیوں کے نام

جن کے ایمان افروز، غیر فانی اور مقدس ارشادات و فرمودات اس رسالہ کی زینت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر ہمیشہ بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

نمبر شمار	نام	مقام	زمانہ	صفحہ
۱ تا ۵	احادیثِ نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم)			۱۲۸
۶	سیّدنا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ	شیرِ خدا حجۃ اللہ علی الارض، دامادِ رسول اور خلیفۂ رسول عربیؐ۔		۱۳۱
۷	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جگر گوشہ، رسول کائنات کی زوجہ محترمہ اور اُمّ المؤمنین اور شریعت کے نصف علم کی امین جن سے علمِ دین سیکھنے کا خود پیغمبر خدا نے امّتِ مسلمہ کو ارشاد فرمایا۔		//
۸	حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ	شہرۂ آفاق معبّرِ اسلام	متوفّی ۱۱۰ھ / ۷۲۹ء	۱۳۲

نمبر شمار	نام	مقام	زمانہ	صفحہ
۹	حضرت جعفر صادق علیہ السلام	قرنِ اوّل کے باکمال بزرگ اور اہل تشیّع کے چھٹے امام حضرت امام باقر کے خلفِ اکبر اور حضرت سیّد الشہداء امام حسین علیہ السلام کے پڑپوتے۔	ولادت ۸۰ھ / ۶۹۹ء وفات ۱۴۸ھ / ۷۶۵ء	۱۳۲
۱۰، ۱۱	حضرت الشیخ ابی جعفر محمد بن علی بن الحسن بن موسیٰ بن بابویہ القمی الصدوق رحمۃ اللہ علیہ	مصنف ''اکمال الدین'' چوتھی صدی ہجری کے مشہور وممتاز مجتہد۔	متوفّٰی ۳۳۱ھ / ۹۴۲ء	۱۳۳
۱۲، ۱۳	حضرت ابوجعفر محمد بن حسین طُوسی رحمۃ اللہ علیہ	قدیم شیعہ بزرگ ومفسر اور مذہب امامیہ کے مستند مجتہد	متوفّٰی ۴۶۰ھ / ۱۰۶۷ء	//
۱۴	حضرت علاّمہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ	امامِ تفسیر ولُغت	متوفّٰی ۵۰۲ھ / ۱۱۰۸ء	۱۳۴
۱۵، ۱۶	حضرت الشیخ سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ	پیرِ پیران سلسلۂ قادریہ کے بانی اور آسمانِ طریقت کے آفتاب وماہتاب	ولادت ۴۷۰ھ / ۱۰۷۸ء وفات ۵۶۱ھ / ۱۱۶۶ء	۱۳۵
۱۷	حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ	متکلّمِ اسلام اور مفسّرِ قرآن	ولادت ۵۴۴ھ / ۱۱۵۰ء وفات ۶۰۶ھ / ۱۲۱۰ء	//
۱۸ تا ۲۲	حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	الشیخ الاکبر چھٹی صدی ہجری کے ممتاز ہسپانوی مفسّر اور پیشواءِ طریقیت	ولادت ۵۶۰ھ / ۱۱۶۵ء وفات ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء	۱۳۷

نمبرشمار	نام	مقام	زمانہ	صفحہ
۲۳	حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ	سرتاجِ اولیاء جن کی مثنوی فارسی میں قرآن مجید کی بہترین تشریح تسلیم کی جاتی ہے۔	ولادت ۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء وفات ۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء	۱۴۰
۲۴	حضرت امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ	آٹھویں صدی کے عالمِ کبیر	متوفّٰی ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء	۱۴۱
۲۵	حضرت صوفی عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ	شارح فصوص الحکم (مؤلفہ حضرت ابنِ عربی ؒ)	نویں صدی ہجری	۱۴۲
۲۶	حضرت علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون المغربی رحمۃ اللہ علیہ	اسلام میں فلسفہ تاریخ کے امام اور مشہور مؤرخ جن کی بلند پایہ شخصیت پر مغربی مفکرین کو بھی ناز ہے۔	ولادت ۷۳۲ھ/۱۳۳۲ء وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء	//
۲۷	حضرت سیّد عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	عارفِ ربّانی	ولادت ۷۶۷ھ/۱۳۶۵ء	۱۴۳
۲۸	حضرت علامہ شہاب الدین ابن حجر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ	دیارِ حجاز کے جلیل القدر مفتی	متوفّٰی ۹۷۳ھ/۱۵۶۶ء	۱۴۴
۲۹ تا ۳۱	حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ	دنیائے اسلام کے مشہور و معروف صوفی اور مصنف جن کی اکثر کتابیں تصوف کے معارف سے لبریز ہیں۔ وسیع النظر محقق و فاضل۔	متوفّٰی ۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء	//

نمبر شمار	نام	مقام	زمانہ	صفحہ
۳۲	حضرت امام طاہر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ	بِرصغیر پاک و ہند کے مشہور محدث	ولادت ۹۱۴ھ / ۱۵۰۹ء وفات ۹۸۶ھ / ۱۵۷۸ء	۱۴۵
۳۳ تا ۳۵	حضرت ملّا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ	امام اہل سنت شارح مشکوٰۃ شریف	متوفّٰی ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۶ء	۱۴۶
۳۶	حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	مجدد الف ثانی۔ امام ربانی قطب الاقطاب	ولادت ۹۷۱ھ / ۱۵۶۴ء وفات ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء	۱۴۸
	حضرت ابو الحسن علی بن ابراہیم قمیؒ۔	الشیخ الجلیل و مفسر کبیر استاد کلینی		
۳۷	حضرت محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ	شیخ الاسلام مجتہد دَوراں	متوفّٰی ۱۱۱۰ھ / ۱۶۹۸ء	۱۴۹
۳۸	حضرت محمد بن عبدالباقی بن یوسف مصری زرقانی رحمۃ اللہ علیہ	مالکیہ فرقہ کے امام۔ شارح مواہب اللدنیہ (مؤلفہ حضرت شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی مصنف ارشاد الساری شرح صحیح بخاریؒ	متوفّٰی ۱۱۲۲ھ / ۱۷۱۰ء	//
۳۹، ۴۰	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	صدی دو از دہم متکلّم صوفی و مصنّف اور ہندوستان میں قرآن مجید کے پہلے فارسی مترجم۔ حضرت شاہ رفیع الدین۔	ولادت ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۳ء وفات ۱۱۷۱ھ / ۱۷۶۲ء	۱۵۰

نمبر شمار	نام	مقام	زمانہ	صفحہ
		حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ عبدالغنی آپ ہی کے صاحبزادے ہیں۔		
۴۱	حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ	تصوف اور شعر و ادب کے مشہور نقشبندی بزرگ اور زبانِ اُردو کے مُحسنِ عظیم۔	ولادت ۱۱۱۰ھ ۱۶۹۸ء وفات ۱۱۹۵ھ ۱۷۸۰ء	۱۵۱
۴۲، ۴۳	حضرت علاّمہ شہاب الدین السیّد محمود الوسی رحمۃ اللہ علیہ	مفسرِ قرآن۔ مؤلف تفسیر ''رُوح المعانی''	ولادت ۱۲۱۷ھ ۱۸۰۲ء وفات ۱۲۷۰ھ ۱۸۵۴ء	//
۴۴، ۴۵	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ	بانی دارالعلوم دیوبند جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز متکلم مناظر و مصنف	ولادت ۱۲۴۸ھ ۱۸۳۳ء وفات ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء	۱۵۲
۴۶، ۴۷	حضرت مولانا ابو الحسنات عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ	اہل سُنّت کے ممتاز و منفرد عالم ''بحرِ علوم المعقول و حبر فنون المنقول''۔	ولادت ۱۲۶۴ھ ۱۸۱۸ء وفات ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء	۱۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

①

سیّد الکائنات فخرِ موجودات نورِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے:-

’’انّی عبد اللہ فی امّ الکتاب لخاتم النّبییّن و اِنَّ اٰدم لمنجدل فی طینتہٖ‘‘۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ بیروت مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل
ولادت ۱۶۴ھ/ ۷۸۰ء۔ وفات ۲۴۱ھ/ ۸۵۵ء)

مَیں اللہ کا بندہ ہوں اور اُس وقت سے اُمّ الکتاب میں خاتم النّبییّن ہوں جبکہ آدم ابھی مٹی میں ہی تھے۔

②

’’قال موسٰی اجعلنی نبّی تلک الامّۃ قال نبیّھا منھا قال فاجعلنی من امۃ ذلک النبی قال استقدمت واستأخر ولکن سأ جمع بینک و بینہٗ فی دار الجلال‘‘۔

(الخصائص الکبریٰ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۲ مرتبہ امام جلال الدین سیوطیؒ ولادت ۸۴۹ھ/ ۱۴۴۵ء۔ وفات ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء
الناشر دار الکتاب العربی)

(ترجمہ از مولانا حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی)

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب مُجھ کو اس اُمّت کا نبی بنا دیجئے۔ ارشاد ہوُا اِس اُمّت کا نبی اِسی میں سے ہوگا۔ عرض کیا کہ تو مجھ کو ان (محمد) کی اُمّت میں سے بنا دیجئے۔ ارشاد ہوُا کہ تم پہلے ہو گئے وہ پیچھے ہوں گے البتہ تم کو اور ان کو دارالجلال (جنت) میں جمع کر دوں گا۔ روایت کیا اس کو حِلیہ میں۔

(ترجمہ از ’’نشر الطیب‘‘ صفحہ ۲۶۲ مؤلفہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔
ولادت ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء، وفات ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء ناشر تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور)

۳

’’عن علیّ ابن ابی طالبٍ لمّا توفّی ابراھیم ارسل النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم الٰی امّہٖ ماریة فجاء تہ و غسلتُہٗ و کفّنتہٗ و خرج بہٖ وخرج النّاس معہٗ فد فنہٗ و ادخل صلعم یدہٗ فی قبرہٖ فقال اماواللہ انّہٗ لنبیٌّ ابن نبیّ‘‘۔

(**الفتاوی الحدیثیه** صفحہ ۱۷۶۔ از علامہ ابن حجر عسقلانی ولادت ۷۷۴ھ/۱۳۷۲ء، وفات ۸۵۳ھ/ ۱۴۴۹ء
الناشر میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ جب فرزندِ رسول حضرت ابراہیم انتقال فرما گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی والدہ ماریہؓ کو بُلا بھیجا وہ آئیں انہیں غُسل دیا اور کفن پہنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لے کر باہر نکلے لوگ بھی آپ کے ساتھ نکلے۔ حضور نے انہیں دفن کیا پھر اپنا ہاتھ ان کی قبر میں داخل کیا پھر فرمایا خدا کی قسم! بے شک یہ ضرور نبی اور نبی کا بیٹا ہے۔

’’فیکم النّبوّۃ و المملکۃ قالہٗ لِلعباس ‘‘۔

(کنزالعمال مرتبہ حضرت شیخ علاء الدین علی متقی متوفی ۹۷۵ھ/ ۱۵۶۷ء
جلد ۱۱ حدیث نمبر ۳۳۴۳۴ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی۔ حلب)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا کہ تم لوگوں میں نبوت بھی ہو گی اور سلطنت بھی۔

④

ابو بکر افضل ھٰذہ الامّۃ الا ان یکون نبیٌّ

(کنوزالحقائق فی حدیث خیر الخلائق ازعلامہ عبدالرؤوف مناوی متوفّی ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۱ء صفحہ ۶ حاشیہ مطبوعہ مصر)

حضرت ابوبکرؓ اِس اُمّت میں سب سے افضل ہیں بجز اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

⑤

ویحصر نبیّ اللہ عیسٰی و اصحابہ ......فیرغب نبی اللہ عیسٰی و اصحابہ ......ثم یھبط نبی اللہ عیسٰی و اصحابہ ...... فیر غب نبیّ اللہ عیسٰی و اصحابہ الی اللہ۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکرالدجّال مرتبہ حضرت امام مسلم بن حجاج عساکرالدین متوفّی ۲۶۱ھ/ ۸۷۴ء)

(دوبارہ آمد پر) عیسیٰ نبی اللہ اور اس کے صحابی دشمن کے نرغہ میں محصور ہو جائیں گے ...... پھر عیسیٰ نبی اللہ اور ان کے صحابہ خدا کے حضور رجوع کریں گے ...... پھر عیسیٰ نبی اللہ اور ان کے صحابی ایک خاص جگہ اُتریں گے ...... پھر عیسیٰ نبی اللہ اور ان کے صحابی خدا تعالیٰ کی جناب میں تضرع کے ساتھ رجوع کریں گے۔

⑥

شیرِ خدا حجۃ اللہ علی الارض علی المرتضیٰ خلیفۂ چہارم کرّم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں:-

الخاتِم لماسبق و الفاتِح لما انغلق

(''نہج البلاغہ'' صفة النبی والدعاء له خطبہ نمبر۷۲ صفحہ۱۰۱ ۔ الطبعة الاولیٰ بیروت
مرتبہ الشریف المرتضیٰ متوفّی ۴۳۶ھ/ ۱۰۴۴ء))

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے فیضان کے ختم کرنے والے اور بند کمالات کے جاری کرنے والے ہیں۔

⑦

امّ المؤمنین سیّدنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

''قولوا خاتم النّبیّین و لا تقولوا لا نبیّ بعده''

(تفسیر دُرِّ منثور مرتبہ الشیخ الامام العلامہ جلال الدین سیوطی زیرِ تفسیر سورۃ الاحزاب:۴۰
ولادت ۸۴۹ھ/ ۱۴۴۵ء، وفات ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء)

''قولوا انّه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبیّ بعده''

(تکملہ مجمع البحار جلد۴ صفحہ۸۵ ۔ از حضرت امام محمد طاہر گجراتی ۔ ولادت ۹۱۴ھ/ ۱۵۰۹ء، وفات ۹۸۶ھ/ ۱۵۷۸ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیّین تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

۸

شہرہ آفاق معبّر اسلام حضرت امام ابن سیرین (متوفّی ۱۱۰ھ/ ۷۲۹ء) فرماتے ہیں:-

''یکون فی ھٰذہ الامّۃ خلیفۃ خیرٌ من ابی بکرٍ وعمر قیل خیر منھما قال قد کادیفضل علٰی بعض الانبیاء''۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶۔ از حضرت نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی مجدّد اہلحدیث مطبوعہ مطبع شاہجہانی واقع بھوپال ولادت ۱۲۱۸ھ/ ۱۸۳۵ء، وفات ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء)

اِس اُمّت میں ایک خلیفہ ہوگا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بڑا ہو گا۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ ان دونوں سے بھی بڑا ہوگا؟ حضرت امام ابن سیرینؒ نے جواب دیا کہ قریب ہے کہ وہ بعض نبیوں سے بھی بڑا ہو۔

۹

اہلِ تشیّع کے چھٹے امام اور قرن اوّل کے باکمال بزرگ حضرت امام جعفر صادق (ولادت ۸۰ھ/ ۶۹۹ء، وفات ۱۴۸ھ/ ۷۶۵ء) نے ابراہیمی نسل کی نعمتوں (رسالت وامامت) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:-

''فَکَیْفَ یُقِرُّوْنَ فِیْ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَیُنْکِرُوْنَہٗ فِیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ''۔

(الصافی فی شرح اصول الکافی جلد ۲ صفحہ ۱۱۹۔ از علامہ سرآمد محدّثین ملّا خلیل رحمۃ اللہ الجلیل)

عجیب بات ہے کہ لوگ ان نعمتوں کا وجود آلِ ابراہیمؑ میں تو تسلیم کرتے ہیں لیکن آلِ محمدؐ میں ان کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۰)

چوتھی صدی ہجری کے مشہور شیعہ مفسّر و مجتہد حضرت الشیخ ابی جعفر محمد بن علی بن الحسن بن موسیٰ بن بابویہ القمی الصدوق (متوفّی ۳۳۱ھ/۹۴۲ء) فرماتے ہیں:-

’’فَالْهُدَاةُ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْصِيَاءِ لَا يَجُوْزُ انْقِطَاعُهُمْ مَادَامَ التَّكْلِيْفُ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ لَازِمًا لِلْعِبَادِ‘‘۔

(اکمال الدین جلد دوم صفحہ ۳۸۳۔ الباب الثانی والستون۔ کتاب فروشی اسلامیہ تہران)

ترجمہ: جب تک بندے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مکلّف ہیں تب تک ہدایت کی طرف راہنمائی کرنے والے نبیوں اور وصیوں کا انقطاع جائز نہیں۔

(۱۱)

آیت **فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ** کے متعلق لکھا ہے کہ امام مہدی یہ کہیں گے اور اِس آیت کو اپنے اُوپر چسپاں کریں گے۔

(اِکمال الدین صفحہ ۱۸۹ بروایت حضرت امام باقرؑ ولادت ۵۷ھ/۶۷۶ء، وفات ۱۱۴ھ/۷۳۳ء)

(۱۲)

آیت **يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ** کے بارے میں قدیم شیعہ بزرگ و مفسر اور مذہب امامیہ کے مستند مجتہد حضرت ابو جعفر محمد بن حسن طُوسی (متوفّی ۴۶۰ھ/ ۱۰۶۷ء) فرماتے ہیں:-

’’قِیۡلَ الرُّوۡحُ الۡوَحۡیُ ......وَقِیۡلَ اِنَّ الرُّوۡحَ هٰهُنَا النُّبُوَّةُ عَنِ السُّدِّیِّ‘‘۔ (تفسیر مجمع البیان جلد ۸ زیرآیت المومن: ۱۵)

بعض نے اِس آیت سے الـرّوح سے مُراد وحی لی ہے۔ سُدّی کہتے ہیں کہ اِس جگہ نبوّت مُراد ہے۔

۱۳

آیت یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ کے متعلق شیعہ تفسیر میں لکھا ہے: -

’’فَقَالَ یَا بَنِیۡ اٰدَمَ هُوَ خطابٌ یعمّ جمیع المکلّفین من بنی اٰدم من جاء ہ الرّسول منهم و من جاز ان یأتیه الرّسول‘‘۔

(مجمع البیان زیرآیت الاعراف: ۳۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کا لفظ رکھا ہے جس سے تمام مکلّف انسان مُراد ہیں۔ وہ بھی جن کے پاس رسُول آ چکے اور وہ بھی جن کے پاس رسُول آ سکتا ہے۔

۱۴

حضرت امام راغب اصفہانی (متوفّٰی ۵۰۲ھ/ ۱۱۰۸ء) فرماتے ہیں: -

’’قال الـرّاغبُ مـمّن انعم علیهم من الفرق الاربع فی الـمنزلة و الثواب النّبیَّ بِا لنّبیِّ و الصدیقَ بالصّدیق و الشّهیدَ بالشّهیدِ وَالصَّالحَ بالصّالِح‘‘۔

(البحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ مؤلفہ حضرت ابن حیّان ولادت ۶۸۲ھ، وفات ۷۴۹ھ زیرآیت النساء: ۶۹)

امام راغب نے کہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان چار گروہوں کو درجہ اور ثواب میں شامل کر دے گا جن پر اس نے انعام کیا ہے اس طرح کہ اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر کے نبی بننے والے کو پہلے نبی کے ساتھ شامل کر دے گا اور اطاعت کر کے صدیق بننے والے کو پہلے صدیق کے ساتھ شامل کر دے گا اور اسی طرح شہید بننے والے کو پہلے شہید کے ساتھ ملا دے گا اور صالح کو پہلے صالح کے ساتھ ملا دے گا۔

⑮

پیر پیران حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ (ولادت ۴۷۰ھ/ ۱۰۷۸ء وفات ۵٦۱ھ/ ۱۱٦٦ء) فرماتے ہیں:-

”اُوْتِیَ الْاَنْبِیَاءُ اِسْمَ النّبوَّۃِ وَاُوْتِیْنَا اللَّقب اَی حُجِرَ عَلَیْنَا اِسْمُ النّبیّ مَعَ اَنَّ الحقّ تعالیٰ یُخْبِرُ نَا فِی سرائرِنا بمعانِی کلامہٖ و کلام رسولہٖ صلعم و یسمّٰی صاحب ھٰذَا الْمقَامِ من انبیاء الاولیاء“۔

(الیواقیت والجواھر جلد۲ صفحہ ۴۳، ۴۴۔ از حضرت امام عبدالوہاب شعرانی متوفّٰی ۹۷٦ھ/ ۱۵٦۸ء)

انبیاء کو تو نبی کا نام دیا گیا ہے اور ہم امّتی لقبِ نبوّت پاتے ہیں۔ ہم سے النّبی کا نام روکا گیا ہے باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ ہمیں خلوت میں اپنے کلام اور اپنے رسُول کے کلام کے معانی سے خبر دیتا ہے اور یہ مقام رکھنے والا انسان انبیاء الاولیاء میں سے ہوتا ہے۔

(۱۶)

’’قال النّبیُّ صلّی اللہ علیہ وسلّم لا یکمل المؤمن ایمانہٗ حتّٰی یرید لاخیہ المسلم ما یریدہٗ لنفسہٖ ھٰذا قولُ امیرنا ورئیسنا وکبیرنا وقائدنا و سفیرنا و شفیعنا مقدم النّبییّن و المرسلین والصّدیقین من زمان اٰدم علیہ السّلام الٰی یوم القیامۃ‘‘۔

(الفتح الربّانی و الفیض الرحمانی صفحہ ۸۳۔ المجلس الثامن عشر۔ مجموعہ ملفوظات حضرت پیرانِ پیر غوث صمدانی سیّد عبدالقادر جیلانیؒ مرتبہ خلیفہ اعظم حضرت شیخ ابن المبارک قادری۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(ترجمہ از مولانا عبدالعزیز حنفی القادری مرید خاص مولانا شیخ عبدالرحیم چشتی قادری):-

’’حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا **لا یکمل المؤمن ایمانہ حتّٰی یرید لاخیہ المسلم ما یریدہ لنفسہٖ** (ایمان دار کا ایمان کامل نہیں یہاں تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی چیز نہ چاہے جو چیز اپنے لئے چاہتا ہے) یہ ہے فرمان ہمارے امیر اور سردار اور بزرگ اور بہشت کی طرف لے جانے والے کا۔ ہمارے سفیر اور شفاعت کرنے والے نبیوں اور رسولوں اور صدیقوں کے پیشوا کا کہ جو آدم علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک ہوں گے۔ مذکورہ بالا انہی کا ارشاد ہے‘‘۔

(اُردو ترجمہ کتاب فتح الربّانی۔ ناشر تاجرانِ کتب قومی منزل نقشبندیہ کشمیری بازار لاہور)

(۱۷)

مشہور مفسّرِ اسلام حضرت امام فخر الدین رازی (ولادت ۵۴۴ھ/ ۱۱۵۰ء،

وفات ۶۰۶ھ/ ۱۲۱۰ء) فرماتے ہیں: -

’’فالعقل خاتم الکل و الخاتم یجب ان یکون افضل الا تریٰ ان رسولنا صلی اللہ علیه وسلم لما کان خاتم النّبییّن کان افضل الانبیاء علیهم الصّلٰوۃ والسّلام و الانسان لما کان خاتم المخلوقات الجسمانیة کان افضلها فکذالک العقل لما کان خاتم الخلع الفائضة من حضرۃ ذی الجلال کان افضل الخلع و اکملها‘‘۔

(تفسیر کبیر امام رازی زیر تفسیر سورۃ طٰہٰ: ۲۵)

ترجمہ: اور عقل تمام خلعتوں کی خاتم ہے اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیّین ہوئے تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے اور انسان جسمانی مخلوقات کا خاتم قرار پانے کے باعث سب سے افضل ٹھہرا۔ اسی طرح عقل جب اِن خلعتوں کی خاتم ہے تو ضرور ہے کہ وہ ان سب سے افضل و اکمل ہو۔

⑱

چھٹی صدی ہجری کے ممتاز ہسپانوی صوفی الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربی (ولادت ۵۶۰ھ/ ۱۱۶۵ء، وفات ۶۳۸ھ/ ۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں: -

’’فما ارتفعت النبوۃ بالکلّیّة ولِهذا قلنا انّما ارتفعت نبوّۃ التشریع فهذا معنٰی لا نبیّ بعدہٗ‘‘۔

(الفتوحات المکیة لعلامه ابن عربی الجلد الثانی. الباب الثالث و السبعون ......
السؤال الخامس و العشرون صفحہ ۵۸ دار صادر بیروت)

ترجمہ: نبوت کُلّی طور پر بند نہیں ہوئی اِسی لئے ہم نے کہا کہ صرف تشریعی نبوّت بند ہے۔ پس لا نبیّ بعدی کے یہی معنی ہیں۔

⑲

’’اِنّ النّبوّۃ الّتی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّما ھِیَ نبوّۃ التشریع لا مُقامُھَا فلا شَرْعَ یکون ناسخًا لِشرعہٖ صلی اللہ علیہ وسلّم و لا یزیدُ فی حکمہ شرعاً اٰخر وھٰذا معنٰی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنّ الرّسالۃ و النّبوّۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبیّ ای لانبیّ بعدی یکون علٰی شرعٍ یخالف شرعی بل اذا کان یکونُ تحتَ حِکم شریعَتِیُ‘‘۔

(الفتوحات المکیۃ الجلد الثانی لعلامہ ابن عربی الباب الثالث و السبعون ......
صفحہ ۳ دار صادر بیروت)

ترجمہ: جو نبوّت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے منقطع ہوئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقامِ نبوت۔ پس اَب کوئی شرع نہ ہوگی جو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کی ناسخ ہو اور نہ آپ کی شرع میں کوئی نیا حکم بڑھانے والی شرع ہوگی اور یہی معنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔ یعنی مراد آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے یہ ہے کہ اَب ایسا نبی کوئی نہیں ہوگا جو میری شریعت کے مخالف شریعت پر ہو بلکہ جب کبھی کوئی نبی ہوگا تو وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت ہوگا۔

۲۰

’’فـالـنّبوّة سَاريَةٌ اِلٰی یَومِ القیامة فی الخلق و ان کان التشریع
قد انقطع فالتشریعُ جُزُءٌ مّن اجزاء النّبوّة‘‘۔

(الفتوحات المکیة لعلامه ابن عربی المجلد الثانی الباب الثالث و السبعون ……
السؤال الثانی و الثمانون صفحہ۹۰ مطبوعہ دارصادر بیروت)

ترجمہ: یہ نبوّت مخلوق میں قیامت تک جاری ہے اگرچہ شریعت کا لانا منقطع ہوگیا۔ پس شریعت کا لانا نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

۲۱

’’فکان من کمال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان اُلحَقَ
آلهٗ بالانبیاء فی المرُتبة و زاد علٰی ابراهیم باَنَّ شَرُعَهٗ لا یُنُسَخُ‘‘۔

(الفتوحات المکیة لعلامه ابن العربی المجلد الاوّل الباب التاسع والستون.
وصل فی اختلاف الصلٰوة صفحہ۵۴۵ مطبوعہ دارصادر بیروت)

ترجمہ: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ آپ نے درود شریف کی دعا کے ذریعہ اپنی آل کو مرتبہ میں انبیاء سے ملا دیا اور حضرت ابراہیمؑ سے بڑھ کر آپ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ کی شریعت کبھی منسوخ نہ ہوگی۔

۲۲

’’فقطعنا انّ فی ھٰذہ الامّۃ من لحقت درجتہٗ درجۃ الانبیاء فی النّبوّۃ عند اللہ لا فی التشریع‘‘۔

(الفتوحات المکیۃ لعلامہ ابن العربی المجلد الاوّل الباب التاسع و الستون. وصل فی اختلاف الصلوٰۃ صفحہ ۵۴۵ مطبوعہ دارصادر بیروت)

ترجمہ: پس ہم نے درود شریف سے قطعی طور پر جان لیا ہے کہ اس اُمّت میں ایسے اشخاص بھی ہیں جن کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبوت میں انبیاء سے مِل گیا ہے وہ شریعت لانے والے نہیں ہیں۔

۲۳

سرتاج اولیاء و آفتابِ طریقت حضرت مولانا جلال الدین رومی (ولادت ۶۰۴ھ / ۱۳۰۷ء وفات ۶۷۲ھ/۱۳۷۳ء) فرماتے ہیں: - ؎

مکر کن در راہِ نیکو خدمتے
تا نبوّت یابی اندر اُمّتے

(مثنوی دفتر پنجم صفحہ ۱۵ در مطبع منشی نولکشور لکھنؤ)

اے انسان نیکی کی راہ میں کوئی ایسی نیکی بجالا کہ تجھے اُمّت کے اندر نبوّت مِل جائے۔

بہر ایں خاتم شُدست اُو کہ بجود
مثلِ اُو نَے بود و نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست
نے تو گوئی ختمِ صنعت بر تو است

(مثنوی دفتر ششم صفحہ ۸ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ)

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے خاتم ہیں کہ سخاوت یعنی فیض پہنچانے میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔ جب کوئی کاریگر اپنی صنعت میں انتہائی کمال پر پہنچے تو اے مخاطب! کیا تو یہ نہیں کہتا کہ تجھ پر کاریگری ختم ہوگئی۔

(۲۴)

حضرت امام تقی الدین سبکیؒ (متوفی ۷۵٦ھ/ ۱۳۵۵ء) فرماتے ہیں:-

’’یکون نبوّته و رسالته عامة لجمیع الخلق من زمن اٰدم الٰی یوم القیامة و یکون الانبیاء و اممهم کلّهم من امته فالنّبیّ صلعم نبیّ الانبیاء‘‘۔

(الاعلام للسیوطی بحوالہ تحذیر الناس صفحہ ۳۹۔ از مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیو بند ولادت ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۳ء، وفات ۱۲۹۷ھ۱۸۸۰ء)

ترجمہ: آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت ساری مخلوقات کے لئے ہے اور آدم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک ہے اور سب نبی اور ان کی اُمّتیں آنخضرتؐ کی امّت میں داخل ہیں۔ پس آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء یعنی نبیوں کے نبی ہیں۔

۲۵

نویں صدی اور پندرہویں صدی عیسوی کے ممتاز صوفی حضرت عبدالرزاق قاشانیؒ فرماتے ہیں:-

’’المهديُّ الّذی يجئ فی اٰخر الزمان فانّهٗ يكون فی الاحكام الشرعية تابعًا لمحمّدٍ صلى الله عليه وسلّم و فی المعارف والعلوم و الحقيقة تكون جميعُ الانبياءِ والاولياءِ تابعين لهٗ كلّهم ولا يناقض ما ذكرناهُ لِأَنَّ باطنهٗ باطن محمّدٍ عليه السّلام‘‘۔

(شرح فصوص الحکم صفحہ ۳۵ مطبوعہ مصر)

مہدی جو آخری زمانہ میں آئے گا وہ احکامِ شرعیہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوگا اور معارف، علوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء سب کے سب اس کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی کا باطن محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا باطن ہوگا۔

۲۶

مؤرخِ اسلام علّامہ عبدالرحمٰن بن خلدون (ولادت ۷۳۲ھ/۱۳۳۲ء، وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء) فرماتے ہیں:-

’’فيفسّرون خاتم النّبيّن باللبنة حتّٰى اكملتِ البُنيان و معناهٗ النّبیّ الّذی حصلت له النّبوّة الكاملة‘‘۔

(صوفیائے کرام) خاتم النّبیّن کی تفسیر بموجب ایک حدیثِ نبوی اینٹ سے بیان

کرتے ہیں یہاں تک کہ اس اینٹ نے عمارت مکمل کردی اور اس سے مراد وہ نبی ہے جس کو نبوّتِ کاملہ حاصل ہوئی۔

’’ویمثّلون الولایة فی تفاوتِ مراتبھا بالنّبوّة ویجعلون صاحب الکمال فیھا خاتم الاولیاء ای حائز الرُّتبة الّتی ھی خاتمةُ الولایة کما کان خاتم الانبیاء حائزًا للمرتبة الّتی ھِیَ خاتمة النّبوّة‘‘۔

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۲۴۔ الفصل الثانی و الخمسون۔ مطبوعہ مصر)

(علماء ربّانی) ولایت کی مثال نبوّت سے قرار دیتے ہیں اور ولایت میں جامع کمالات کو خاتم الولایت کہتے ہیں جو ولایت کے انتہائی مرتبہ کو گھیرنے والا ہوتا ہے جس طرح خاتم الانبیاء نبوّت کے انتہائی مرتبہ کا احاطہ کرنے والا ہے۔

(۲۷)

عارفِ ربّانی حضرت سیّد عبدالکریم جیلانیؒ (ولادت ۷۶۷ھ/ ۱۳۶۵ء) فرماتے ہیں:-

’’فانقطع حکم نبوّة التشریع بعده وکان محمّدٌ صلی اللہ علیه وسلّم خاتم النّبیّن لانّهٗ جاء بالکمال و لم یجئ احد بذالک‘‘۔

(الانسان الکامل از عبدالکریم ابن ابراہیم جیلانی جلد اوّل باب ۳۶ صفحہ ۶۹ الطبعة الاولیٰ مصر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبوّت کا حکم منقطع ہوا ہے اور اس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیّن ہیں کیونکہ آپ کمال کو لائے ہیں مگر کوئی اَور اس کمال کو نہیں لایا۔

۲۸

حضرت علّامہ شہاب الدین ابن حجر ہیثمی (متوفّی ۹۷۳ھ/ ۱۵٦٦ء) فرماتے ہیں:-

’’ یُوحٰی الیہ علیہ☆ السّلام وحیٌ حقیقیٌ کما فی حدیث مسلم‘‘۔

(روح المعانی جلد۸ صفحہ۴۱ زیر تفسیر آیت الاحزاب: ۴۱)

آنے والے مسیح پر جیسا کہ مسلم شریف میں مذکور ہے وحی حقیقی کا نزول ہوگا۔

۲۹

مشہور صوفی وممتاز متکلم حضرت امام عبدالوہاب شعرانی (متوفّی ۹۷٦ھ/ ۱۵٦۸ء) فرماتے ہیں:-

’’ أن النبوة لم ترتفع مطلقاً بعد محمدؐ و انّما ارتفع نبوّة التشریع فقط‘‘۔

(**الیواقیت والجواھر لعلامہ عبدالوھاب الشعرانی الجزء الثانی المبحث الخامس و الثلاثون** صفحہ۳۷۴ داراحیاء التراث بیروت لبنان)

ترجمہ: یاد رکھو کہ مطلق نبوّت نہیں اُٹھی صرف شریعت والی نبوت اُٹھ گئی ہے۔

☆ علیہ کی ضمیر مسیح محمدی کی طرف پھرتی ہے۔

(۳۰)

''فما زال المرسلون و لا یزالون فی ھٰذہ الدار لکن من باطنیّۃ شرع محمّدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولکنَّ اکثرالنّاس لا یعلمون''۔

(الیواقیت و الجواھر جلد۲صفحہ۹۰)

ترجمہ: پہلے بھی مرسلین دُنیا میں رہے اور آئندہ بھی اِس دُنیا میں رہیں گے مگر یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی باطنیت سے ہوں گے لیکن اکثر لوگ اِس حقیقت کو نہیں جانتے۔

(۳۱)

''فیرسل ولیًّا ذا نبوّۃٍ مطلقۃٍ ویلھم بشرع محمّدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و یفھمہٗ علٰی وجھہٖ''۔

(الیواقیت والجواھر جلد۲صفحہ۴۲۶ بحث نمبر۴۷ مطبوعہ داراحیاء التراث بیروت لبنان)

حضرت مسیح نبوت مطلقہ کے ساتھ ولی بنا کر بھیجے جائیں گے۔ اُن پر شریعتِ محمدیہ الہاماً نازل ہوگی اور آپ اُس کو ٹھیک ٹھیک سمجھیں گے۔

(۳۲)

(محدث امت حضرت امام محمد طاہر گجراتی ولادت ۹۱۴ھ/۱۵۰۹ء، وفات ۹۷۲ھ/۱۵۷۸ء)
فرماتے ہیں:-

''هٰذا ایضًا لا ینافی حدیث لا نبیّ بعدی لانّهٗ اراد لانبیّ ینسخ شرعهٗ''۔

(تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

حضرت عائشہؓ کے قول سے حدیث لا نبیّ بعدی کی مخالفت نہیں ہوتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہ ہوگا جو شریعت کو منسوخ کر دے۔

(۳۴)

برّصغیر پاک و ہند کے مایہ ناز محدّث شارح مشکوٰۃ شریف ومشہور امام اہل سُنّت حضرت مُلّا علی قاری (متوفّی ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء) فرماتے ہیں:-

''مع هٰذا لوعاش ابراهیمُ و صار نبیًّا و کذا لو صار عمر نبیًّا لکانا من اتباعهٖ علیه السّلام کعیسٰی و الخضر و الیاس علیهم السّلامُ فلا یناقض قولهٗ تعالٰی خاتم النّبیّن اذالمعنٰی انّهٗ لا یأتی نبیٌّ بعدهٗ ینسخ ملّتهٗ ولم یکن من امّتهٖ''۔

(موضوعاتِ کبیر از علامہ ملا علی قاری صفحہ ۵۸۔۵۹ حرف اللام حدیث ''لو عاش ابراهیم لکان نبیّاً'')

بایں ہمہ یہ بات بھی ہے کہ اگر (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ) ابراہیمؑ زندہ رہتے اور نبی بن جاتے نیز حضرت عمرؓ بھی نبی ہو جاتے تو وہ دونوں بھی حضرت عیسٰیؑ، حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نبیوں میں سے ہوتے۔ پس حدیث (لَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا) اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النّبیّین کے ہرگز مخالف نہیں کیونکہ خاتم النّبیّین کے تو یہ معنے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوسکتا جو آپ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ کا اُمّتی نہ ہو۔

۳۴

’’ورد ’’لانبیّ بعدی‘‘ ومعناہٗ عندالعلماء انه لایحدث بعدہٗ نبیٌّ بشرعٍ ینسخ شرعہٗ‘‘۔

(’’الاشاعت فی اشراط الساعة‘‘صفحہ ۱۴۹۔ازسیدالشریف محمد بن رسول الحسینی
ناشر مکتبہ نشر القرآن والحدیث پشاور)

ترجمہ: حدیث میں **لا نبیّ بعدی** کے جو الفاظ آئے ہیں اس کے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی ایسی شریعت لے کر پیدا نہیں ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرتی ہو۔

۳۵

’’اقول ولا منافاة بین ان یکون نبیًّا و یکون متابعًا لنبیّنا صلی اللہ علیہ وسلّم فی بیان احکام شریعتہٖ واتقان طریقتہٖ ولوبالوحی الیہ کما یشیر الیہ قولہٗ صلی اللہ علیہ وسلم لوکان موسٰی حیًّا لما وسعہٗ الّا اتّباعی اَیُ مع وصف النّبوّة والرّسالة واِلّا فمع سلبھما لا یفید زیادة المزیّة‘‘۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ باب مناقب علی بن ابی طالبؓ الفصل الاوّل صفحہ ۵۶۴
مطبوعہ مطبعۃ المیمنۃ مصر)

مَیں کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کے یہ امر منافی نہیں کہ وہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوکر آپ کی شریعت کے احکام بیان کریں اور حضور کے طریقوں کو مضبوط اور پختہ کریں۔ اگرچہ وہ یہ کام اس وحی الٰہی سے کریں جو اُن پر نازل ہو گی جیسا کہ اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اشارہ کرتا ہے کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پَیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ وصفِ نبوت اور رسالت کے ساتھ تابع ہوتے ورنہ نبوت و رسالت کے سلب ہوجانے کے بعد تابع ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیّت کو ظاہر نہیں کرتا۔

۳۶

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدّد الف ثانی (ولادت ۹۷۱ھ/۱۵۶۴ء وفات ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) فرماتے ہیں:-

> ’’حصول کمالاتِ نبوّت مرتابعان را بطریق تبعیّت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرّسل علیہ و علٰی جمیع الانبیاء و الرسل الصلٰوۃ و التحیات منافی خاتمیت او نیست ...... فلا تکن من الممترین‘‘۔

(مکتوبات امام ربّانی جلد ۱ مکتوب ۳۰۰ صفحہ ۴۳۲)

ترجمہ: حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کے متبعین کا آپ کی پیروی اور وراثت کے طور پر کمالاتِ نبوت کا حاصل کرنا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں۔ لہٰذا اے مخاطب! تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

۳۷

اہلِ تشیع کے قدیم مفسّر حضرت الشیخ الجلیل ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی استادِ کلینی فرماتے ہیں:-

(الف)'' **مابعث اللہ نبیًّا من لدن اٰدم اِلّا و یرجع الی الدّنیا فینصر رسول اللہ و امیر المؤمنین**''۔ (تفسیر القمی صفحہ ۲۳۰)

(ب) ''فرمود کہ آں وقتے خواہد بود کہ حق تعالیٰ جمع کند در پیش روئے او پیغمبراں و مومناں را تا یاری کنند اورا''۔

(حق الیقین صفحہ ۱۳۸ مرتبہ شیخ الاسلام محمد باقر مجلسی مجتہدؒ وفات ۱۱۱۰ھ/ ۱۶۹۸ء)

تمام نبی دوبارہ دُنیا میں آئیں گے اور رسول اللہ اور امیر المؤمنین (مہدی علیہ السلام) کی نصرت کریں گے۔

۳۸

حضرت امام محمد بن عبدالباقی زرقانی (متوفّی ۱۱۲۲ھ/ ۱۷۱۰ء) فرماتے ہیں:-

''**الخاتم ...... بفتح التّاء و کسرھا ...... اما بفتحھا فمعناہٗ احسن الانبیاء خَلْقًا و خُلُقًا لانّہ صلی اللہ علیہ وسلم جمال الانبیاء کالخاتم الّذی یتجمّل بہٖ**''۔

(زرقانی شرح مواھب اللدنیہ جلد۳ صفحہ ۱۶۳ مصری)

خاتَم ت کی زبر اور زیر دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن زبر کے ساتھ جب یہ

استعمال ہو تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری اور رُوحانی بناوٹ اور اخلاق میں سب سے زیادہ حسین ہیں کیونکہ آپ جمال الانبیاء ہیں اُس انگشتری کی مانند جس سے زینت وتجمّل حاصل کیا جاتا ہے۔

۳۹

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی و مجدّد صدی دواز دہم (ولادت ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء، وفات ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) فرماتے ہیں:-

’’خُتِمَ بِهِ النَّبِيُّوْنَ اَىْ لَا يُوْجَدُ بَعْدَهٗ مَنْ يَّامُرُهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِالتَّشْرِيْعِ عَلَى النَّاس‘‘۔

(تفہیماتِ الٰہیہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جلد ۲ صفحہ ۸۵ تفہیم نمبر ۵۴)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبی اِس طرح ختم کئے گئے ہیں کہ ایسا شخص نہیں پایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں پر نئی شریعت دے کر مأمور کرے۔

۴۰

’’يـزعـم العامّة انّهٗ اذا نزل الى الارض كان واحدًا من الامّة كلّا بل هو شرحٌ للاسم الجامع المحمدىّ و نسخة مُنَسَّخَةٌ منه‘‘۔

(الخیر الکثیر لعلامہ شاہ ولی اللہ محدثؒ دہلوی مترجم صفحہ ۲۳۷ پانچواں خزانہ حضرت عیسیٰؑ ناشر قرآن محل کراچی)

عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو وہ صرف ایک امّتی ہوگا ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح اور اس کا (دوسرا) نسخہ ہوگا۔

۴۱

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں (ولادت ۱۱۱۰ھ/ ۱۶۹۸ء، وفات ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء) فرماتے ہیں:-

’’ہیچ کمال غیر از نبوت بالاصالۃ ختم نگر دیدہ و در مبدء فیاض بخل و دریغ ممکن نیست‘‘۔ (مقاماتِ مظہری صفحہ ۸۸)

سوائے مستقل نبوت کے کوئی کمال ختم نہیں ہوا مبدء فیاض میں جو اللہ تعالیٰ ہے کسی قسم کا بخل اور روک ممکن نہیں۔

۴۲

حضرت علاّمہ شہاب الدین السیّد محمود آلوسی (ولادت ۱۲۱۷ھ/۱۸۰۲ء، وفات ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) فرماتے ہیں:-

’’لعلّ من نفی الوحیَ عنہٗ (ای المسیح☆) علیہ السّلام بعد نزولہ اراد وحیَ التشریع و ما ذکر وحی لا تشریع فیہ فتامّل ...... ذالک الوحی علٰی لسان جبریل اذ ھو السفیر بین اللہ تعالٰی وانبیاءہٖ‘‘۔

(روح المعانی جلد ۸ صفحہ ۴۱ زیر تفسیر آیت سورۃ الاحزاب: ۴۱)

جنہوں نے مسیح کے نزول کے بعد اُن پر وحی کے نازل ہونے کی نفی کی ہے غالباً اُن کی

☆ ناقل

مراد تشریعی وحی ہے اور جو وحی مسیح موعود کے لئے حدیثوں میں مذکور ہے وہ تشریعی وحی نہیں ہے …… یہ وحی جبریل کی زبان سے نازل ہوگی کیونکہ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وہی سفیر ہے۔

(۴۳)

’’و خبرٌ لا وحی بعدی باطلٌ وما اشتهران جبريل عليه السّلام لا ينزل الى الارض بعد موت النّبیّ صلّى الله تعالیٰ عليه وسلّم فهولا اصل لهٗ‘‘۔

(روح المعانی از علامہ آلوسی جلد ۸ صفحہ ۴۱ زیر آیت الاحزاب: ۴۱)

خبر لا وحی بعدی باطل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ جبریل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زمین پر نازل نہ ہوں گے یہ بے اصل ہے۔

(۴۴)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند (ولادت ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۳ء، وفات ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) فرماتے ہیں:-

> ’’جیسے خاتَم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذّات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے۔ حاصل مطلب آیۂ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوّتِ معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوّۃِ معنوی امّتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النّبیّین شاہد ہے‘‘۔

(تحذیر النّاس از مولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ ۱۰ مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہانپور)

۴۵

’’اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا‘‘۔

(تحذیر النّاس ازمولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ۲۵ مطبوعہ خیرخواہ سرکار پریس سہانپور)

۴۶

اہلِ سُنّت کے ممتاز عالم ’’**بحر علوم المعقول**‘‘ **وحِبُر فنون المنقول** حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحی صاحب فرنگی محلّی (ولادت ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء وفات ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء) فرماتے ہیں:-

’’بعد آنحضرت کے یا زمانے میں آنحضرت کے مجرّد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحبِ شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے‘‘۔

(اثر ابن عباس فی دافع الوسواس صفحہ۱۶ مطبع یوسفی واقع فرنگی محل لکھنؤ۔ باردوم)

۴۷

’’علماء اہلِ سُنّت بھی اِس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے عصر میں کوئی نبی صاحبِ شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعتِ محمدیہ کا ہوگا‘‘۔

(تحذیر النّاس ازمولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ۴۳ مطبوعہ خیرخواہ سرکار پریس سہارنپور)

ضمیمہ نمبر ۸

مقامِ ختمِ نبوّت

یعنی

مقامِ محمدیت کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آنحضرت ﷺ مقامِ نبوت یعنی مقامِ محمدیت کے لحاظ سے تمام رسولوں میں منفرد اور ممتاز ہیں

آپ صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں۔ آپ کا کلام خدا کا کلام، آپ کا ظہور خدا کا ظہور اور آپ کا آنا خدا کا آنا ہے

ہم علیٰ وجہ البصیرت یقین رکھتے ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں اس لئے کہ آپ ایسے مقام پر فائز ہیں جس کے بعد کوئی اور رُوحانی مقام نہیں

از حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۰؍امان ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۰؍مارچ ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن عظیم میں نبوّت اور رسالت کے متعلق بہت سی بُنیادی باتیں بتائی ہیں۔ مَیں اس وقت اُن میں سے بعض کا ذکر کروں گا۔ پہلی بات ہمیں یہ بتائی گئی ہے کہ انبیاء اور مرسلین میں بعض کو بعض پر فضیلت بخشی گئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۔ (البقرۃ:۲۵۴)

اس کے علاوہ بھی انبیاء کی ایک دوسرے پر فضیلت کا ذکر آتا ہے لیکن قرآن کریم نے اس کی تفصیل نہیں بتائی البتہ بعض باتیں بتائی ہیں اور بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض باتوں کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی مثلاً تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (جو تیسرے سیپارے کی پہلی آیت ہے اِس) میں فضیلت کی ایک وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ بعض انبیاء صاحب شریعت ہوتے ہیں اور بعض انبیاء صاحبِ شریعت نہیں ہوتے۔ شاید بعض دوسری جگہ کوئی دوسری وجہِ فضیلت بیان ہُوئی ہو لیکن اِس وقت میرے ذہن میں مستحضر نہیں لیکن قرآن کریم سے ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ فضیلت کی بعض وجوہ کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی باوجود اِس کے کہ بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت بخشی گئی ہے پھر بھی ہمیں یہ بتایا گیا ہے:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرۃ:۲۸۶)

یعنی فی نفسِ رسالت رسول اور رسول میں فرق نہیں کرنا۔ اِسی قسم کی بعض دُوسری آیات میں بھی اِسی قسم کا مفہوم بیان ہوا ہے۔

پس فضیلت بھی ہے اور ان ‘‘رُسُل’’ میں فرق بھی نہیں کرنا یعنی نفسِ رسالت میں کوئی فرق نہیں ہے جو صاحب شریعت رسول ہے اور جو صاحب شریعت رسول نہیں ان دونوں رسالتوں میں نفسِ رسالت میں کوئی فرق نہیں دونوں رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی حکمت کاملہ سے مختلف زمانوں اور مختلف ممالک میں بسنے والی قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ ان میں ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے بھی ہیں جن کو ساری دُنیا کی طرف سارے زمانوں کیلئے اور تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا۔ بایں ہمہ نفسِ رسالت میں ان میں اور دیگر رُسُل میں کوئی فرق نہیں۔

پس فضیلت بھی ہے نفسِ رسالت میں کوئی فرق بھی نہیں ہے۔ یہ رُسل کے بعض بنیادی حقائق ہیں جن کی تفصیل میں مَیں اِس وقت نہیں جا سکتا چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر قرآن عظیم صرف رسول کہتا تو نفسِ رسالت میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی فرق نہ رہتا یا حضرت یحیٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نفسِ رسالت میں کوئی فرق نہ رہتا اگرچہ فضیلت اپنی جگہ پر ہوتی لیکن اتنی نمایاں فضیلت کہ جو تمام انبیاء سے آپ کو ممتاز کر دے اس کی ہمیں سمجھ نہ آتی۔ اس لئے قرآن کریم نے جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کہہ کر رسالت کے مقام پر تمام رُسل اور انبیاء کے برابر کھڑا کر دیا وہاں آپ کو ایک اور اعلیٰ مقام عطا فرمایا جس کا ذکر سورۂ احزاب کی آیت ۴۱ میں موجود ہے۔ اِس لحاظ سے آپ رسول بھی ہیں اور خاتم الانبیاء بھی ہیں۔ خاتم الانبیاء یا ختم المرسلین ختم نبوّت یا ختم رسالت کا جو مقام ہے اسے اسلامی اصطلاح میں مقام محمدیت کہتے ہیں اور اس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منفرد ہیں۔ یہ وہ فضیلت نہیں جس کا فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ میں (نسبتی فضیلت) ذکر ہے۔ نسبتی فضیلت میں بھی نسبتی لحاظ سے اوّل اور آخر ہوتا ہے۔ اگر نفسِ رسالت میں کوئی فرق نہ ہو اور چشم تصور میں تمام انبیاء ایک میدان میں کھڑے ہوں تو مشرق کی طرف سے دیکھیں گے تو شمال والا آخری ہوگا۔ جنوب کی طرف سے دیکھیں گے تو جنوبی غربی کونے میں ہے وہ آخری نبی ہوگا۔ پس ایک تو یہ نسبتی طور پر آخری ہے۔ اس میں کسی فضیلت کا ذکر نہیں بلکہ یہ ایک نسبتی چیز ہے جس زاویہ سے آپ دیکھیں گے مقابلہ کی انتہا آخری بن جاتی ہے۔

پس فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ بھی ایک بنیادی حقیقت ہے اور لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ بھی اپنی جگہ ایک بنیادی حقیقت ہے۔ دراصل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیدا کرنے والے رب کے حضور جو منفرد مقام حاصل تھا اس کے اظہار کے لئے آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ خاتم النّبیّین یعنی مقام محمدیت قُرب اتم کا

مقام ہے۔ بالفاظ دیگر آپ صفات باری کے مظہر اتم تھے۔ یہ شرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے دوسرا کوئی نبی اس مقام تک پہنچ نہیں سکا۔ کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ رسالت میں ایک لاکھ بیس ہزار رسول شامل ہیں۔ ان میں ہم نے کوئی فرق نہیں کرنا لیکن مقام محمدیت کے لحاظ سے آپ کو جو منفرد مقام حاصل ہے وہ صفات باری کے مظہر اتم ہونے کا مقام ہے اس مقام کو انسانوں کے مقابل میں انسان کامل کہتے ہیں اور قرب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے قریب تر۔ دوسرا کوئی شخص خدا کے پیار کے حصول میں آپ سے زیادہ اور قریب تر ہوا نہ ہوسکتا ہے۔ غرض اس مقام محمدیت کو بیان کرنے کے لئے مختلف اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔

پس سورۂ احزاب کی آیت ۴۱ میں ایک تو یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے رسولوں کی طرح ایک رسول ہیں اور اس جہت سے رسول رسول میں فرق کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور دوسرے آپ خاتم النبیّین ہیں اس جہت سے آپ بے مثل و مانند ہیں اور کوئی رسول آپ کے ہم پلہ نہیں۔ اس حیثیت میں کسی کو آپ کے ساتھ منسلک کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس مقامِ محمدیت کے لحاظ سے آپ تمام رسولوں میں منفرد و ممتاز ہیں۔

پھر سورہ احزاب کی اس آیہ کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (احزاب:۴۱)

کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بیان کا ایک گہرا اور ضروری تعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ختمِ نبوت یعنی مقامِ محمدیت کے ساتھ ہے ورنہ بظاہر یہ کہہ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی طور پر کسی مرد کے باپ نہیں لیکن (۱) اللہ کے رسول ہیں اور (۲) خاتم النبیّین ہیں اور پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک چیز کا علم ہے اس میں کوئی حکمت ہونی چاہیئے۔ اس میں کوئی فلسفہ ہونا چاہیئے؟ اس میں کسی گہرے اور عمیق مضمون کا بیان ہونا چاہیئے؟ چنانچہ میرے نزدیک علاوہ اور معانی کے ایک معنے یہ ہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں فرمایا کہ ''خاتم النبیّین'' کے خود معنے نہ کرنا۔ ختم نبوت کے معنے تمہارا پیدا کرنے والا ربّ تمہیں بتائے گا۔ اگر خود معنے کرو گے تو غلطی کھاؤ گے اس لئے خود قرآن کریم نے اس کے معنی کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرۃ:۲۵۴)

جس کے ایک معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش ربّ کریم تک رفعت روحانی بخشی۔ قرآن کریم کی ہر آیت اور ہر فقرے اور فقرے کے ہر لفظ کے بہت سے بطون ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے ایک معنے یہ کئے ہیں کہ ایک وہ رسول جو ارفع ہے اپنے درجات کے لحاظ سے اور منفرد ہے رفعت روحانی میں۔ کوئی رسول اس مقام میں آپ کا شریک نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ (القلم:۵)

کہ تخلّق باخلاق اللہ کے مقام میں کوئی دوسرا انسان تو کیا کوئی دوسرا نبی بھی آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا بلکہ کوئی انسان آپ کے بلند مقام کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ آپ کا مقامِ محمدیت ہے جس میں آپ تمام رسولوں میں افضل ہیں۔ قرآن کریم نے بیان فرمایا کہ آپ کا کلام خدا کا کلام اور آپ کا ظہور خدا کا ظہور اور آپ کا آنا خدا کا آنا ہے (پہلے آسمانی نوشتوں نے بھی اسی رنگ میں اس مفہوم کو بیان کیا ہے) فرمایا:-

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (بنی اسرائیل:۸۲)

اس آیۂ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق کے لفظ سے اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کی آخری اور کامل شریعت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہر سہ مراد ہیں۔ ان پر حق کا لفظ حقیقی طور پر چسپاں ہوسکتا ہے۔

قرآن کریم نے مقام محمدیت یعنی مذکورہ منفرد مقام کو مختلف طریقوں اور مختلف زاویوں سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ہم عاجز بندوں کو تصویری زبان میں مقامِ محمدیت کی

حقیقت کے سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج سے نوازا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ’’مقامِ محمدیت‘‘ مقام خاتم النبیین اور اس نسبت سے دوسرے انبیاء کے ساتھ آپ کا تعلق بڑی وضاحت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے تفسیر صغیر کے نوٹوں میں بھی بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ ’’معراج‘‘ میں مقامِ محمدیت کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور اس کی امت مسلمہ کے سامنے یہ تصویر رکھی گئی کہ اہل زمین جو نبی نہیں عوام ہیں (اور امت محمدیہ کے فرد ہوں یا دیگر تمام بنی نوع انسان ہوں ان کو ہم کہیں گے وہ اہل زمین ہیں یعنی زمین میں بسنے والے انسان ہیں) اور جنہیں روحانی رفعت کا وہ مقام حاصل نہیں جسے ہم رسالت کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ آپ نے گویا اہل زمین کو فرمایا کہ اپنے زمینی مقام سے اوپر نگاہ کرو تمہیں پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام نظر آئیں گے تمہیں دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام نظر آئیں گے (واضح رہے کہ ہر آسمان پر ایک ایک یا دو دو کا گروہ علامت کے طور پر ہے یعنی وہ سارا گروہ جو حضرت آدم علیہ السلام کا مقام رکھتا ہے اُن کے لئے پہلا آسمان ہے جن کی روحانی رفعت حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے ساتھ نسبت رکھتی ہے اُن کے لئے دوسرا آسمان ہے۔ **وعلیٰ ھذا القیاس**) تمہیں تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام نظر آئیں گے۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام نظر آئیں گے۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام نظر آئیں گے۔ چھٹے آسمان پر صاحبِ شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام نظر آئیں گے۔ ساتویں آسمان پر غیر شرعی نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر آئیں گے اور اس سے بھی اوپر یعنی عرش رب کریم پر حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ گویا حقیقت معراج میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عرشِ رب کریم ہے یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا جو تمام صفات کاملہ حسنہ سے متصف ہے اُس نے اپنے نہایت ہی پیار کے ساتھ

مظہر اتم الوہیت بنا کر اپنی دائیں طرف آپ کو بٹھایا۔ یہ ہے مقامِ ختمِ نبوت جو حقیقت معراج میں تصویری زبان میں بتایا گیا ہے۔ جسے ایک عام انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت عیسٰی اور حضرت یحیٰ علیہما السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے اور اس کے بھی اوپر مقامِ محمدیت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے ذوالعرش کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں، یہ شرف آپ کے مقام کے لحاظ سے اور اس محبت کی وجہ سے ہے جو آپ کو اپنے خدا سے تھی اور اس پیار کی وجہ سے جس سے آپ کو نوازا گیا تھا۔ یہ ہے وہ مقامِ ختمِ نبوت جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔

اب اہل زمین جب اس تصویر میں زمین سے آسمانوں کی طرف دیکھیں گے تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے ایک ایک نبی (اور ایک آسمان پر دو نبیوں) کا ذکر آیا ہے وہ محض نبیوں کے گروہ کی علامت کے طور پر ہے کیونکہ اگر واقع میں ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبر دنیا کی طرف آئے تو پھر تو پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بہت سے اور انبیاء بھی ہوں گے۔ اسی طرح دوسرے حتّٰی کہ ساتویں آسمان پر بھی بہت سارے انبیاء ہوں گے۔ تاہم ساتویں آسمان تک پہنچ کر یہ سارے انبیاء ختم ہو جائیں گے۔ اس کے بعد صرف ایک وجود ہوگا۔ وہ اپنے ربّ سے اتنا پیوست اور ایک جان ہوگا کہ اس کا آنا خدا کا آنا اور اس کا کلام کرنا خدا کا کلام کرنا اور اس کی حرکات خدا کی حرکات متصور ہوں گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بھی بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا جنگ بدر کے موقع پر کنکریوں کی جو مٹھی پھینکی گئی تھی وہ دعاؤں کے نتیجہ میں نہیں بلکہ آپ کے اس قرب الٰہی کے نتیجہ میں تھی اور آپ کے صفات باری کے مظہر اتم ہونے کی وجہ سے تھی۔ یہ آپ کے بلند مقام کا کرشمہ تھا کہ وہ کفار کی آنکھوں میں پڑی اور اُن کی تباہی کا باعث بن گئی۔

سرداران مکہ میدان جنگ میں اپنی لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ ایک مستقل اور لمبا مضمون ہے۔ اس وقت اس کے بیان کا موقع نہیں۔

میں بتا یہ رہا ہوں کہ یہ مقام یعنی عرش رب کریم پر مقامِ محمدیت یا مقام ختم المرسلین یا مقامِ خاتم النبیین اس تصویر میں اور حقیقتاً بھی اتنا اعلیٰ اور ارفع مقام ہے کہ وہاں تک کوئی اور انسان پہنچ ہی نہیں سکتا۔ یہی وہ مقام اور صاحبِ مقام ہے جس کی خاطر اس ساری کائنات کو پیدا کیا گیا ہے۔ حدیث قدسی ''لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ'' (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹) اسی حقیقت کی مظہر ہے اور اسی لئے یہ وہ مقام ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت بھی ملا ہُوا تھا جب آدم ابھی معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی خاتم النبیین تھے جب کہ آدم کا وجود مٹی میں کروٹیں لے رہا تھا۔ یہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ یہی تو آپ کا آخری مقام ہے۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولوں میں سے ایک رسول کہا گیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو سورۂ احزاب کی آیۂ کریمہ میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے جس کے بعد آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے یعنی آپ رسول ہیں مگر ایسے رسول کہ آپ خاتم النبیّین بھی ہیں اور اس لحاظ سے آپ تمام رسولوں سے منفرد ہیں۔ غرض ایک طرف فرمایا رسول رسول میں فرق نہیں کیا جا سکتا باوجود فضیلت کے فرق نہیں کیا جا سکتا۔ آخر فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ کی آیت کو لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کی آیت یا آیت کے ٹکڑے نے منسوخ تو نہیں کر دیا کیونکہ قرآن کریم کی کوئی آیت کوئی فقرہ کوئی لفظ کوئی شعشہ کوئی زیر اور کوئی زبر منسوخ نہیں ہوتی اور نہ کبھی ہوئی ہے۔

پس فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ اپنی جگہ پر صحیح اور لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ اپنی جگہ پر درست ہے۔ لفظ رسالت میں کوئی فرق نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول بھی ہیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ رسالت کے اعتبار سے آپ میں اور

آدم میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا لیکن آپ محض ایک رسول ہی نہیں بلکہ آپ خاتم النبیین بھی ہیں۔ خاتم النبیین کے ارفع مقام کے لحاظ سے کسی اور نبی کو یہ جُرأت نہ ہو سکتی کہ وہ اس ارفع و اعلیٰ مقام کا دعویدار بنے۔ اس میں آپ منفرد ہیں۔ آپ کا مقام خدائے ذوالجلال کے داہنی جانب عرش رب کریم پر ہے۔ جسے ہم مقامِ محمدیت کہتے ہیں۔ اس معنی میں حقیقتاً آپ ایک عظیم الشان آخری نبی ہیں اور ہم علیٰ وجہ البصیرت آپ کے آخری نبی ہونے پر ایمان لاتے ہیں وہ آخری مقام جو آپ کو معراج میں دکھایا گیا اور آپ نے اس کی جو تصویر کھینچی ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ ہم تو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے کہ قرآن کریم یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے عظیم رؤیا اور کشوف اور عظیم روحانی تجربات سے انکار کریں۔ اس معنی میں آپ تمام انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور یہی معنی آپ پر چسپاں ہوتے ہیں۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اپنی جگہ درست۔ مگر مقامِ محمدیت مقامِ ختم نبوت جس کا سورۂ احزاب میں ذکر ہے۔ اس مقامِ محمدیت میں منفرد ہونے کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں اور خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں۔

تاہم وہ بنیادی حقیقت جو معراج کی رات نوع انسان کو دکھائی گئی وہ کچھ اور بھی بتاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مقام محمدیت عرش رب کریم پر ہے اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی شخص روحانی رفعتوں کو حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان تک پہنچ جائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں جگہ پائے۔ تب بھی آپ کے آخری نبی ہونے میں کوئی خلل نہیں پڑتا کیونکہ آپ کا مقام تو بہت بلند ہے۔ آپ آخری مقام یعنی مقام محمدیت پر فائز ہیں اور یہ یہ مقام ہے جس کے بعد کوئی اور روحانی مقام نہیں ہے۔ عرش ربّ کریم کے بعد تو کوئی اور چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ اس آخری مقام پر کھڑے ہیں جہاں تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہے کسی کا آگے بڑھنا شرعاً ناممکن ہے۔ کسی کا آگے بڑھنا انسانی فطرت کے خلاف

ہے کیونکہ فطرت کا نچوڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور آپ کا مقام مقامِ محمدیت ہے عرش رب کریم ہے۔ اگر کوئی امتی آپ کی متابعت میں ساتویں آسمان پر بھی پہنچ گیا تو وہ ختمِ نبوت میں کیسے خلل انداز ہوگیا۔ ختمِ نبوت کا مقام ساتواں آسمان نہیں ہے بلکہ اس سے بہت بلند بہت پرے ہے اور ختمِ نبوت یعنی مقامِ محمدیت کے پرے کوئی چیز نہیں ہے عرش رب کریم کے بعد تو کوئی اور مقام نہیں ہے وہاں تک کسی کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا نہ ہی اس سے ورے رہ کر ختم نبوت میں کوئی خلل پڑتا ہے مثلاً ہمارے سامنے پہاڑیاں ہیں۔ ایک شخص سب سے اونچے پتھر پر کھڑا ہے۔ وہاں صرف ایک آدمی ہی کھڑا ہوسکتا ہے۔ اب نیچے سے ایک اور شخص اوپر چڑھتا ہے اور چڑھتے چڑھتے وہ اس جگہ تو نہیں پہنچ سکتا مگر دس گز ورے رہ جاتا ہے۔ اس کا دس گز ورے مقام حاصل کر لینے کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ وہ دوسرا شخص پہاڑی کے آخری اور سب سے بلند مقام پر کھڑا نہیں ہوا۔

پس ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اس معنی میں جس معنی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ہمارے محبوب اور پیارے ہیں آخری نبی سمجھنا چاہیئے لیکن بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کے باوجود کوئی شخص پہلے آسمان پر بھی نہیں جاسکتا۔ بعض کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ دوسرے آسمان پر بھی کوئی نہیں جاسکتا۔ کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں تیسرے آسمان پر بھی کوئی نہیں جاسکتا کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ چوتھے اور پانچویں آسمان پر بھی کوئی نہیں جاسکتا۔ اسی طرح چھٹے اور ساتویں آسمان تک بھی کوئی نہیں جاسکتا حالانکہ اگر آپ کی امت میں سے کوئی شخص حضرت آدمؑ کا رتبہ اور آپ کی رفعت حاصل کر لے تو مقامِ محمدیت پر اس کا کیا فرق پڑا وہ تو چھ سات آسمان آپ سے نیچے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی ساتویں آسمان تک پہنچ جاتا ہے (جس کی حدیث میں بھی خوشخبری دی گئی ہے) تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام تک پہنچنے سے ختم نبوت پر اثر پڑتا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وجود یہ

اثر ڈال چکا ہے۔ کسی اور کو رخنہ ڈالنے کی ضرورت نہیں لیکن فی الواقعہ یہ امر رخنہ نہیں ڈالتا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمرہ، آپ کی قربانیوں کا نتیجہ تھا کہ ایک ایثار پیشہ قوم تیار ہوگئی جسے ابراہیم علیہ السلام نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے تیار کیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ مقام پر اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے کس چیز پر قربان کرنے کے لئے؟ خدا نے فرمایا تھا میرے عرش پر، میرے عرش کی رفعتوں کے حصول کے بعد میری دائیں طرف بیٹھنے والا تیری نسل میں پیدا ہونے والا ہے۔ اس فخر پر (جو تجھے نصیب ہو رہا ہے کہ وہ تیری نسل میں پیدا ہوگا) اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اپنی نسل کو اس ممتاز اور منفرد شخصیت پر قربان کر دو۔ گو اس کی تعبیر کچھ اور تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام ظاہری طور پر اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

اس کی تعبیر یہ تھی اور تاریخ بھی ہمیں یہی بتاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سینکڑوں سال تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کی تیاری کرتی رہی ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ کسی جگہ ڈی۔ سی صاحب نے آنا ہوتا ہے۔ تین چار دن پہلے تیاری کی جاتی ہے۔ کمشنر صاحب کے لئے آٹھ دس دن پہلے اور صدر مملکت مثلاً امریکہ کا صدر نکسن ہو تو اس کے استقبال کے لئے لوگ کئی مہینے پہلے تیاری کرنا شروع کر دیتے ہیں مگر وہ عظیم ہستی جس کے مقابلہ میں جس سے ارفع کسی انسان نے پیدا نہیں ہونا تھا اس کے استقبال کیلئے صدیوں کی تیاری کی ضرورت تھی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قوم تیار کی جانی تھی جس نے آپ کا استقبال کرنا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ اور روحانی اثرات کو قبول کرنا تھا جس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا تھا کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے اسی طرح ہم اپنی نسلوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر خدا تعالیٰ کی خاطر قربان کرنے

کے لئے تیار ہیں یہ وہ ذبح عظیم ہے جس کی وجہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان بچ گئی اور یہی وہ ذبح عظیم ہے جس کی ہزاروں مثالیں ابتداءِ دورِ اسلام میں ملتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور آپ کے مشن کے دفاع میں میدان کارزار میں جو کٹی ہوئی گردنیں نظر آتی ہیں وہ ذبح عظیم کی درخشندہ مثالیں ہیں۔ ایک قوم کو تیار کرنے کا حکم تھا جو خدا کی راہ میں اپنی جانیں قربان کردے۔ ایک بچے کی جان لینے سے کام نہیں بنتا تھا چنانچہ ایک جان نثار قوم تیار ہوئی اور اس میں سے کئی بدر کے میدان میں شہید ہوئے پھر وہ جنگ احد میں شہید ہوئے یکے بعد دیگرے ہر جنگ میں شہید ہوتے رہے۔ وہ عرب کے میدانوں میں شہید ہوئے وہ ایران کے میدانوں میں شہید ہوئے وہ روم کے میدانوں میں شہید ہوئے وہ مصر کے میدانوں میں شہید ہوئے مغربی افریقہ کے میدانوں میں شہید ہوئے۔ وہ اسپین سے آگے نکل کر فرانس کے شمالی علاقوں میں جا نکلے۔ وہ روم میں جا پہنچے جو اس وقت ترکی میں شامل تھا اور پھر پولینڈ تک چلے گئے۔ انہوں نے اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں قربان کرتے ہوئے زمین کو اپنے خون سے سُرخ کردیا۔

پس یہ ہے وہ ذبح عظیم جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے لی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا روحانی رفعتوں کے حصول پر ساتویں آسمان تک پہنچ جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محمدیت میں رخنہ اندازی کرنے والا نہیں ہے بلکہ آپ کی عظیم روحانی مہمات میں ممدومعاون بننے والا ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کیا تھا اگر اسی طرح آج بھی آپ کا کوئی روحانی فرزند ایک ایسی جماعت کو تیار کرنے کیلئے کھڑا ہو جو پہلوں کی طرح یا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کی طرح اپنی جانوں کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کرنے والے ہوں اور اس وجہ سے وہ شخص یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند جلیل حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ساتویں آسمان تک پہنچ جائے تو کوئی جاہل ہی یہ کہے گا کہ اس سے

خاتم النبیین کے اندر رخنہ پڑ گیا اور خلل واقع ہو گیا نہ پہلے آنے والوں کے نتیجہ میں رخنہ پڑا اور نہ بعد میں آنے والے امتی اور ظلّی نبی کے آنے پر خلل واقع ہو سکتا ہے۔ آخری نبی کا یہی وہ مقام یعنی مقام محمدیت ہے جس کی رو سے ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھتے ہیں اور ہم آپ کے اس قول پر بھی یقین رکھتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ دیکھو تم میں سے جو بھی تواضع اور عاجزی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو روحانی طور پر رفعتیں عطا فرمائے گا مگر ایک وہ بھی ہوگا

اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رفَعَهُ اللّٰهُ اِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَة۔ (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۵)

جس کی عاجزی اور تواضع جس کی اطاعت محمدؐ اور فنا فی محمدؐ کا رتبہ اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہوگا۔ وہ عجز کے انتہائی مقام، تواضع کے انتہائی مقام اور عشقِ محمدؐ کے انتہائی مقام سے سرفراز ہوگا۔ دراصل عجز اور انکساری عشق کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ پس جس کی یہ کیفیت ہوگی (اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ) اس کے متعلق خدا وعدہ کرتا ہے۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ کہ اللہ تعالیٰ اُسے ساتویں آسمان تک پہنچا دے گا اور اُسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں لے جا کر کھڑا کر دے گا۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام روحانی رفعتوں کے لحاظ سے ساتویں آسمان پر پہنچے لیکن وہ پاک وجود جس نے عرش ربِ کریم پر جگہ پانی تھی اور ختم نبوت سے مشرف ہونا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رفعتیں آپ کے اس مقام میں رخنہ ڈالنے والی نہیں تھیں تو آپ کا وہ فرزند جلیل جس نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر قربان کر دیا اور غلبۂ اسلام کے لئے جس کی تڑپ نے اور جس کے دل میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار نے اور جس کی متضرعانہ دعاؤں نے ایک ایسی قوم پیدا کی جس نے ساری دنیا کے ساتھ جنگ کو قبول کیا لیکن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کا رشتہ قطع نہیں کیا اس فرزند جلیل کے اس روحانی رتبہ کی وجہ سے جو ساتویں آسمان پر

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے ہے اس سے ختم نبوت میں کیسے خلل پڑ گیا؟ یہ ایک سمجھنے کی بات ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے۔

باقی ہم سمجھتے ہیں کہ جو شخص یہ مسئلہ نہیں سمجھتا وہ دراصل بغض کی وجہ سے یا جہالت کے نتیجہ میں یا تعصب کی وجہ سے یا روحانی اقدار حاصل نہ کرنے کے نتیجہ میں ایسا کرتا ہے کیونکہ امت محمدیہ کے علماء دو مختلف (علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے) گروہوں میں بٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پہلے لوگوں نے بھی ان کے متعلق یہی کہا ہے اور اب بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ ایک وہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم سکھایا اور ایک وہ ہے جس نے خدا سے سیکھے ہوئے کو یاد کیا سمجھ کر اور کچھ بغیر سمجھے کے، دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ میں اس وقت اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ بہر حال ہم بھی حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور آخری نبی مانتے ہیں اور اس محکم یقین پر قائم ہیں کہ کوئی شخص روحانی رفعتوں کے لحاظ سے پہلے، دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان تک پہنچنے کے باوجود مقامِ ختم نبوت میں خلل انداز نہیں ہوسکتا۔ ساتویں آسمان پر پہنچ کر اس کا مقام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے نیچے مگر آپ کے قریب تر مقام ہوگا کیونکہ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے درمیان ایک پورا ساتواں آسمان حائل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ قرب نہیں پا سکے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پایا تھا اسی واسطے ان کے دل میں جب یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اس تجلی کو دیکھیں جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی تھی تو اس کے ہزارویں حصہ سے بھی تھوڑی سی جھلک کے نتیجہ میں خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (الاعراف:۱۴۴) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو یہ نظارہ دکھایا لیکن جو شخص ساتویں آسمان پر پہنچ گیا وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہے۔ آپ سے نیچے ہے بعد نہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

انتہائی قُرب اور آپ کے قدموں کی خاک میں بیٹھنا میرے لئے فخر کا موجب ہے۔ وہ آپ کے احترام کے منافی کس طرح بات کرنے والا سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ تو آپ کے پیار میں گُم ہے اس کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوست ہے۔ وہ تو آپ پر ہر آن فدا ہوتا رہا اور عاجزی سے خدمتِ اسلام کے کاموں میں لگا رہا۔ اس کے وجود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کارفرما رہی۔ اس کی قائم کردہ جماعت آج بھی اس بات پر فخر محسوس کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے اس طرح چُنا جس طرح پہلے لوگوں کو چُنا تھا تا کہ وہ خواب جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائی گئی تھی وہ دوبارہ پوری ہو۔ دنیا پھر فدائیت اور جاں نثاری کے نمونے دیکھے۔ جس طرح پہلے اسلام معروف دنیا پر غالب آیا تھا اب پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن جاں نثاروں کی قربانیوں اور جاں نثاری کے نتیجہ میں اسلام ساری معروف دُنیا پر غالب آئے ساری دُنیا پر۔

پس یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے مَیں اور آپ پیدا کئے گئے ہیں باقی کسی کو مومن کہنا اور کسی کو کافر کہنا یہ دو طرح کا ہوتا ہے جس شخص نے اپنا ایمان کسی انسان مثلاً زید کے فتوے کے نتیجہ میں حاصل کیا ہو اس شخص کا ایمان اسی شخص کے کفر کے نتیجہ میں زائل ہو سکتا ہے اور ہو جانا چاہیئے کیونکہ اس زید نے اس کو مومن کہا ہے۔ اگر زید بکر کو مومن کہتا ہے اور بکر کہتا ہے کہ مجھے چونکہ زید نے مومن کہا ہے اس لئے میں مومن ہوں۔ زید اگر کسی وقت بکر کو کافر کہے تو وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس کے ایمان کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں بلکہ زید کا فتویٰ ہے لیکن اگر کسی شخص کو ایمان خدا سے حاصل ہوا ہو اور اس حقیقت کے بعد حاصل ہوا ہو کہ

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى (النجم:۳۳)

جس شخص کو خدا تعالیٰ نے مومن کہا ہے خدا کا کوئی بندہ اگر اُسے ہزار دفعہ کافر کہے تو وہ کافر نہیں بن جاتا کیونکہ اس نے اپنا ایمان انسان کے فتوے سے حاصل نہیں کیا۔ نہ کسی ’’سیاسی اقتدار‘‘ کی سند سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا یہ واقعہ بڑا اہم، بڑا عجیب، بڑا دلچسپ، بڑا پیارا اور بڑی بُنیادی حیثیت کا حامل ہے اور وہ یہ کہ ابھی آپ کو بیعت لینے کا حکم نہیں مِلا تھا کہ ہندوستان کے چوٹی کے دوسو علماء نے آپ پر کفر کا فتوٰی لگایا۔ آپ کے گھر دوسو چوٹی کے علماء کے کفر کے فتوے تو تھے لیکن آپ کے گھر میں کوئی احمدی نہ تھا کیونکہ ابھی آپ نے بیعت لینی شروع نہیں کی تھی۔ ابھی آپ کو بیعت لینے کا حکم نہیں ملا تھا۔ پھر دیکھو وہ جو پہلے دوسو تھے اسّی سال میں ہزاروں ہو گئے بالفاظ دیگر دوسو فتوے ہزاروں فتووں کا رنگ تیار کر گئے مگر وہ جو اکیلا تھا جس کے ساتھ شروع میں ایک بھی احمدی نہ تھا اس کی آواز جو قرآن کریم کے عشق میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیار سے لبریز ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سیچوریٹڈ (Saturated) ہے یعنی ایسی محبت جس سے زیادہ محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ آواز ساری دُنیا میں گونج رہی ہے اور کفر کے فتوے اس کی گرد کو بھی نہیں پا سکے۔ وہ لوگوں کو خوابوں کے ذریعہ بتاتا ہے ان کی عقل و فراست میں ایک چمک اور نور پیدا کرتا ہے اور انہیں مسئلے سمجھ آجاتے ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی بار بتایا ہے یہ اسی چمک کا نتیجہ تھا کہ افریقہ کے ایک بہت بڑے افسر کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ہمارا یہ اندازہ ہے کہ دس سال تک ہمارے ملک میں احمدیوں کی اکثریت ہو جائے گی، جب اکثریت احمدیوں کی ہوگی اس وقت تم نے بیعت کی تو کیا فائدہ؟ اس واسطے تم ابھی جا کر بیعت کر لو۔ اب یہ کوئی عقلی دلیل تو نہیں البتہ فراست کی ایک چمک ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دماغ میں یہ بات ڈالی اور اس نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی۔

عرب کے ایک ملک میں ایک جگہ ایک شخص اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ایک احمدی دوست سے مِلا۔ اس احمدی دوست نے جب احمدیت کے متعلق باتیں کیں تو اس نے کہا میری بیعت لو۔ ہمارے اس دوست نے کہا تمہیں احمدیت کا کچھ پتہ نہیں تم نے سلسلہ کی کتابیں نہیں پڑھیں احمدیت قبول کرنے کے بعد بڑا شور مچتا ہے۔ راستے میں کانٹے بکھیرے

جاتے ہیں یہ پھولوں کی کوئی سیج تو نہیں جس پر تم نے لیٹنا ہے اس لئے پہلے مجھ سے کتابیں لو ان کو پڑھو، سوچو اور دعائیں کرو۔ پھر شرح صدر کے بعد بیعت کرو۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں! مَیں نے ابھی بیعت کرنی ہے اور اس کی ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ایک دوسرے ملک کا رہنے والا ہوں میرے والد کی وفات پر کئی سال گزر چکے ہیں، میرے والد کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے اپنے لڑکوں کو بلایا اور ہمیں وصیت کی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ امام مہدی ظاہر ہو چکا ہے۔ میرا باپ وصیت کرتے وقت زار و قطار رو رہا تھا کہ میں بدقسمت انسان ہوں۔ مجھے امام مہدی کی شناخت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ مجھے ان کا پتہ نہیں لگ سکا اِس لئے میں تمہیں (اپنے بیٹوں کو) یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم جب بھی امام مہدی کا ذکر سنو فوراً بیعت کر لینا اور ان کی جماعت میں شامل ہو جانا۔ اب بتاؤ کیا یہ کسی مبلغ کا کارنامہ ہے؟ نہیں! یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو آسمانوں سے نازل ہوتے اور دلوں میں تبدیلی پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ تو انشاء اللہ ہوتا چلا جائے گا تاہم خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ دین متین اسلام کی تبلیغ کرتے رہا کرو تمہیں ثواب دے دیا کروں گا۔ یہ کام تو دراصل خدا کا ہے وہ کر رہا ہے۔

میں یہ بتا رہا ہوں کہ دنیا جہان کے علمائے ظاہر نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین روحانی فرزند جلیل پر کفر کے فتوے لگائے مگر خدا تعالیٰ نے ان کُفر کے فتووں کو قبول نہیں کیا اگر وہ انہیں قبول کر لیتا تو احمدیت کو مٹانے کیلئے ایک آدمی کا فتویٰ کافی تھا پس اگرچہ احمدیت کو مٹانے کیلئے ساری دُنیا اکٹھی ہو گئی۔ غلبۂ اسلام کی مہم کو ناکام کرنے کے لئے ایک جہان جمع ہو گیا لیکن خدائے قادر و توانا کے دستِ قدرت سے جاری ہونے والی مہم کی راہ میں نہ دُنیا کے جتھے، نہ دُنیا کے اموال اور نہ لوگوں کے فتوے روک بن سکے یہ مہم روز افزوں ترقی پر ہے۔

پس یہ تو صحیح ہے مگر دوست اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ اس مقصد کیلئے ہم سے قربانی لی

جائے گی اور وہ ہمیں دینی پڑے گی لیکن دُنیا کی کوئی طاقت غلبۂ اسلام کی اس مہم کو ناکام نہیں بنا سکتی۔ نہیں بنا سکتی۔ نہیں بنا سکتی۔ یہ تو انشاء اللہ کبھی نہیں ہوگا کیونکہ خدا اپنے وعدوں کا سچّا ہے وہ اپنے وعدے ضرور پورے کرے گا یہ تو پیار کا ایک عظیم سلوک ہے تاہم جہاں پیار کی تقسیم کا سوال پیدا ہوتا ہے وہاں بعض شرائط رکھی جاتی ہیں۔ چنانچہ خدا نے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ تم قربانی دو۔ اپنی بساط کے مطابق ایثار دکھاؤ اور مجھ سے پیار کرو۔ اپنی قوتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے صرف مجھ سے ڈرو۔ کسی اور سے نہ ڈرو۔ چنانچہ احمدیت کے خلاف ساری دُنیا اکٹھی ہوگئی مگر احمدی کہاں اور کسِ سے ڈرے؟ یہاں بھی مخالفت وہاں بھی مخالفت مگر یہاں بھی، وہاں بھی ہر جگہ احمدیت ترقی کر رہی ہے۔ یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی، جزائر میں بھی اور افریقہ میں بھی، مشرقی افریقہ میں بھی اور مغربی افریقہ میں بھی، جنوبی افریقہ میں بھی اور شمالی افریقہ میں بھی احمدیت پھیل رہی ہے۔ چنانچہ بعض دوستوں کے عجیب وغریب حالات سامنے آتے رہتے ہیں۔ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا عراق کے ایک بہت بڑے عالم اور موتمر عالم اسلامی کے رکن احمدی تھے لیکن بعض حالات کی وجہ سے (قرآن کریم نے بھی بعض حالات میں اخفاء کی اجازت دی ہے) ہمارے ساتھ اُن کا ملاپ نہیں تھا۔ ایک دفعہ جب وہ اپنے ملک سے باہر مؤتمر عالم اسلامی کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے گئے تو انہوں نے مجھے بڑے پیار کا خط لکھا بالکل ایسے ہی جیسے یہاں سے مخلصین خط لکھتے ہیں حالانکہ وہ اتنی دُور بیٹھے ہوئے تھے ان سے ہماری خط وکتابت بھی نہیں تھی لیکن پیار کے اظہار کے لئے معیّن الفاظ نہیں ہُوا کرتے۔ پیار تو الفاظ میں سے خود پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب اُن کا مجھے خط مِلا تو مَیں نے اللہ تعالیٰ کی بڑی حمد کی۔

اسی طرح پچھلے سال کی بات ہے ایک احمدی دوست تُرکی گئے ان کو ایک تُرک مِلا کہنے لگا آپ کا جماعت احمدیہ سے تعلق ہے۔ میری بوڑھی ماں احمدی ہے اور چونکہ وہ بہت بوڑھی ہو چکی ہے ہوٹل میں نہیں آسکتی۔ آپ وہاں گھر پر چلیں تو اسے بڑی خوشی ہوگی۔ وہ

بُڑھیا پتہ نہیں کب سے احمدی ہے لیکن ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں تھا کہ وہ کس طرح احمدی ہوئی کن حالات میں احمدی ہوئی۔ اُس تک احمدیت کا پیغام کیسے پہنچا؟ میں سمجھتا ہوں اس قسم کے بوڑھے لوگ شاید درجنوں اور بھی ہوں میری خواہش ہے ہم کوشش بھی کریں گے اُن سے ملاپ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ زندگی دے۔ پتہ تو لگے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے احمدیت کے پیغام کو کن راہوں سے لوگوں تک لے گئے اور اس طرح ان کے دلوں میں ایک تبدیلی پیدا ہوگئی۔

خلاصۂ کلام یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام محمدیت میں منفرد ہیں۔ آپ کے سوا کسی شخص کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں اور روحانی رفعتوں کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں۔ آپ اُس وقت سے آخری نبی ہیں جس وقت ابھی آدمؑ کو نبوت تو کیا انہیں یہ مادی وجود بھی عطا نہ ہوا تھا۔ غرض سب نبوتیں نبوتِ محمدیہ کے تحت حاصل کی گئی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی نبوت کی خاطر اور اسی مقام محمدیت کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا تھا اس لئے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روحانی رفعت ساتویں آسمان تک پہنچنے کے باوجود ختم نبوت کے منافی نہیں ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی روحانی رفعت پہلے آسمان تک پہنچنے کے باوجود ختمِ نبوت میں خلل اندازی نہیں کر رہی۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ میرے روحانی فرزند یعنی علمائے باطن جو مجھ سے قرآنی علوم حاصل کر کے قرآن کریم کی شریعت کو زندہ اور تابندہ رکھیں گے اور ہر صدی میں آتے رہیں گے۔ وہ بھی انہی انبیاء کی طرح ہیں جن میں سے کوئی پہلے آسمان تک پہنچا کوئی دوسرے پر کوئی تیسرے پر، کوئی چوتھے پر کوئی پانچویں پر، کوئی چھٹے پر اور ایک ایسا بھی پیدا ہوگا جو انتہائی عاجزی اور عشق کے سارے مراحل طے کرنے کے بعد اور محبت کی انتہائی رفعتوں کو پا لینے کی وجہ سے ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں جا پہنچے گا اور سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

قدموں میں جگہ پائے گا۔ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کی روحانی رفعت ساتویں آسمان تک پہنچنے پر ختم نبوت کے منافی نہیں پڑتی اسی طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم روحانی فرزند کی روحانی رفعت ساتویں آسمان تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محمدیت میں کوئی رخنہ اندازی نہیں کرتی۔

دوسرے یہ تصویر یہ حقیقت معراج ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ کسی کی روحانی رفعتیں سات آسمانوں میں محصور ہونے کی وجہ سے مقامِ ختمِ نبوت میں کوئی خلل نہیں ڈالتیں کیونکہ وہ ارفع مقام اس کے اوپر کا مقام ہے اور ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ روحانی رفعتوں کے حصول کیلئے اپنی اپنی استعداد کے مطابق کوشش کرو۔ ہمیں یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ امت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا فرزند جلیل پیدا ہوگا جو ساتویں آسمان تک پہنچ جائے گا تاہم اس کا مقام حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہے۔

تیسرے یہ کہ جو شخص انسان کے فتوؤں سے مومن بنتا ہے۔ انسان کے کفر کے فتوے اس کا ایمان چھین سکتے ہیں مگر جو شخص خدا تعالیٰ کی بشارت کے مطابق ایمان حاصل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار کو پاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہستی اس کے ایمان کو چھین نہیں سکتی خواہ ساری دُنیا ہی زور کیوں نہ لگائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵/اپریل ۱۹۷۳ صفحہ۴ تا صفحہ۱۰)

ضمیمہ نمبر ۹

الحمدللہ

ہم مسلمان ہیں

اللہ کے فضل سے

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دِل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلینؐ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی صِفات، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور قرآنِ مجید کے فضائل کے بارہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانئ جماعت احمدیہ نے اپنی اُردو کُتب میں جو تحریر فرمایا ہے، ہم اُس میں سے چند اقتباسات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ہمارا عقیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

’’ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لُباب یہ ہے کہ **لا الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شُعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اُس امام الرّسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے‘‘۔ (ازالہ اوہام حصّہ اوّل روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

’’جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام

یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسۡبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنّت حق اور جہنّم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیّبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے اُن سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے‘‘۔ (ایام الصلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۳)

’’ہم مسلمان ہیں خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں اور کلمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل ہیں اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہے مانتے ہیں اور فرشتوں اور یوم البعث اور دوزخ اور بہشت پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز

پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں اور جو کچھ خدا اور رسول نے حرام کیا اس کو حرام سمجھتے اور جو کچھ حلال کیا اس کو حلال قرار دیتے ہیں اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچا اس کو قبول کرتے ہیں چاہے ہم اس کو سمجھیں یا اس کے بھید کو سمجھ نہ سکیں اور اس کی حقیقت تک پہنچ نہ سکیں اور ہم اللہ کے فضل سے مومن مؤحد مسلم ہیں‘‘۔

(نور الحق حصّہ اوّل روحانی خزائن جلد۸ صفحہ۷)

’’میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں‘‘۔

(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۲۶۰)

’’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی رُوحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچّا مذہب صرف اسلام ہے اور سچّا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے‘‘۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ۱۴۱)

’’اے دوستو! یقیناً یاد رکھو کہ دُنیا میں سچّا مذہب جو ہر ایک غلطی سے پاک اور ہر ایک عیب سے منزّہ ہے، صرف اسلام ہے۔ یہی مذہب ہے جو انسان کو خدا تک پہنچاتا اور خدا کی عظمت دلوں میں بٹھاتا ہے‘‘۔

(تبلیغ رسالت جلد۶ صفحہ۱۵۴، مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ۱۵۹ بار دوم)

’’یہ اسلام ہی کا خاصّہ ہے کہ وہ صرف قصّوں کی ناقِص اور نا تمام تسلی کو پیش نہیں کرتا بلکہ وہ ڈھونڈنے والوں کو زندہ نشانوں سے اطمینان بخشتا ہے ...... زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بِلا واسطہ مُلہَم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلا واسطہ مُلہَم کو دیکھ سکیں۔ سومَیں تمام دُنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اِسلام کا خدا ہے‘‘۔ (تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۴، ۱۵۔ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۲ بار دوم)

’’ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے، خدا کا اُس پر بڑا ہی فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اُس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اُس کا مذہب جو ہمیں مِلا ہے، خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے۔ ...... ہم کیا چیز ہیں جو اِس شکر کو ادا کر سکیں کہ وہ خدا جو دُوسروں پر مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں سے نہاں در نہاں ہے، وہ ذوالجلال خدا محض اس نبی کریم کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہو گیا‘‘۔

(تتمہ چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۱)

’’میرا مذہب ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا اِدھر اُدھر جانا بے ایمانی میں پڑنا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۱۹ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

’’میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِتباع اور نقشِ قدم پر چلنے کے بغیر کوئی انسان کوئی رُوحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا‘‘۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۴۳، ۵۴۴ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

’’آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہیں اور قرآن شریف خاتَمُ الکُتُب۔ اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اَور نماز نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآنِ شریف میں ہے، اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں جاوے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۵۸ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

’’عقیدہ کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اُس کا نبی ہے اور وہ خاتَم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے‘‘۔

(کشتی نوحؑ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵، ۱۶)

’’میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اَور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے ...... چنانچہ میں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجُز اسلام تمام مذہب مُردے، اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پَیرو مُردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں، ہرگز ممکن نہیں‘‘۔

(تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۸، مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۵، ۱۶ بار دوم)

’’میں مسلمان ہوں۔ قرآنِ کریم کو خَاتَمُ الْکُتُب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خَاتَمُ الْاَنْبِیَاء مانتا ہوں اور اسلام کو ایک زندہ مذہب اور حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی مقادیر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہوں۔ اسی قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتا ہوں۔ اتنی ہی نمازیں پڑھتا ہوں۔ رمضان کے پورے روزے رکھتا ہوں‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۷۵ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمد مختار ہیں!
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

(ازالۂ اوہام حصّہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۱۴)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ۲۲۴)

اَللّٰہُ عزّ و جَلَّ

”خدا ایک پیارا خزانہ ہے“

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لایق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے‘‘۔

(کشتی نوحؑ روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۲۱، ۲۲)

’’میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے

اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اُس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہران کو اتنے ملیں کہ اُن کے دامن استعداد پُر ہو جائیں‘‘۔

(اربعین نمبر۱۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۴۴، ۳۴۵)

’’خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں‘‘۔

(کشتی نوحؑ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۲)

’’خدا آسمان و زمین کا نور ہے...... وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا عِلّت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے، اُسی کی ہستی حقیقی، تمام عالم کی قیّوم اور تمام زیروزبر کی پناہ ہی وہی ہے جس نے ہر یک چیز کو ظُلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا۔ بجز اُس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حدِّ ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اُس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور رُوح اور جسم سب اُسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں‘‘۔ (براہین احمدیہ حصّہ سوم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲ حاشیہ نمبر ۱۱)

’’خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس میں نقص نہیں۔

وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبدأ ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا اور مالک ہے تمام جزا سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا اور نزدیک ہے باوجود دُوری کے اور دُور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اُوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اَور بھی ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے۔ وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ زندہ ہے۔ وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے۔ اُس نے ہر یک چیز کو اُٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اُس کو اُٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر یک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے۔ وہ آسمان اور زمین کی ہر یک چیز کا نور ہے اور ہر یک نُور اسی کے ہاتھ سے چمکا اور اُسی کی ذات کا پَرتوہ ہے۔ وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے‘‘۔

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۱۵۲،۱۵۳)

’’تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اُس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی یعنی انادی اور اکال ہے نہ کسی چیز کے صفات اُس کی صفات کے مانند ہیں ......خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ غنی بالذات ہے۔ اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی‘‘۔ (لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۱۵۴، ۱۵۵)

’’خدا کبھی معطّل نہیں ہوگا۔ ہمیشہ خالق، ہمیشہ رازق، ہمیشہ ربّ، ہمیشہ رحمان، ہمیشہ رحیم ہے اور رہے گا۔ میرے نزدیک ایسے عظیم الشّان جبروت والے کی نسبت بحث کرنا گناہ میں داخل ہے۔ خدا نے کوئی چیز منوانی نہیں چاہی جس کا نمونہ یہاں نہیں دیا‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۶۳۷ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

’’اے سننے والو سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ

ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے، اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں ...... جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے...... وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا۔ اور مبدء ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شَے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اِس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اُسی کی عبادت کریں''۔ (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰)

''اسلام کا خدا وہی سچّا خدا ہے جو آئینۂ قانونِ قُدرت اور صحیفۂ فِطرت سے نظر آ رہا ہے''۔ (تبلیغ رسالت جلد۶ صفحہ۱۴)

''ہمارے خدائے عزّ وجلّ نے سورۃ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہہ کر حقیقت سے ہمیں خبر دے دی کہ وہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح اُن سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت ان کی پرورش کرتا ہے اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے''۔ (کشتیٔ نوحؑ روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۴۱، ۴۲)

''اُس قادر اور سچّے اور کاملِ خدا کو ہماری رُوح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے...... وہ ہمارا سچّا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا

اور بے شمار احسان والا۔ اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں‘‘۔

(نسیم دعوت روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۳)

’’ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وجود پر قلم اُٹھائے گا اُس کو آخر کار اُسی خدا کی طرف آنا پڑے گا جو اسلام نے پیش کیا ہے کیونکہ صحیفۂ فطرت کے ایک ایک پتّے میں اُس کا پتہ ملتا ہے اور بالطبع انسان اُسی خدا کا نقش اپنے اندر رکھتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۲ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

’’وہی محسنِ حقیقی ہے جس نے وفاداری سے ایمان لانے والوں کو ہمیشہ کی رستگاری کی خوشخبری دی اور اپنے صادق عارفوں اور سچے محبوں کے لئے اس جنتِ دائمی کا وعدہ دیا جو بدرجۂ اکمل واتم مظہر العجائب ہے جس کی نہریں اسی دنیوی حیات میں جوش مارنا شروع کرتی ہیں۔ جس کے درخت اسی جگہ کی آبپاشی سے نشوونما پاتے جاتے ہیں۔ اُس کی قدرت وحکمت ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود ہے اور اُس کی حفاظت جو ہر یک چیز کے شامل حال ہے اُس کی عام خالقیت پر گواہ ہے۔ اس کی حکیمانہ طاقتیں بے انتہا ہیں کون ہے جو اُن کی تہ تک پہنچ سکتا ہے۔ اُس کی قادرانہ حکمتیں عمیق در عمیق ہیں۔ کون ہے جو اُن پر احاطہ کر سکتا ہے۔ ہر یک چیز کے اندر اُس کے وجود کی گواہی چھپی ہوئی ہے‘‘۔ (سرمہ چشمِ آریہ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۵۱)

’’اللہ حیّ قیّوم بالاتفاق خدا کا اسمِ اعظم ہے جس کے معنے ہیں روحانی اور جسمانی طور پر زندہ کرنے والا اور ہر دو قسم کی زندگی کا دائمی سہارا اور قائم بالذّات اور سب کو اپنی ذاتی کشش سے قائم رکھنے والا اور اللہ جس کا ترجمہ ہے وہ معبود یعنی وہ ذات جو غیر مدرک اور فوق العقول اور وراء الورا اور دقیق در دقیق ہے جس کی طرف ہر ایک چیز عابدانہ رنگ میں یعنی عشقی فنا کی حالت میں جو نظری فنا ہے یا حقیقی فنا کی حالت میں جو موت ہے، رُجوع کر رہی ہے‘‘۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۸)

’’ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس

کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اُس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے‘‘۔ (کشتی نوحؑ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱)

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا!
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا
اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا
تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقان زار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا
خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گُل و گلشن میں ہے رنگ اُس تری گلزار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا
ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اِس ہجر کے آزار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(سرمہ چشمِ آریہ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ ۵۲)

”گر عاشقوں کی روح نہیں اس کے ہاتھ سے
پھر غیر کے لئے ہیں وہ کیوں اضطراب میں
گر وہ الگ ہے ایسا کہ چھوٗ بھی نہیں گیا
پھر کس نے لکھ دیا ہے وہ دل کی کتاب میں
جس سوز میں ہیں اس کے لئے عاشقوں کے دل
اتنا تو ہم نے سوز نہ دیکھا کباب میں
جامِ وصال دیتا ہے اس کو جو مر چکا
کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ و شاب میں

ملتا ہے وہ اُسی کو جو وہ خاک میں ملا
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں
ہوتا ہے وہ اُسی کا جو اُس کا ہی ہو گیا
ہے اُس کی گود میں جو گرا اُس جناب میں
پھولوں کو جا کے دیکھو اسی سے وہ آب ہے
چمکے اسی کا نور مہ و آفتاب میں
خوبوں کے حسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے
کیا چیز حسن ہے وہی چمکا حجاب میں
اس کی طرف ہے ہاتھ ہر اک تارِ زلف کا
ہجراں سے اس کے رہتی ہے وہ پیچ و تاب میں
ہر چشم مست دیکھو اُسی کو دکھاتی ہے
ہر دل اُسی کے عشق سے ہے التہاب میں
جن مورکھوں کو کاموں پہ اس کے یقیں نہیں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں
قدرت سے اس قدیر کے انکار کرتے ہیں
بکتے ہیں جیسے غرق کوئی ہو شراب میں
دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اس پاک ذات کو
ڈرتے ہیں قوم سے کہ نہ پکڑیں عتاب میں
ہم کو تو اے عزیز دکھا اپنا وہ جمال
کب تک وہ مونہہ رہے گا حجاب و نقاب میں

(سناتن دھرم۔ اندرونی صفحہ ٹائیٹل روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۶۶)

”حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی
دل میں میرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اسکی عظمت
لرزاں ہیں اہل قربت کروبیوں پہ ہیبت
ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت
ہم سب ہیں اسکی صنعت اس سے کرو محبت
غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اسکی غیرت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اسکی جود و منت
اس سے ہے دل کی بیعت دل میں ہے اسکی عظمت
بہتر ہے اسکی طاعت طاعت میں ہے سعادت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا
ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا
اس بن نہیں گذارا غیر اس کے جھوٹ سارا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ“

(محمود کی آمین روحانی خزائن جلد۱۲ صفحہ۳۱۹)

”وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں
سُورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی!
جب چاند کو بھی دیکھا تو اُس یار سا نہیں
واحد ہے لا شریک ہے اور لازوال ہے!
سب موت کا شکار ہیں ، اُس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اُس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اُسی کو یارو ، بُتوں میں وفا نہیں“

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۴۸۵ بحوالہ درثمین اُردو صفحہ ۱۵۲)

”قُدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے!
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے!“

(اعلان ۲۰/ مارچ ۱۸۸۸ء تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۰۱، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۲۴)

”قادر ہے وہ بارگاہ ، ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے“

(الہامی شعر، تذکرہ ایڈیشن ۲۰۰۴ء صفحہ ۲۷۲)

”نہیں محصور ہر گز راستہ قُدرت نمائی کا
خدا کی قُدرتوں کا حصر دعویٰ ہے خدائی کا“

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۸۰ بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

’’ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک ہے وہ
جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی‘‘۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملایک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں ......اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی''۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۱۶۰ تا ۱۶۲)

''اور ہمارا نبی وہ نبی کریم ہے جو......خدا کے نور سے بنایا گیا''۔

(نجم الھدیٰ روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ ۲۱)

''کئی مقام قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتمّ الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کہ حق آیا اور باطل

بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ......سو دیکھو اپنے نام میں خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر شامل کر لیا اور آنحضرتؐ کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا‘‘۔

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ ۲۷۷ تا ۲۷۹ حاشیہ)

’’آپ کے مبارک ناموں میں ایک سرّ یہ ہے کہ محمد اور احمد جو دو نام ہیں۔ ان میں دو جدا جدا کمال ہیں۔ محمد کا نام جلالی اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا ہے اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے۔ کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ پس اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے۔ مگر احمد کا نام اپنے اندر ایک عاشقانہ رنگ رکھتا ہے، کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے۔ کیونکہ وہ اپنے محبوب اور معشوق کی تعریف کرتا رہتا ہے۔ اس لئے جیسے محمد محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے اسی طرح احمد عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۲۳ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

’’مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں‘‘۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶)

’’درحقیقت ایک ہی کامل انسان دُنیا میں آیا جس نے ایسے اَتم اور اکمل طور پر رُوحانی قیامت دکھلائی اور ایک زمانہ دراز کے مُردوں اور ہزاروں برسوں کے عظمِ رمیم کو

زندہ کر دکھلایا۔ اُس کے آنے سے قبریں کھل گئیں اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ گئی اور اُس نے ثابت کر دکھلایا کہ وہی حاشر اور وہی روحانی قیامت ہے جس کے قدموں پر ایک عالم قبروں میں سے نکل آیا''۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۰۷)

''ایک کامِل انسان اور سیّد الرُّسُل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دُنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دنیا کے لئے اُس روشن کتاب کو لایا جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی''۔

(براہین احمدیہ جلد چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۱۹ حاشیہ نمبر ۱۱)

''ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ مرتبہ آسمان میں جس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں تشریف فرما ہیں **عند سدرة المنتهٰی بالرفیق الاعلٰی** اور اُمّت کے سلام و صلوات برابر آنحضرتؐ کے حضور میں پہنچائے جاتے ہیں **اللّٰهم صل علٰی سیدنا محمد و علٰی اٰل سیدنا محمد اکثر مما صلیت علٰی احد من انبیائک و بارک و سلم**''۔

(ازالۂ اوہام حصّہ اوّل روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۲۶ حاشیہ)

''معراج انقطاعِ تام تھا اور سِرّ اس میں یہ تھا کہ تا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقطہ نفسی کو ظاہر کیا جائے۔ آسمان پر ہر ایک رُوح کے لئے ایک نُقطہ ہوتا ہے اس سے آگے وہ نہیں جاتی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطہ نفسی عرش تھا اور رفیق اعلیٰ کے معنی بھی خدا ہی کے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی معزز و مکرم نہیں ہے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۹۶ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

''خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقعہ دیا۔ چنانچہ سخاوت اور شجاعت اور حلم اور عفو اور عدل اپنے اپنے موقعہ پر ایسے کمال سے ظہور میں آئے کہ صفحۂ دنیا میں اس کی نظیر ڈھونڈنا لا حاصل ہے۔ اپنے دونوں زمانوں میں ضعف اور قدرت اور ناداری اور ثروت میں تمام جہان کو دکھلا دیا کہ وہ ذات پاک کیسی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی جامع تھی اور کوئی انسانی خُلق اخلاق فاضلہ میں سے ایسا نہیں

ہے جو اس کے ظاہر ہونے کے لئے آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک موقعہ نہ دیا۔ شجاعت، سخاوت، استقلال، عفو، حلم وغیرہ وغیرہ تمام اخلاق فاضلہ ایسے طور پر ثابت ہو گئے کہ دنیا میں اس کی نظیر کا تلاش کرنا طلب محال ہے‘‘۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۰)

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاقِ فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوتِ قُدسی اَور عقدِ ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دُعاؤں کی قبولیت کے۔ غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بے جا ضد اور عداوت نہ ہو، صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں‘‘۔

(الحکم ۱۰/اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے مُتَمِّم ہیں اور اِس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپ کے اخلاق کا قائم کیا ہے‘‘۔ (الحکم ۱۰/مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۸)

’’جو اخلاقِ فاضلہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُن اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۵) تُو خُلقِ عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے ...... جہاں تک اخلاق فاضلہ وشمائلہ حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء:۱۱۴) یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب ۴۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا''۔ (براہین احمدیہ جلد چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۰۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اوّل المسلمین ٹھہرے تو اِس کا یہی باعث ہوا کہ اَوروں کی نسبت علوم معرفتِ الٰہی میں اَعلم ہیں۔ یعنی علم ان کا معارفِ الٰہیہ کے بارے میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے ان کا اِسلام بھی سب سے اعلیٰ ہے اور وہ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْن ہیں''۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۸۶، ۱۸۷)

''اس کے رسول اُمّی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمد اور احمد ہے۔ یہ دونوں نام اس کے وہ ہیں کہ جب حضرت آدم کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے تو سب سے اوّل یہی دو نام پیش ہوئے تھے کیونکہ اس دنیا کی پیدائش میں وہی دو نام علّت غائی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے علم میں وہی اشرف اور اقدم ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ ان دونوں ناموں کے تمام انبیاء علیہم السلام سے اول درجہ پر ہیں اور بباعث اس کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نبوت کے علم ختم ہو گئے اور آپ پر کامل اور جامع طور پر وحی نازل کی گئی اور آخری معارف اور وہ سب کچھ جو پہلوں اور پچھلوں کو دیا گیا تھا آپ کو عطا ہوا۔ ان تمام وجوہ سے آپ خاتم الانبیاء ٹھہرے اور ہر ایک سفید اور سیاہ کی طرف آپ کو بھیجا اور ہر ایک اندھے اور بہرے اور گونگے کی اصلاح کیلئے آپ کو پسند فرمایا اور خدا تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے عطر سے اس قدر آنجناب کو معطّر کیا کہ اس سے پہلے کوئی نبی اور رسول نہیں کیا گیا''۔ (نجم الہدیٰ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۔۴)

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم

بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی...... درحقیقت محمد کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ محمد کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہوسکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی‘‘۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۳۴۳)

’’مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامِل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیّدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں‘‘۔

(اربعین نمبر ا روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۴۵)

’’وجودِ باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر یک نبی کے لئے متمم اور مُکمّل ہے‘‘۔

(براہینِ احمدیہ حصّہ سوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۲۹۲ حاشیہ نمبر ۱۱)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وُجُودِ باجُود سے انبیاء علیہم السلام کو ایسی ہی نسبت ہے جیسی کہ ہلال کو بدر سے ہوتی ہے‘‘۔ (الحکم ۱۰ر جنوری ۱۸۹۹ء صفحہ ۷)

’’اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دُنیا کا مُربیٔ اعظم ہے یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فسادِ اعظم دُنیا کا اِصلاح پذیر ہوا۔ جس نے توحیدِ گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین پر قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہبِ باطلہ کو حُجّت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہر یک گمراہ کے شُبہات مٹائے‘‘۔ (براہینِ احمدیہ حصّہ دوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۹۷ حاشیہ نمبر ۶)

’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدّد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اِس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی

شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی''۔ (لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۲۰۶)

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسُولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی''۔ (سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ صفحہ ۸۲)

''دنیا میں صرف دو زندگیں قابلِ تعریف ہیں۔ (۱) ایک وہ زندگی جو خود خدائے حی قیوم مبدءِ فیض کی زندگی ہے۔ (۲) دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے اور اب بھی دیتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مُردہ ہے نہ زندہ اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اُس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا''۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ ۱۴۰)

''اگر کوئی نبی زندہ ہے تو وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اکثر اکابر نے

حیات النبی پر کتابیں لکھی ہیں اور ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایسے زبردست ثبوت موجود ہیں کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ منجملہ ان کے ایک یہ بات ہے کہ زندہ نبی وہی ہو سکتا ہے جس کے برکات اور فیوض ہمیشہ کے لئے جاری ہوں‘‘۔

(الحکم ۱۷؍فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اُٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اُس کو بخشی جاتی ہے‘‘۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۲۱)

’’وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔

(برکات الدعا روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰، ۱۱)

’’ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازِل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا‘‘۔ (نسیم دعوت روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۳)

’’حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمینِ حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دُنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا‘‘۔

(دافع البلاء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰)

’’تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سوتم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھواور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے‘‘۔ (کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۱۳، ۱۴)

’’قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ (اٰل عمران:۸۲) پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوئے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ۳۰۰)

’’وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحیٰی اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ

وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ‘‘۔ (اتمام الحجۃ روحانی خزائن جلد۸ صفحہ۳۰۸)

’’چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت وحیا وصدق وصفا وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل واعلیٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفا تھے اس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین وآخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر وپاک تر ومعصوم تر وروشن تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو‘‘۔ (سُرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ۷۱ حاشیہ)

’’ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمّتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گزشتہ قصے اور کہانیاں اُن کے پاس ہیں مگر یہ اُمّت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے‘‘۔ (کتاب البریّہ روحانی خزائن جلد۱۳ صفحہ۱۵۵ حاشیہ)

’’منجملہ دلائلِ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہ ہے کہ وہ عین ضرورت کے وقت میں آئے اور اِس دُنیا سے کوچ نہ کیا جب تک کہ دین کے امر کو کمال تک نہ پہنچا دیا اور اگر دوسرے معجزات کا حال پوچھو تو بخدا کہ وہ اس قدر ہیں کہ ہم گِن نہیں سکتے اور اسلامی کتابیں ان میں سے بہت سے معجزات سے بھری پڑی ہیں اور قوم میں مشہور اور متواتر ہیں۔ پھر یہ بھی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات جیسا کہ اوّل زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے ایسا ہی وہ اس زمانہ میں بھی ظاہر ہو رہے ہیں‘‘۔ (نجم الہُدیٰ روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ۴۵)

’’تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود اور سلام اُس کے نبیوں کے سردار پر جو اُس کے دوستوں میں سے برگزیدہ اور اُس کی مخلوق اور ہر یک پیدائش میں سے پسندیدہ اور خاتم الانبیاء اور فخر اولیا ہے۔ ہمارا سیّد، ہمارا امام، ہمارا نبی

محمد مصطفیٰ جو زمین کے باشندوں کے دل روشن کرنے کے لئے خدا کا آفتاب ہے اور سلام اور درود اُس کی آل اور اُس کے اصحاب اور ہر یک پر جو مومن اور حبل اللہ سے پنجہ مارنے والا اور متقی ہو اور ایسا ہی خدا کے تمام نیک بندوں پر سلام''۔ (نور الحق حصہ اوّل روحانی خزائن جلد۸ صفحہ۲)

''عند العقل قرب الٰہی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلّم ہے جس کی شعاعیں ہزار ہا دلوں کو منور کر رہی ہیں۔ اور بے شمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کر کے نور قدیم تک پہنچا رہی ہیں۔

وللّٰه درّ القائل ؎

محمدِؐ عربی بادشاہِ ہر دو سرا
کرے ہے روحِ قدس جس کے در کی دَربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اُس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشوائی کے لئے قبول کیا اور قرآنِ شریف کو رہنمائی کے لئے اختیار کر لیا۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰی قَلْبَنَا لِحُبِّهٖ وَلِحُبِّ رَسُوْلِهٖ وَجَمِیْعِ عِبَادِهِ الْمُقَرَّبِیْنَ**''۔ (سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد۲ صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰ حاشیہ)

''اگر کسی نبی کی فضیلت اُس کے اُن کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** کی دُنیا میں کوئی نظیر نہیں''۔

(تبلیغ رسالت جلد۶ صفحہ۱۰، مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ۹ بار دوم)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجٰی یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اِس نے ہیں اُتارے
مَیں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پَردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی ، وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
آنکھ اُس کی دُور بیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مَہ لقا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۴۵۶)

''پاک محمدؐ مصطفٰی نبیوں کا سردار''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۸۳)

''برتر گُمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۴۷ حاشیہ)

''زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیا مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا
میرا بُستان کلامِ احمدؐ ہے''

(دافع البلاء روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ ۲۴۰)

''کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اِک معجزہ
معنٔی رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نُور تھے
قومِ وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

روشنی میں مہرِ تاباں کی بھلا کیا فرق ہو!
گرچہ نکلے روم کی سرحد سے یا از رنگبار’’

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۴۴)

‘‘مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے’’

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۲۵۔۲۲۶)

قرآنِ مجید

’’تمام خیر اور بھلائی قرآن میں ہے‘‘۔

'' تمام خیر اور بھلائی قرآن میں ہے بجز اُس کے اور کسی جگہ سے بھلائی نہیں مِل سکتی''۔ (تذکرہ ایڈیشن۲۰۰۴ء صفحہ ۷۰)

'' اس کی پیروی پرہیزگاری کا طریق ہے''۔ (خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد۱۶ صفحہ۹۷)

'' قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں!''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ۵۴۲ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

'' قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے اور وہ حَکَم ہے یعنی فیصلہ کرنے والا اور وہ مُھَیْمِن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے۔ اس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمعیّت کو تتّر بتّر کر دیا اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور اس میں آئندہ اور گزشتہ کی خبریں موجود ہیں اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے، نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ خدا تعالیٰ کا نُور ہے''۔ (خطبۂ الہامیہ روحانی خزائن جلد۱۶ صفحہ۱۰۳)

'' قرآن مجید ایک ایسا لعل تاباں اور مہر درخشاں ہے کہ اس کی سچائی کی کرنیں اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی چمکیں نہ کسی ایک یا دو پہلو سے بلکہ ہزار ہا پہلوؤں سے ظاہر ہو رہی ہیں اور جس قدر مخالف دین متین کوشش کر رہے ہیں کہ اس ربانی نور کو بجھاویں اُسی قدر وہ زور سے ظاہر ہوتا اور اپنے حسن اور جمال سے ہر یک اہل بصیرت کے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے ...... اس ازلی نور نے آپ اپنے منجانب اللہ ہونے کا ہر یک پہلو سے ثبوت دیا ہے اس میں یہ ایک عظیم الشان خاصیت ہے کہ وہ اپنی تمام ہدایات اور کمالات کی نسبت آپ ہی دعویٰ کرتا اور آپ ہی اس دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے اور یہ عظمت کسی اور کتاب کو نصیب نہیں''۔

(مِنَنُ الرَّحْمٰن روحانی خزائن جلد۹ صفحہ۱۲۸)

'' الٰہی کتابوں میں سے اعلیٰ اور ارفع اور اتم اور اکمل اور خاتم الکتب صرف قرآن کریم ہی ہے اور وہی اُمُّ الکتب ہے ...... وہ کتاب جو اصل اور کامل اور الہامی زبان میں نازل ہوئی ہے وہ صرف قرآن ہی ہے''۔ (مِنَنُ الرَّحْمٰن روحانی خزائن جلد۹ صفحہ۱۳۰)

’’قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں اپنی حکمتوں اپنی صداقتوں اپنی بلاغتوں اپنے لطائف و نکات اپنے انوارِ روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اس کی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے اور بلند آواز سے هَلْ مِنْ مُّعَارِضٍ کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقائق حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحرِ ذخّار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت نہیں جو اُس سے باہر ہو کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو اور یہ باتیں بلا ثبوت نہیں۔ (براہین احمدیہ حصّہ چہارم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۴ حاشیہ نمبر۱۱)

’’یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن کریم بذات خود معجزہ ہے اور بڑی بھاری وجہ اعجاز کی اس میں یہ ہے کہ وہ جامع حقائق غیر متناہیہ ہے۔ مگر بغیر وقت کے وہ ظاہر نہیں ہوتے۔ جیسے جیسے وقت کے مشکلات تقاضہ کرتے ہیں وہ معارف خفیہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں‘‘۔

(ازالۂ اوہام حصّہ دوم روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۴۶۶)

جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر یک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر یک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یوروپین یا امریکن یا کسی اَور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر یک زمانہ کے خیالات کو مقابلہ کرنے کے لئے مسلّح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامّہ نہیں ٹھہر سکتا تھا......اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز

ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر یک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے‘‘۔

(ازالۂ اوہام حصّہ اوّل روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷)

’’فُرقانِ مجید باوجود اُن تمام کمالاتِ بلاغت وفصاحت واحاطۂ حکمت ومعرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذاتِ بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اُس کا سچا اِتّباع انسان کو مستقیم الحال اور مُنوَّرُ الباطِن اور مُنْشرحُ الصدر اور مقبولِ الٰہی اور قابلِ خطاب حضرتِ عزّت بنا دیتا ہے اور اُس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فُیُوضِ غیبی اور تائیداتِ لاریبی اُس کے شاملِ حال کردیتا ہے کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں‘‘۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۲۸۔ ۵۲۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

’’قرآنِ شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علومِ حِکمیّہ اور اپنے مَعَارِفِ دِقیقہ اور بلاغتِ کاملہ کی رُو سے معجزہ ہے‘‘۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)

’’قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیّہ اور اپنے معارفِ دقیقہ اور بلاغتِ کاملہ کی رُو سے معجزہ ہے۔ موسیٰؑ کے معجزہ سے بڑھ کر۔ اور عیسیٰؑ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ‘‘۔

(تبلیغِ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۸ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۵ بار دوم)

’’قرآن شریف ایسا معجزہ ہے کہ نہ اوّل مثل ہوا اور نہ آخر کبھی ہوگا۔ اس کے فیوض وبرکات کا در ہمیشہ جاری ہے اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا علاوہ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر شخص کا کلام اس کی ہمت کے موافق ہوتا ہے جس قدر اس کی ہمت اور عزم اور مقاصد عالی ہوں گے اسی پایہ کا وہ کلام ہوگا اور وحی الٰہی میں بھی یہی رنگ ہوتا ہے جس شخص کی طرف اس کی وحی آتی ہے جس قدر رہمت بلند رکھنے والا ہوگا اسی پایہ کا کلام اسے ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی ہمت و استعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اس لئے آپ کو جو کلام ملا وہ بھی اس پایہ اور رتبہ کا ہے کہ دوسرا کوئی شخص اس ہمت اور حوصلہ کا کبھی پیدا نہ ہوگا''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۰، ۴۱ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

''وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے۔ وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مِل سکتا۔ کاش جو مَیں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو مَیں نے سُنا ہے وہ سُنیں اور قصّوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۲)

''سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوار یقین اور تواتر سے بھرا ہوا اور ہماری روحانی بھلائی اور ترقی علمی کے لئے کامل رہنما ہے قرآن کریم ہے جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصل کرنے کا متکفل ہو کر آیا ہے''۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۸۱)

''خَاتَمُ النَّبِیِّیْن کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خَاتَمُ الْکُتُب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۶ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

''مَیں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ مَیں دنیاداری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی۔ میں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حِکمت سے بھرا ہوا پایا...... اور وہ برکت جس کے لئے مذہب قبول کیا جاتا ہے، اُس کو یہ کلام آخر انسان کے دِل پر وارد کر دیتا ہے اور خدا کے فضل کا اس کو مالک بنا دیتا ہے۔ پس کیونکر ہم روشنی پا کر پھر تاریکی میں آویں اور آنکھیں پا کر پھر اندھے بن جاویں''۔ (سناتن دھرم روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۷۴)

''آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فُرقانِ مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جس کے اُصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فِطرتی پر مبنی ہیں جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویّہ اُن کی صداقت پر شاہدِ ناطِق ہیں''۔ (براہین احمدیہ حصّہ دوم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۸۱،۸۲)

''پاک اور کامِل تعلیم قُرآنِ شریف کی ہے جو اِنسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قُرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگزر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرینِ مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مُجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے''۔ (چشمۂ مسیحی روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۳۴۶)

''ہمارا خداوند کریم کہ جو دلوں کے پوشیدہ بھیدوں کو خوب جانتا ہے اِس بات پر گواہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ذرّہ کا ہزارم حصّہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اُس کے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرّہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اُس سے بہتر ہو تو ہم سزائے مَوت بھی قبول کرنے کو تیار ہیں''۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۲۹۸ حاشیہ نمبر۲)

''قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اُس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں اور وہ اِس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی''۔ (مضمون جلسہ لاہور منسلکہ چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ ۴۰۹)

''جو کچھ قرآن شریف نے توحید کا تخم بلادِ عرب، فارس، مصر، شام، ہند، چین، افغانستان، کشمیر وغیرہ بلاد میں بو دیا ہے اور اکثر بلاد سے بُت پرستی اور دیگر اقسام کی مخلوق پرستی کا تخم جڑ سے اُکھاڑ دیا ہے یہ ایک ایسی کارروائی ہے کہ اس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں پائی جاتی''۔ (چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ ۷۷)

''اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم ......اور قرآن شریف جو سچّی اور کامِل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے۔ جس کے ذریعہ سے حقّانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شُبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حقّ الیقین کے مقام پر پہنچ جاتا ہے''۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۵۷، ۵۵۸۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

''وہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ کہ جس سے بغیر تکلیف اور مُشقّت اور مزاحمت شکوک اور شُبہات اور خطا اور سہو کے اُصولِ صحیحہ معہ اُن کی دلائلِ عقلیہ کے معلوم ہو جائیں اور یقین کامل سے معلوم ہوں وہ قرآن شریف ہے اور بجُز اُس کے دُنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں اور نہ کوئی ایسا دوسرا ذریعہ ہے کہ جس سے یہ مقصدِ اعظم ہمارا پورا ہو سکے''۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۷۷)

''قرآن عمیق حکمتوں سے پُر ہے اور ہر ایک تعلیم میں انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کے لئے آگے قدم رکھتا ہے۔ بالخصوص سچّے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ دُنیا میں نہ آیا ہوتا تو خدا جانے دُنیا میں مخلوق پرستی کا عدد کس نمبر تک پہنچ جاتا۔ سو شکر کا مقام ہے کہ خدا کی وحدانیت جو زمین سے گُم ہوگئی تھی دوبارہ قائم ہوگئی''۔ (تحفۂ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۲)

''تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سَو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ

ہے افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سر چشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مُصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں''۔ (کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۶، ۲۷)

''قرآنِ مجید خَاتَمُ الْکُتُبِ ہے۔ اس میں اب ایک شُعشہ یا نُقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۵۳ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

''قرآن کا ایک نُقطہ یا شُعشہ بھی اوّلین اور آخرین کے فلسفہ کے مجموعی حملہ سے ذرہ سے نقصان کا اندیشہ نہیں رکھتا۔ وہ ایسا پتھر ہے کہ جس پر گرے گا اُس کو پاش پاش کرے گا اور جو اُس پر گرے گا وہ خود پاش پاش ہو جائے گا''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۵۷ حاشیہ)

''جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اُس پہ آساں ہے‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ۱۹۸ تا۲۰۲)

’’نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلی نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اَعمٰی نکلا‘‘

(براہین احمدیہ جلد سوم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۳۰۵، ۳۰۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲)

’’شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھلا یہ ہے
کیا وصف اُس کے کہنا ہر حرف اُس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں
خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ھُدیٰ یہی ہے
اُس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گزریں اَب دن چڑھا یہی ہے
اُس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بُلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے
کہتے ہیں حسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دِلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے‘‘

(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۴۵۵)

’’ہے شکر ربِّ عزّ وجل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اُس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اُس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہوگیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہوگیا
اُس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اُس سے خدا کا چہرہ نمودار ہوگیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہوگیا
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے!
بے اُس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے‘‘

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ ۱۱، ۱۲)

’’اِک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار
ایک فرقاں ہے جو شک اور ریب سے وہ پاک ہے
بعد اس کے ظنِّ غالب کو ہیں کرتے اختیار‘‘

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ ۱۴۷)

”اے عزیزو سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے
سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اوصاف کیا کروں میں بیاں
وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اک جاں
وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر
اس سے انکار ہوسکے کیونکر
بحر حکمت ہے وہ کلام تمام
عشق حق کا پلا رہا ہے جام
درد مندوں کی ہے دوا وہی ایک
ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خور ہدیٰ وہی ایک
ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک
اس کے منکر جو بات کہتے ہیں
یونہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہوکہ میرے پاس آویں
میرے منہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں
مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں“

(براہین احمدیہ حصّہ سوم روحانی خزائن جلد۱ صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر۲)

ضمیمہ نمبر ۱۰

ہمارا موٴقف

بانیٔ سلسلہ احمدیہ

کو

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

سے

ایک ''احقر خادم'' کی نسبت ہے

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ختمِ نبوت کا اقرار اور حضرت خاتم النّبیّین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خَاتَمُ النَّبِیّیْن ہونے پر ایمان کا نہایت شدّ ومدّ سے اعلان فرمایا ہے، جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:-

(الف) ”مَیں جناب خاتم الانبیاء کی نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختمِ نبوت کا مُنکر ہو اُس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں“۔

(تقریر واجب الاعلان ۲۳؍اکتوبر ۱۸۹۰ء)

(ب) ”ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبِّ لُباب یہ ہے کہ **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اِس دُنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالیٰ اِس عالمِ گزران سے کُوچ کریں گے، یہ ہے کہ حضرت سیّدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیّین وخیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اِکمالِ دین ہو چکا اب وہ نعمت بمرتبۂ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے“۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

(ج) ”سیّدنا ومولانا سیّد الکُل وافضل الرسل حضرت خاتم النّبیّین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ...... ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اُسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے“۔

(توضیح مرام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۶۲)

(د) ”عقیدہ کے رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے“۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵، ۱۶)

(ھ) ’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صُلح کر سکتے ہیں لیکن اُن لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر، جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے، ناپاک حملے کرتے ہیں‘‘۔ (پیغامِ صلح روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ ۴۵۹)

(و) ’’اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دِلی عزیزوں کو جو دُنیا کے عزیز ہیں، ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذِلّت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو وَاللہ ثُمَّ وَاللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دِل نہ دُکھتا جو اِن گالیوں اور اس توہین سے، جو ہمارے رسولِ کریمؐ کی کی گئی، دُکھا‘‘۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۵۲)

☆☆☆

سوال

۱- باوجود اِس اعلان کے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

۲- کیا اُمّتِ محمدیہ کے موعود کے لئے اِس قسم کی نبوت کا ذکر سلف صالحین کی کتب میں موجود ہے؟

۳- اگر سلفِ صالحین کی کتب میں بھی اس قسم کا ذکر موجود تھا تو علمائے وقت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر اس دعویٰ کی وجہ سے کُفر کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں؟

جواب

شق اوّل:-

یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس نبوت کا ہرگز دعویٰ نہیں فرمایا جو عوام بلکہ علماء کے ذہنوں میں بھی موجود ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لاتا ہے۔ نبی وہ ہوتا ہے جو کسی پہلے نبی کا پَیرو اور اُس کی اتّباع کی برکت سے نبی نہیں ہوتا، بلکہ مستقل نبی ہوتا ہے کسی اور نبی کا تابع نہیں ہوتا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے واضح الفاظ میں اس کی تردید فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:-

> ''اب بجُز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو''۔
>
> (تجلیاتِ الٰہیہ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۴۱۲)

جہاں تک سرورِ کونین حضرت خاتم النّبییّن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت کا سوال ہے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنا مقام ایک ادنیٰ غلام کا مقام بیان فرمایا ہے تحریر فرماتے ہیں:-

> ''یہ عاجز بھی اُس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سیّد الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے''۔
>
> (براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

آپ نے بار بار فرمایا کہ مَیں صاحبِ شریعت نبی نہیں ہوں مَیں قرآنِ مجید کا متبع ہوں۔ نیز فرمایا کہ مَیں مستقل طور پر نبی نہیں ہوں مَیں مہدی اور مسیح ہوں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور آپؐ سے فیض یاب اور آپ کا اُمّتی ہوں اور آپ ہی کی بشارات اور وعدوں کے مطابق مبعوث کیا گیا ہوں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو اُمّتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا ہے نہ کہ براہِ راست''۔
>
> (تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۱ حاشیہ)
>
> ''کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قُرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے''۔
>
> (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۰)
>
> ''نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرتِ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی''۔ (ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۷)
>
> ''مَیں نے محض خدا کے فضل سے، نہ اپنے کسی ہُنر سے اِس نعمت سے

کامل حصّہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد و مولیٰ، فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اُس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اِس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصّہ پا سکتا ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۶۴، ۶۵)

’’خدا نے جو اُسؐ کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اس کو دیں وہی ہے جو سرچشمہ ہر اِک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار اِفاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محرومِ ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں؟ اور ہماری حقیقت کیا ہے؟ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۱۱۹)

’’مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچّی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے اور اُسی کامل انسان پر علومِ غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دُنیا میں کسی مذہب والا رُوحانی برکات میں

اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مَیں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے، اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پَیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں"۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵، ۳۴۶)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بار بار فرمایا ہے کہ میری مستقل حیثیت کوئی نہیں اور نہ مَیں مستقل نبی ہوں۔ مَیں صرف ان معنوں میں نبی ہوں کہ شریعتِ کاملہ محمدیہ کو قائم کرنے اور نافذ کرنے کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ مَیں کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔

آپ نے فرمایا کہ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے جو ہتھیار حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مجھے دیئے گئے ہیں وہ معقولی اور علمی بھی ہیں اور آسمانی نشانات بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود مجھے دینِ اسلام کی حمایت کے لئے حجج قاطعہ عطا فرمائے ہیں۔

آج ایک دنیا معترف ہے کہ ان دلائل و براہین اور آسمانی نشانوں کو ردّ نہیں کیا جاسکتا چنانچہ CECIL NORTHCOTT لکھتا ہے:-

March of Islam in West Africa

Sierra Leone is the chosen ground in West Africa for the Ahmadiyya Muslims Who, strongly directed form Pakistan, are entrenching themselves in this small State.

Medical Mission and Schools:

The Ahmadiyya Movement claims to express Islam In ways Pertinent to the modern world, and to answer the challenge of Christianity. It is now proposing to set up a medical mission in Sierra Leone, and its schools are increasing in number.

Along the West Africa Islam, according to the most recent authoritative survey. Progress 10 times more repidly than Christianity.

(The Pakistan Times, Lahore, 11th December, 1960)

کیتھولک ہیرلڈ (نائیجیریا) ۱۹؍ اگست ۱۹۵۵ء میں عیسائی مشن کے ایک سرکردہ ممبر نے لکھا:-

> ’’آج سے تیس سال قبل مسلمان نہایت پسماندگی کی حالت میں زندگی گزار رہے تھے لیکن جب سے احمدیہ جماعت نے اپنے ترقی پسندانہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانا شروع کیا ہے مسلمانوں میں حیرت انگیز تبدیلی واقع ہوگئی ہے‘‘۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ترجمۂ قرآن کے دیباچہ میں لکھا ہے:-

> ’’اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اُٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا...... حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسمِ خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اُس کے خیال میں کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے اور لیفرائے اور اُس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ مَیں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اُس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اِس ترکیب سے

اُس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی‘‘۔

(دیباچہ صفحہ ۳۰۔ مرتب و ناشر مولوی نور محمد قادری نقشبندی چشتی
مالک اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے مزید فرمایا:-

چونکہ مجھے اِس زمانہ میں دینِ اسلام اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیّت ثابت کرنے اور ادیانِ باطلہ پر اتمامِ حُجت کے لئے بھیجا گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیش خبریاں بتائی ہیں۔ آسمانی نشان دیئے ہیں اور انبائے غیبیہ سے مجھے مشرّف کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں اِس کو نبوت کہتے ہیں۔ مَیں انہی معنوں میں نبی ہوں۔

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:-

’’نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے اُمورِ غیبیہ کھلتے ہیں‘‘۔

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰)

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے اپنی وفات سے ایک روز قبل بھی یہی اعلان فرمایا:-

’’یہ الزام جو میرے ذمّہ لگایا جاتا ہے کہ گویا مَیں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ مَیں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآنِ شریف کی پَیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعتِ اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کُفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ مَیں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اِس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تُہمت ہے اور جس بناء پر مَیں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیّت کا قُرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں اُمور کی کثرت کی وجہ سے اُس نے میرا نام نبی رکھا ہے‘‘۔

(اخبارِ عام لاہور ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۷ مشمولہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۳۲۔۱۳۳)

شق دوم:

جس قسم کی نبوت کا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے دعویٰ فرمایا ہے اس کا ذکر آنے والے موعود کے لئے سلفِ صالحین کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے موعود کو چار مرتبہ نَبِــــیُّ اللّٰہ کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت النّواس بن سمعان سے یہ روایت موجود ہے۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

اُمّت کے سلفِ صالحین آنے والے موعود کو بہر حال نبی مانتے آئے ہیں۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

’’قولوا انّهٗ خاتم النّبيّن و لا تقولوا لا نبيّ بعده‘‘۔

(تفسیر دُرِّ منثور زیرِ تفسیر الاحزاب: ۴۰ مرتبہ الشیخ العلامہ جلال الدین سیوطیؒ ولادت ۸۴۹ھ/ ۱۴۴۵ء وفات ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

محدثِ اُمّت حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ (ولادت ۹۱۴ھ/ ۱۵۰۹ء وفات ۹۸۶ھ/ ۱۵۷۸ء) فرماتے ہیں:-

> ''ھٰذَا اَیْضًا لَایُنَا فِیْ حَدِیْثَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ لِاَنَّہٗ اَرَادَ لَا نَبِیَّ یَنْسَخُ شَرْعَہٗ''۔ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

حضرت عائشہؓ کا قول حدیث لا نبی بعدی کا مخالف نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہ ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر دے۔

حضرت محی الدین ابن عربی ممتاز ہسپانوی مفسّر اور پیشوائے طریقت اور سرتاجِ صوفیاء (ولادت ۵۶۰ھ/ ۱۱۶۵ء وفات ۶۳۸ھ/ ۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں:-

> ''فالنبّوۃ ساریۃ الٰی یوم القیامۃ فی الخلقِ و ان کان التشریع قد انقطع. فالتشریع جزء من اجزاء النبّوۃ''۔
>
> (فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۹۰ باب ۷۳ مطبوعہ دار صادر بیروت)

ترجمہ: یہ نبوت مخلوق میں قیامت تک جاری ہے۔ اگرچہ شریعت کا لانا منقطع ہو گیا پس شریعت کا لانا نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے مایۂ ناز محدث شارحِ مشکوٰۃ شریف اور اہلسُنّت کے مشہور امام حضرت امام علی القاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء) فرماتے ہیں:-

> ''مع ھذا لو عاش ابراھیم و صار نبیّا و کذالو صار عمر نبیّا لکانا من اتباعہ علیہ السلام کعیسٰی و الخضرو الیاس علیھم السلام فلا ینا قض قولہ تعالٰی خاتم النّبییّن اذ المعنی انّہ لایاتی نبی بعدہ ینسخ ملّتہ و لم یکن من امّتہ''۔

(موضوعاتِ کبیر ملا علی قاری صفحہ ۵۸، ۵۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی)

ترجمہ: بایں ہمہ اگر (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ) ابراہیم زندہ رہتے اور نبی بن جاتے نیز حضرت عمر بھی نبی ہو جاتے تو وہ دونوں بھی حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نبیوں میں سے ہوتے۔ پس حدیث (لو عاش لکان صدّیقاً نبیّا) اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النّبیّین کے ہرگز مخالف نہیں کیونکہ خاتم النّبیّین کے تو یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوسکتا جو آپ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ کا اُمتی نہ ہو۔

شیعہ مسلک کی مشہور کتاب بحارالانوار میں لکھا ہے:-

> **”یقول یا معشر الخلائق الا ومن اراد ان ینظر الیٰ ابراھیم واسماعیل فھا انا ذا ابراھیم و اسماعیل الا ومن اراد ان ینظر الیٰ موسیٰ و یوشع فھا انا ذا موسیٰ ویوشع اَلا و من اراد ان ینظر الیٰ عیسیٰ و شمعون فھا انا ذا عیسیٰ و شمعون اَلا و من اراد ان ینظر الیٰ محمد و امیر المؤمنین صلوٰت اللہ علیہ فھا اَنا ذا محمد صلی اللہ علیہ والہ و امیر المؤمنین“۔** (بحارالانوار جلد۱۳ صفحہ۲۰۲)

ترجمہ: امام مہدی کہیں گے اے لوگوں کے گروہ! جو چاہتا ہو کہ وہ ابراہیم اور اسمٰعیل کو دیکھے تو مجھے دیکھ لے کہ مَیں ابراہیم اور اسماعیل ہوں اور جو شخص موسیٰ اور یوشع کو دیکھنا چاہے تو وہ موسیٰ اور یوشع مَیں ہوں اور جو چاہے کہ عیسیٰ اور شمعون کو دیکھے تو مَیں وہی عیسیٰ اور شمعون ہوں اور جو چاہتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیرالمؤمنین صلوٰت اللہ علیہ کو دیکھے تو سُنو! وہ محمد اور امیرالمؤمنین مَیں ہوں۔

(جانشینِ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانئ دارالعلوم دیوبند (ولادت ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۳ء وفات ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) فرماتے ہیں:-

> ''اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔

(تحذیرالنّاس صفحہ ۲۵ مطبوعہ خیرخواہ سرکار پریس سہارنپور)

شق سوم:

اوپر کی عبارات سے ظاہر ہے کہ سلفِ صالحین اِس بات کے قائل تھے کہ اُمّت میں غیرتشریعی امتی نبی آسکتا ہے اوراس کا آنا ختمِ نبوت کے منافی نہیں۔ اس لئے یہ بھی بالکل عیاں ہے کہ اُمّتی نبی، مہدی یا مسیح ہونے کا دعویٰ اپنی ذات میں ایسا دعویٰ نہیں جس کے نتیجہ میں کوئی ختمِ نبوت کا منکر اوردائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر موجودہ علماء حضرات بانئ سلسلہ احمدیہ پر کُفر کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں۔ تو ہم اِس بارہ میں اتنا ہی عرض کرسکتے ہیں کہ ''اولیائے اُمّت'' پہلے سے اس کی خبر دے چکے ہیں۔ متعدد حوالہ جات میں سے صرف چندایک حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں۔

دنیائے اسلام کے ممتاز اور بلند پایہ صوفی اور مفسّر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے پیشگوئی فرمائی:۔

> **''و اذا خرج هٰذا الامام المهدىّ فليس لهٗ عدوّمبين الّا الفقهاء خاصة فانهم لا تبقى لهم رياسة و لا تمييز عن العامّة''۔**

(فتوحاتِ مکّیہ جلد۳ باب ۳۶۶ صفحہ ۳۳۶ مطبوعہ دارصادر بیروت)

یعنی: جب یہ امام مہدی آئیں گے توان کے سب سے زیادہ دشمن اورمخالف ومعاندِ شدید اُس زمانہ کے علماء اورفقہاء ہوں گے کیونکہ (مہدی موعود کی بعثت کے بعد) اُن کی عوام پر برتری اوران کا امتیاز باقی نہ رہے گا۔

قطب الاقطاب حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۹۷۱ھ/۱۵۶۴ء

وفات ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) نے فرمایا:-

’’نزدیک است کہ علمائے ظواہر مجتہدات اُو را علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام از کمال دقّت وغموض مأ خذ انکار نمایند ومخالف کتاب وسُنّت دانند‘‘۔

(مکتوباتِ امام ربّانی جلد۲ مکتوب ۵۵ صفحہ ۱۰۷)

علمائے ظواہر حضرت عیسیٰ علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجتہدات سے ان کے مأ خذ کے کمال دقیق اور پوشیدہ ہونے کے باعث انکار کر جائیں گے اور ان کو کتاب وسُنّت کے مخالف جانیں گے۔

جناب نواب صدیق حسن خان صاحب (ولادت ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۵ء وفات ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء) نے لکھا:-

’’چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیائے سُنّت و اماتتِ بدعت فرماید، علمائے وقت کہ خُوگرِ تقلیدِ فقہا و اقتدائے مشائخ و آباءِ خود باشند۔ گویند ایں مرد خانہ برانداز دین وملّتِ ماست وبمخالفت برخیزند بحسبِ عادتِ خود حکم بتکفیر وتذلیل وے کنند‘‘۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ)

ترجمہ: جب امام مہدی علیہ السلام سُنّتِ رسول کو جاری کرنے اور بدعت کو مٹانے کی جنگ میں مصروف ہوں گے علمائے زمانہ جو اپنے فقہاء کی تقلید اور اپنے مشائخ کی اقتداء کے خُوگر ہیں کہیں گے کہ یہ شخص تو ہمارے دین وملّت کے طریق کے برخلاف ہے اس لئے اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیں گے اور اپنی سابقہ عادت کے موافق ان کو کافر اور گمراہ قرار دینے لگیں گے۔

اس جگہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جہاں تک علماء کے کُفر کے فتویٰ کا تعلق ہے کوئی فرقہ اس سے محفوظ نہیں رہا جیسا کہ ’منیر انکوائری رپورٹ‘‘ میں ہے کہ فتوؤں کو دیکھا جائے تو کوئی ایک پاکستانی بھی مسلمان نہیں رہتا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس واضح ارشاد کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ ہے کہ

’’من صلّٰی صلٰوتنا و استقبل قبلتنا و أکل ذبیحتنا فذالک المسلم الّذی له ذمّة اللّٰہ و ذمة رسوله فلا تخفروا اللّٰہ فی ذمّتہٖ‘‘۔

(بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلة۔ مصری جلد۱ صفحہ۵۶)

ترجمہ: جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھالے وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی امان ہے۔ پس اللہ کی امان کے متعلق عہد کو مت توڑو!

خلاصہ کلام

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا کہ مَیں صرف اُمّتی نبی ہوں میرا اپنا کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے وہ سیّدنا ومولانا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جس طرح نظامِ شمسی میں چاند اپنے نُور کے لئے کامل طور پر سُورج کا محتاج ہوتا ہے اور سُورج کے نُور کے بغیر چاند کا اپنا کوئی معنوی وجود باقی نہیں رہتا اسی طرح روحانی دنیا میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود سراجِ مُنیر ہے اور آپؐ کے نُور کے کامل انعکاس سے فیضیاب ہوکر چودھویں صدی کو منور کرنے والا وجود ہرگز کسی علیحدہ اور مستقل فضیلت کا دعویدار نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے نُور کی ہر شعاع حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سرچشمۂ نور کی مرہونِ منت ہوگی اور اُس کے فیض کے بغیر کامل تاریکی ہوگی۔

بعینہٖ یہی صورت حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ کی ہے۔ چنانچہ آپ نے آنحضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نسبت بیان کرتے ہوئے فرمایا ؎

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں؟ بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تُو خُدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ضمیمہ نمبر ۱۱

صفاتِ باری کے مظہر اتم
انسانیت کے محسنِ اعظم
کی

عظیم رُوحانی تجلیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: -

> اس وعدہ کے مطابق کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا ہوگا امّتِ محمدیہ میں کروڑوں اربوں ایسے فدائی اور جاں نثار اور کامل متّبع پیدا ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق حقیقتِ محمدیہ کی معرفت عطا کی گئی تھی۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے طفیل ہم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم تجلّیاتِ روحانی مشاہدہ کیں اور ہماری جماعت بھی ان خادموں اور غلاموں میں سے ہے جن پر حقیقتِ محمدیہ منکشف ہوئی اور جنہیں مقامِ محمدیہ کی معرفت عطا کی گئی اور وہ علیٰ وجہ البصیرت ان باتوں پر قائم ہیں۔

اوّل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں۔ ہر نبی جو دنیا کی طرف مبعوث ہوا اور ہر وہ بزرگ متبع جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور جلال کو قائم کیا وہ اپنے اپنے ظرف کے مطابق مظہر صفات باری بنا لیکن وہ ایک ہی تھے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کہ جنہوں نے پورے طور پر اپنے وجود میں ان صفاتِ باری کو جذب کیا اور پھر اپنے وجود سے انہیں ظاہر کیا یعنی جن صفات کا تعلق اس عالمین سے ہے آپ ان کا مظہر بنے۔ ہمارے نزدیک یہی ایک وجود ہے جسے حقیقی اور کامل عرفان شیون باری عطا ہوا اور جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر اتم ٹھہرے اور پھر اس مقامِ محمدیت سے فیوض کی جو مختلف نہریں نکلتی ہیں۔ اس نورِ مجسم سے نور کے جو مختلف ستون

روحانی آسمانوں کی بلندیوں کی طرف اٹھتے ہیں ان کے ہی مختلف جلوے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ذات میں نظر آتے ہیں اور چونکہ آپ صفاتِ باری کے مظہرِ اتم تھے اس لئے ایک طرف اللہ تعالیٰ سے آپ کا پختہ تعلق تھا اور دوسری طرف آپ کا جو تعلق اس کے بندوں سے، بنی نوع انسان سے تھا وہ بھی اتنا پختہ اور اتنا وسیع تھا اور اتنا عمیق تھا کہ ہمیں کوئی انسان اس میں آپ کا مقابلہ کرتا نظر نہیں آتا۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور غمخواری ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہمیں آپ کی ذات میں نظر آتی ہے آپ نے صرف ان پر ہی نگاہ نہیں رکھی جو آپ کے گرد آپ کے زمانہ میں رہتے تھے، جو پروانوں کی طرح آپ کے نور کے ساتھ لپٹے رہتے اور آپ کی محبت میں آپ کے وجود کی چمک دیکھ کر آپ کے اس روحانی وجود کے گرد طواف کرتے رہتے تھے صرف ان پر ہی نگاہ نہیں رکھی اور ان کی ضرورتوں ہی کو نہیں سمجھا اور صرف ان کو ہی پورا کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا مظہرِ اتم اس وقت سے بنا دیا تھا کہ ابھی آدم اس دنیا میں وجود پذیر نہیں ہوا تھا اور اس وقت سے لے کر قیامت تک جتنے بھی انسان پیدا ہوئے ان سب پر آپ کی نگاہِ کرم تھی اور ان کی ضرورت کے مطابق آپ کا احسان ان لوگوں پر تھا۔

حضرت آدمؑ کے زمانہ میں اس وقت کی انسانی صلاحیت کے مطابق قرآنِ عظیم کا ایک حصہ انہیں عطا ہوا اور جب انسان نے روحانی ترقی کے مزید مدارج طے کر لئے تو حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ان کے زمانے کے مطابق اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں ان کی ضرورت کے مطابق اور حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ان کی قوم کی اس زمانے کی صلاحیت کے مطابق انہیں قرآنِ کریم کے حصے ملے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی آنکھ نے ان کے لئے جس چیز کی ضرورت محسوس کی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حکم سے وہی چیز ان کو عطا کر دی۔ آپ کی یہ مظہریت اتنی اتم اور اکمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آپ کے وجود کو ظلّی طور پر اپنا وجود ہی قرار دیا اور فرمایا:-

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ
كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۲﴾ (بنی اسرائیل:۸۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جَآءَ الْحَقُّ میں اَلْحَقُّ سے مراد خدا تعالیٰ کی ذات بھی ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بھی ہے اور قرآن کریم کی شریعت و ہدایت بھی ہے۔

پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہر اتم ہونے کے نتیجہ میں ہر پہلے اور پچھلے پر نظر رکھتے ہیں اور ان کی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور قرآن کے وہ حصے ان کو باذنِ الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملتے رہے جو ان کے مناسب حال تھے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ کس عظیم شان کے تھے ہمارے محمد خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم۔

وہ لوگ جنہیں حقیقتِ محمدیہ کا عرفان عطا ہوا جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسے انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاودانی حیات ملی ہے۔ ایک زندہ نبی، خدا کا پیارا نبی صرف ہمارا یہ نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر ہی ہے جسے دنیا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وآلہٖ کے نام سے جانتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جاودانی زندگی کا ہمیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس پاک ختم المرسلین کا افاضۂ روحانی قیامت تک جاری ہے اور آپ کی پیروی ہمیشہ ہی ہر زمانے میں اور ہر نسل کیلئے روحانی طور پر زندگی بخش ثابت ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی اگر کسی کو کچھ شبہ ہو تو آج ہم (جماعت احمدیہ) اس کی تسلی کرانے کے لئے تیار ہیں کہ حقیقی روحانی حیات کے مالک حضرت محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ حقیقی زندگی اور سچی زندگی اور ہمیشہ رہنے والی کامل زندگی وہ ہے جس سے ہمیشہ کے لئے فیوض کے سرچشمے پھوٹتے رہیں اور وہ تمام انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہو۔

پھر ہم جنہیں مقامِ محمدیہ کی معرفت ملی ہے ہم جانتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم نور کی حیثیت سے دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۵﴾ (النساء:۱۷۵)

اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۶ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ (النور:۳۶)

میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال دی گئی ہے یعنی ایک تفسیر اس کی یہ ہے کہ ''اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' کا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے اور ''مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ'' سے جس کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر اتم ہے یعنی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور اس آیت میں یہ بیان ہوا ہے کہ ایک طرف تو اپنی پیدائش اور خلق کے لحاظ سے ان قوتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عطا ہوئی تھیں آپ نورِ مجسم تھے اور اس نورِ مجسم پر جب آسمانوں سے اللہ تعالیٰ (جو سرچشمہ ہے تمام انوار کا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار بھی اسی سرچشمہ سے نکلتے ہیں) کی وحی نازل ہوئی تو آپ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ہوگئے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو خداداد نور تھے جو روحانی قوتوں اور استعدادوں کی شکل میں آپ کو عطا ہوئے تھے ان پر جب اللہ تعالیٰ کی وحی کا نور نازل ہوا تو کامل نور کی صورت آپ بنی آدم کی طرف مبعوث ہوئے اور آدمؑ سے لے کر ہر نبی نے آپ ہی کے نورِ نبوت سے اپنی شمعِ نبوت روشن کی۔

پھر ہم لوگ جو حقیقتِ محمدیہ کو پہچانتے ہیں جانتے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اخلاقِ فاضلہ کو اپنے وجود اور اسوہ میں جمع کرنے والے تھے جس کی جھلک ہمیں گزشتہ تمام انبیاء میں مختلف طور پر نظر آتی ہے۔ پس انبیائے ماسبق اور خدا تعالیٰ کے وہ

پیارے جو بعد میں پیدا ہونے والے تھے ان سب کے اندر ہمیں اخلاقِ فاضلہ کی جو جھلک نظر آتی ہے جو متفرق طور پر آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک بنی نوع انسان میں پھیلی ہوئی ہے وہ تمام اخلاق ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع نظر آتے ہیں۔ اسی لئے قرآنِ کریم نے یہ فرمایا:-

''اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ''(القلم:۵)

پھر ہم جو اس علم پر علیٰ وجہ البصیرت قائم کئے گئے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور ختم المرسلین ہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں اور دنیا میں اس کی منادی کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مجددِ اعظم ہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ اظہار صداقت کے لئے آپ جیسا کوئی اور مجدد پیدا نہیں ہوا۔ سچائی کے اظہار کے لئے گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لانے کے لئے آپؐ ہی سب سے بڑے مجدد ہیں۔ روحانیت کے قیام کے لئے حقیقتاً آپ ہی آدم ہیں کیونکہ آدمِ اول نے آپ ہی سے سچائی کو حاصل کیا اور آپ ہی کے طفیل اس سچائی اور صداقت کو وقت کے تقاضے اور پہلی نسل کی صلاحیت کے مطابق دنیا پر ظاہر کیا لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو مجدد اعظم ہیں آپ کے طفیل تمام انسانی فضائل اپنے کمال کو پہنچے۔ پہلے کسی وجود میں یہ چیز ہمیں نظر نہیں آتی۔ اس میں شک نہیں کہ انسان نے بعض پہلوؤں سے ترقی کی اور ایک حد تک کمال کو حاصل کیا لیکن یہ کہ ہر انسان اپنے تمام فضائل کو اپنے دائرہ استعداد کے اندر کمال تک پہنچانے کے قابل ہو سکے یہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہوا۔ آپ دنیا میں آئے اور اپنا کامل نمونہ دنیا میں پیش کیا اور ایک کامل تعلیم انسان کے ہاتھ میں دی جس کے نتیجہ میں انسانی فضائل اپنے کمال کو پہنچ سکنے کے قابل ہوئے۔ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی تقاضے رکھے ہیں یا انسانی وجود کی جس قدر بھی شاخیں ہیں ان تمام کے لئے یہ سامان پیدا ہو گیا کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ سکے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ معلّمِ اعظم بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ’’وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا‘‘ (النسآء:۱۱۴) وہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں عطا ہوا ہے جو تم بحیثیت ایک بشر کے اپنے زور سے خود بخود حاصل نہیں کر سکتے تھے اور فضل الٰہی سے فیضان الٰہی سب سے زیادہ آپ پر ہوا جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت جس کو ہم معارفِ الٰہیہ بھی کہتے ہیں اور اسرار اور علومِ ربّانی جو ہیں ان کے جاننے میں آپ اَعْلَم تھے یعنی آپ سے زیادہ ان کا عرفان رکھنے والا کوئی بھی نہیں ہوا اور جو زیادہ جانتا ہے جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہے وہی سب سے زیادہ سکھا بھی سکتا ہے اگر آپ علم کی سو اکائیاں فرض کریں تو جس شخص کو پچاس اکائی کا علم ہے وہ ساٹھ اکائی نہیں سکھا سکتا۔ سو کی سَو اکائی وہی سکھا سکتا ہے جو خود سو اکائی کا علم رکھتا ہو۔ پس عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء:۱۱۴) میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کو یہ بتایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر علم کے میدان میں (علم روحانی لیکن علم جسمانی کے اصول بھی اسی علم روحانی کے نیچے آتے ہیں) جتنا فضل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا اتنا کسی اور پر نہیں ہوا۔ جس قدر انسان کو علم روحانی کی ضرورت تھی وہ سب آپ کو سکھایا گیا اور آپ کے طفیل نوعِ انسانی اس قابل ہوئی کہ اگر وہ کوشش اور ہمت سے کام لے تو اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنی علمی استعدادوں کو کمال تک پہنچا سکتی ہے۔

پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم الانبیاء ہیں وہی معلم اعظم ہیں اور کوئی نہیں ہوسکتا اور خاتم الانبیاء کے یہ بھی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو علم آپ کو ملا کسی اور نبی کو نہیں ملا اور بنی نوع انسان کو علوم سکھانے کی جو قدرت آپ نے پائی وہ قدرت بھی کسی اور کو نہیں ملی۔ پس آپ ہی خاتم الانبیاء ٹھہرے۔

پھر ہم لوگ یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے مربی اعظم ہیں آپ کے ہاتھ سے دنیا کا وہ فسادِ عظیم اصلاح پذیر ہوا جو آہستہ آہستہ مدارج

تنزل میں سے گزر کر انتہائی طور پر بھیانک اور مفسدانہ ظلمات کی شکل میں انسان کے سامنے اس وقت آیا جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس فساد اعظم کی اصلاح کا کام آپ کے سپرد ہوا اور آپ نے نہایت کامیابی کے ساتھ دنیا کی اصلاح کی اور انسان کو اس قابل بنایا کہ اگر وہ چاہے تو اس فسادِ عظیم سے جو دنیا میں رونما ہو چکا تھا ان وسائل کے طفیل جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ میں دیئے ہیں بچ سکے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مغفرت کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لے۔

انسان توحید کو بھول چکا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کو زمین پر قائم کیا۔ آپ نے تمام مذاہبِ باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کیا۔ وہ جو گمراہ ہو چکے تھے ان کے شبہات مٹائے عقلی طور پر بھی اور مشاہدہ کے رنگ میں بھی اور ہر ملحد کے وساوس دور کئے اور نجات کا سچا سامان اس طرح پر انسان کے ہاتھ میں دیا کہ اصولِ حقّہ (جو حقیقی اصول تھے روحانی اور جسمانی ان) کی اسے تعلیم دے دی اور اس طرح انسان کے لئے نجات کے سامان ممکن اور مقدر کر دیئے۔

ہم جو حقیقتِ محمدیہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہیں کہ آپ ہی ختم المرسلین اور خاتم الانبیاء ہیں۔ ہم اپنے نفوس میں بھی یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ دنیا بھی اس بات کو سمجھنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتا ہے۔

نقشِ قدم پر چلنے میں تین باتیں آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ کے حسن کو جاننا جس کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ پس نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے حسن کا علم حاصل کر کے بے اختیار ہو کر آپ کی محبت میں کھو جانا۔

دوّم یہ کہ آپ کی عظمت کو پہچاننا۔

''قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ''

ایک عظیم نعرہ تھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آپ کے مظہر الوہیت ہونے کا لگایا گیا۔ جو عظمت اور جلال ہمیں اللہ تعالیٰ میں (جو کہ تمام صفات حسنہ سے متصف اور ہر عیب سے پاک ہے) نظر آتا ہے۔ وہی عظمت اور جلال ظلّی طور پر ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آتا ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی ظلّیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عظمت اور جلال حاصل ہوا اس کی قدر کرنا اور اس کو پہچاننا آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ضروری ہے تا کہ ہر انسان اپنے ظرف کے مطابق روحانی ترقیات کرتا ہوا اپنے رب کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرے اور اس کی صفات کا زیادہ سے زیادہ مظہر بن سکے۔

نقشِ قدم پر چلنے کے لئے تیسری ضروری بات یہ ہے کہ آپ کی کامل اطاعت کی جائے پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور آپ کی عظمت اور جلال اور آپ کے مقام کو پہچانتا ہے اور اس عشق کے نتیجہ میں اور اس عظمت کے رعب کے سایہ میں آپ کی کامل اطاعت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اسے ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو ایک محبوب کو محبت کرنے والے پیارے سے ملا کرتی ہے چونکہ ہر چیز خدا تعالیٰ کی ہے اس لئے جو خدا تعالیٰ کا محبوب بن گیا اسے تو سب کچھ مل گیا۔ **فالحمد للّٰہ علٰی ذالک**

پھر ہم جو حقیقت محمدیہ کا عرفان رکھتے ہیں ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت میں کہ آپ انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں یکتا اور بے نظیر ہیں۔ آپ کی محسنانہ ہمدردی اور مشفقانہ غم خواری کا کسی ایک فرد یا ایک قبیلہ یا ایک خاندان سے تعلق نہیں بلکہ ساری دنیا سے اس کا تعلق ہے پھر کسی ایک زمانہ سے اس کا تعلق نہیں قیامت تک کے زمانوں سے اس کا تعلق ہے۔ ایسی سچی کامل اور ہمہ گیر ہمدردی کسی اور وجود میں تو ہمیں نظر نہیں آتی ویسی ہمدردی تو کجا، میں تو سمجھتا ہوں اس کا ہزارواں حصہ

بھی اس کا کروڑواں حصہ بھی ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتا اور اگر کسی شخص کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ہوسکتی ہے جن سے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی ثابت ہو تو ہم گواہی دیتے ہیں اور اس حقیقت کی دنیا میں منادی کرتے ہیں کہ اس صفت میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں اور تمام انسانوں سے بڑھ کر بے نظیر انسان ہیں۔

اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر اس وقت میں نے صرف بعض کو لیا ہے اور جماعت کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے (میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس بات کو سمجھ گئے ہوں گے) کہ مقام محمدیہ کی جو معرفت ہمیں حاصل ہے آج وہ ہمارے غیر کو حاصل نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک کروڑوں اربوں لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہیں اپنے اپنے ظرف کے مطابق یہ معرفت ملی۔ ہم نے اس عرفان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور پہلوں کی طرح جنہیں یہ عرفان اور معرفت عطا ہوئی تھی حقیقی معنی اور عارفانہ رنگ میں آج اگر کوئی ''خاتم الانبیاء زندہ باد'' کا نعرہ لگا سکتا ہے تو وہ ہم ہیں۔ ہم جب

خاتم الانبیاء زندہ باد
ختم المرسلین زندہ باد

کا نعرہ لگاتے ہیں تو ہمارا یہ نعرہ عارفانہ نعرہ ہے۔ ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں اور ہمارے دل کی گہرائی ہماری روح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ

خاتم الانبیاء زندہ باد
ختم المرسلین زندہ باد

لیکن بعض وہ بھی ہوسکتے ہیں جنہوں نے تاریخ کی دوریوں اور ماضی کے دھندلکوں میں افق انسانی پر دور سے ایک چمک تو دیکھی اور اس چمک سے وہ ایک حد تک گھائل بھی ہوئے لیکن

ابرِ رحمت ان پر نہیں برسا۔ ماضی کے دھندلکوں میں وہ جو ایک چمک انہیں نظر آئی۔ اس پر فریفتہ ہو کر اور اس کے عاشق ہو کر وہ بھی خاتم الانبیاء زندہ باد کا نعرہ لگا لیتے ہیں لیکن ان کا نعرہ عارفانہ نعرہ نہیں ہے بلکہ مجوبانہ نعرہ ہے وہ اس مقام کو پہچانتے تو نہیں صرف ایک جھلک کے وہ گھائل ہو چکے ہیں اور ہم خوش ہیں کہ وہ پاک وجود جو ہمارے دل اور ہمارے دماغ اور ہماری روح اور ہمارے جسم پر حکومت کرتا ہے۔ اس کے حق میں مجوبانہ نعرے بھی لگائے جاتے ہیں لیکن جب

''ختم نبوت'' زندہ باد

کا نعرہ بلند ہو تو ایک احمدی کی روح کی گہرائیوں سے نکلنے والا عارفانہ نعرہ ہی سب سے زیادہ بلند ہونا چاہئے۔

پس آج میں آپ کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ ''خاتم الانبیاء زندہ باد'' بحیثیت ایک عارفانہ نعرہ کے ہمارا نعرہ ہے اور علم و عرفان نہ رکھنے والوں کے منہ سے نکلے تو وہ مجوبانہ نعرہ ہے البتہ یہ مجوبانہ نعرہ سن کر بھی ہمارے دل خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے محبوب کے نور کی ایک جھلک کو تو انہوں نے دیکھ لیا خواہ ماضی کے دھندلکوں ہی میں کیوں نہ دیکھا ہو۔ پس اگر کہیں یہ نعرہ بلند ہو تو آپ زیادہ شوق سے زیادہ پیار سے اس کے اندر شامل ہوا کریں۔ دوسروں کی آواز اگر پہلے آسمان تک پہنچتی ہو تو آپ کی آواز ساتویں آسمان سے بھی بلند ہو کر خدائے عزّ وجل کے عرش تک پہنچے تا ہمارے آقا ہمارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں کہ میرے کامل متبعین میرے عشق میں مستانہ وار یہ نعرہ لگا رہے ہیں۔

خاتم الانبیاء زندہ باد

دوسرا نعرہ جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم نے پایا ہے وہ بھی ہم نے ہی پایا ہے۔ کوئی اور وہ نعرہ بھی عارفانہ نعرہ کے طور پر نہیں لگا سکتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم الانبیاء'' کی حیثیت سے دنیا کے محسن اعظم ہیں اور اس میں کوئی شک اور کلام نہیں۔

میں اس کی وضاحت میں اختصار سے صرف چار باتوں کو لوں گا۔

اوّل:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسان پر جو احسان عظیم ہوا وہ شرفِ انسانی کا قیام ہے۔ پہلے بزرگ انبیاء نے شرفِ انسانی کو قائم نہیں کیا انہوں نے اپنی قوم کی ضرورتیں پوری کیں۔ ان کی تربیت کی طرف بڑی توجہ دی۔ دعاؤں کے ساتھ، تدبیر کے ساتھ، جس حد تک ممکن تھا انہوں نے اپنی قوم کی تربیت کی اور ان کو نیک اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق مطہّر بنانے کی کوشش کی اس میں تو شک نہیں لیکن شرف انسانی کا قیام ان کے لئے ممکن نہیں تھا۔ وہ تو مبعوث ہی ہوئے تھے ایک خاص زمانہ اور ایک خاص قوم کی طرف۔ شرفِ انسانی کا قیام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانیت پر خاص احسان ہے اور صرف آپ سے تعلق رکھتا ہے۔ معلوم دنیا اور غیر معلوم خطوں میں بسنے والے ہر فرد کی عزت اور شرف کو آپ نے قائم کیا۔ دنیا میں اس وقت بعض ایسے خطے بھی تھے جن کے متعلق عرب میں بسنے والوں کو کوئی علم نہیں تھا۔ مثلاً Red Indians (ریڈ انڈین) ہیں جو دنیا کے اس خطے میں جو اب امریکہ کہلاتا ہے بستے تھے مگر بعثت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آپ کے پہلے مخاطب عرب میں بسنے والوں کو ان کا علم نہ تھا۔ حضرت نبی کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نامعلوم خطۂ زمین میں بسنے والے انسان کی عزت اور احترام اور اس کا شرف بھی قائم کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ کسی ایسے انسان کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانی جو عرب میں بستا ہو یا حبشہ میں بستا ہو یا افریقہ میں بستا ہو بلکہ یہ فرمایا کہ انسان جہاں بھی بستا ہو تمہیں اس کا علم ہو یا نہ ہو اس کے جذبات کو ٹھیس نہیں لگانی۔

جس وقت ہمارا تعلق ان قوموں سے قائم ہوا جن کا علم اس زمانہ کو نہیں تھا تو ہم ایک مسلمان احمدی کی حیثیت سے (اور ہم سے پہلے بزرگ جو تھے وہ بھی ایک کامل متبع کی حیثیت سے اور ہم بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع کی حیثیت سے) ان کو جا کر یہ کہتے ہیں اور ایسا کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تمہارا خیال کسی اور نے نہیں رکھا لیکن حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا خیال رکھا اور باوجود اس کے کہ اس وقت دنیا تمہارے وجود کو بھی نہیں جانتی تھی تمہارے متعلق یہ حکم چھوڑ گئے کہ جب تم بحیثیت انسان ہمارے ساتھ ملاپ کرو تو تمہاری بھی وہی عزت اور احترام کیا جائے۔ جو ہم آپس میں اپنے ملک کے رہنے والوں یا اپنے برّ اعظم کے رہنے والوں سے کرتے ہیں۔ وہی عزت اور احترام ہم تمہارا بھی قائم کریں گے۔

میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ

''اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ''(حٰمٓ السجدة:۷)

کا ایک عظیم نعرہ تھا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن عظیم میں لگایا گیا۔ جس نے تمام انسانوں کو بحیثیت انسان ایک مقام پر لا کھڑا کر دیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تو کوئی اور وجود نہ پہلوں میں پیدا ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ آپ کے منہ سے یہ کہلوایا کہ میں تمہارے جیسا انسان اور تم میرے جیسے انسان ہو۔ اس سے انسان کی اتنی عزت اور احترام قائم ہو گیا کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے، سب انسانوں کو اس مقام پر کھڑا کر کے پھر آپ نے کہا دیکھو! میں تمہارے جیسا انسان ہوں، میرے اندر بھی تمہارے جیسی قوتیں اور استعدادیں ہیں آؤ اب دیکھو میں اخلاقی دنیا میں، میں روحانی دنیا میں کس طرح بلندیاں اور رفعتیں حاصل کرتا ہوں۔ میں تو اپنے ظرف کے مطابق اونچا جاؤں گا تم بھی اپنے ظرف کے مطابق بلندیوں کو حاصل کر سکتے ہو۔ اس لکیر پر جہاں سب برابر کر دیئے گئے ٹھہرنا نہیں بلکہ بلندیوں کی طرف پرواز کرنی ہے لیکن اس مقام پر، اس سطح پر سب کو یہ کہہ کر اکٹھا کر دیا

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (حٰمٓ السجدة:۷)

پس انسانیت پر سب سے بڑا جو احسان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی بحیثیت انسان عزت قائم کی اور اسکا احترام قائم کیا اور اس کا شرف اور مرتبہ

قائم کیا۔

دوسرا عظیم احسان جو انسان پر بحیثیت انسان ہمارے محبوب خاتم الانبیاء نے کیا وہ یہ تھا کہ انسان کے حقوق قائم کئے اور ایسے سامان پیدا کئے اور ایسی تعلیم دی کہ اگر ہم اس تعلیم پر چلیں تو سارے انسانوں کو ان کے حقوق مل جاتے ہیں (اس تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ اقتصادی اصول پر میرے خطبات چھپ گئے ہیں ان میں مَیں وضاحت سے بیان کر چکا ہوں کہ) حقوق انسانی کی جو تعریف قرآن عظیم نے کی ہے وہ انسانی عقل کر ہی نہیں سکتی وہ صرف ربّانی الہام ہی کر سکتا ہے۔

اس وقت وہ جو انسان کے سب سے بڑے ہمدرد بنتے ہیں وہ اشتراکی ہیں لیکن ان سے بھی جب پوچھا جائے کہ تم کہتے تو یہ ہو کہ اقتصادی میدان میں انسان کو اس کی ضرورتیں ملنی چاہئیں۔ پھر تم نے ضرورتوں کی تعریف کیوں نہیں کی؟ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ چین میں ضرورت سے کچھ اور مراد لی جاتی ہے اور یوگوسلاویہ میں ضرورت سے کچھ اور مراد لی جاتی ہے۔ اور روسیوں کے نزدیک روس میں انسانی Needs (نیڈز) ضروریات کچھ اور ہیں اور ان علاقوں میں جن میں روسیوں کا اثر و رسوخ ہے یعنی جو ان کے Satellites (سٹیلائٹس) کہلاتے ہیں۔ ان میں انسانی Needs (نیڈز) ضروریات کچھ اور بن گئی ہیں۔ غرض یہ کہہ دینا تو کافی نہیں تھا کہ

"To each according to his needs"

یعنی یہ کہ ہر ایک کی ضرورت پوری ہونی چاہئے اور پھر انسان خاموشی اختیار کر لے۔ گویا کہ پتہ ہی نہیں کہ ضرورت ہے کیا چیز۔

قرآن کریم نے حقوق انسانی کی اتنی حسین تعریف کی ہے کہ اس کے حسن سے انسانی عقل خیرہ ہو جاتی ہے اور آدمی یہ سمجھتا ہے کہ کہاں جا کر انسانی عقل ٹھہر جاتی ہے اور آگے بڑھنے کے لئے الہامی روشنی کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ

اللہ رب العالمین ہے اللہ نے ہر فردِ واحد کو پیدا کیا اور اس میں تمہیں جتنی قوتیں اور قابلیتیں اور استعدادیں نظر آتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور اس نے بحیثیت رب ان تمام قوتوں اور استعدادوں کی نشو و نما کے سامان پیدا کئے ہیں۔ کم سے کم نشو و نما نہیں بلکہ نشو و نما کے کمال تک پہنچانے کے سامان پیدا کئے ہیں اور ہر شخص جو قوت اور استعداد رکھتا ہے۔ اس قوت اور استعداد کو نشو و نما کے کمال تک پہنچانے کے لئے جس چیز کی بھی اسے ضرورت ہے وہ اس کا حق ہے اور وہ اسے ملنا چاہئے۔ اگر وہ حق اسے نہیں ملتا تو وہ مظلوم ہے اور اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ اسے اس کا حق دلوائے مثلاً ایک ہونہار اور ذہین بچہ جو آج آئن سٹائن (جو ایک مشہور غیر ملکی سائنسدان ہے) جیسا دماغ رکھتا ہے یا ہمارے ڈاکٹر عبدالسلام جیسا دماغ رکھتا ہے مگر ایک غریب گھرانہ میں پیدا ہو جاتا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ بعض غریب گھرانوں میں بڑے ذہین بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کالج کے زمانہ میں بھی ایسے طالب علموں کی جہاں تک مجھ سے ہو سکا جہاں تک ہمارے بس میں تھا ہم مدد کیا کرتے تھے اور اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اگر کوئی ایسا ہونہار طالب علم میرے علم میں آ جائے تو میں اسے کہہ دیا کرتا ہوں کہ تم علم میں ترقی کرتے چلے جاؤ۔ غیر ملک میں بھی تمہیں بھجوائیں گے۔ تمہارا ذہن زیادہ سے زیادہ جو تعلیم حاصل کر سکتا ہے وہ تمہیں دلوائیں گے یہ حق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قائم کر دیا ہے۔

ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی جسمانی قوتیں عطا کی ہیں کہ وہ ان قوتوں کی صحیح نشو و نما کے بعد گاماں پہلوان (مشہور پہلوان ہے) کو بھی گرا دے مگر وہ ایک ایسے غریب گھرانہ میں پیدا ہوا جہاں نہ تو اسے وہ دودھ ملے نہ وہ مکھن نہ وہ بادام ملیں نہ وہ دیگر چیزیں جو پہلوان کھاتے ہیں وہ اس کو میسر ہوں، نہ مالش کے لئے تیل ملے نہ مالش کرنے والے اس کو ملیں تو اس کا جسم نشو و نما نہیں کرے گا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے اس کو جو جسمانی قوت عطا کی ہے۔ اس کی جسمانی قوتوں کو کمال تک پہنچاؤ دیکھو ایسا آدمی جو یہ

سمجھ رہا ہو کہ میرا رب کتنا پیار کرنے والا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھ پر کتنا احسان ہے کہ میرے جسم کی ہر ضرورت جو تھی اس کو بطور حق کے قائم کیا اور دلوایا۔ غرض وہ گاماں پہلوان بھی بنے گا اور خدا رسیدہ انسان بھی ہوگا یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے لئے شکر کے جذبات ہونگے تو وہ خدا رسیدہ انسان بھی ہوگا وہ محض ایک پہلوان نہیں ہوگا۔

پس اسلام نے صرف یہ نہیں کہا کہ تمہاری ضرورتیں پوری کریں گے اور پھر وہ خاموش ہوگیا۔ اسلام نے یہ کہا ہے کہ جو بھی تمہاری طاقتیں ہیں۔ ان کو نشوونما کے کمال تک پہنچانے کے لئے ہم تمہارے حقوق قائم کرتے ہیں۔ فقیر اور بھیک منگا نہیں بنایا بلکہ فرمایا کہ تمہارے حقوق قائم کرتے ہیں اور تمہیں یہ حقوق دلوائیں گے اور حقوق کی تعریف یہ کی کہ جہاں ہمیں واقعی کوئی قوت اور استعداد نظر آتی ہے (بعض دفعہ تو ماں ایک بدصورت بچے کو بھی خوبصورت سمجھتی ہے اس کی میں بات نہیں کر رہا) ایک خوش قسمت انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے واقعی اچھا ذہن عطا کیا ہے یا جسمانی طاقتیں دی ہیں یا اخلاقی طاقتیں دی ہیں۔ وہ ساری طاقتیں کمال نشوونما تک پہنچنی چاہئیں۔ اس کی حقیقی اور کامل نشوونما ہونی چاہئے۔

غرض یہ احسانِ عظیم انسانیت پر بحیثیت انسان کے ہے یہ نہیں کہا کہ اگر ہندو ہو تو اس کی طاقتوں کو ضائع کرنے کی کوشش کرو یہ نہیں کہا کہ اگر ایک عیسائی ہو تو اس کی طاقتوں پر تبر چلاؤ یہ نہیں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے والا دہریہ ہو تو اس کی کچھ پرواہ نہ کرو بلکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ فرمایا کہ دیکھو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود گرفت کرے گا۔ اگر وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتا تو تمہیں اس کی کیا فکر ہے۔ تم نے بحیثیت انسان وہ سارے حقوق قائم کرنے اور ادا کرنے ہیں جو اسلام نے ایک انسان کے بحیثیت انسان قائم کئے ہیں اور جن کے ادا کرنے کی اس نے تعلیم دی ہے۔

پس انسان کے حقوق کو قائم کیا ہے (مسلمان کے حقوق کی میں بات نہیں کر رہا) انسانی حقوق کو قائم کیا اور ایسی تعلیم دی کہ وہ حقوق ادا ہوسکیں اور ایسا نظام بنایا کہ اس نظام

میں وہ حقوق ادا ہو جاتے ہیں۔ غرض عظیم احسان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی نوع انسان پر بحیثیت انسان۔

تیسرے انسانی جذبات کا بحیثیت انسان احترام رکھا ہے اس کی میں پہلے مثال بیان کر چکا ہوں۔ انسانی جذبات کے احترام کا یہ پہلو بھی تفصیلی ہے اس میں میں نہیں جاؤں گا مختصراً میں بیان کر دیتا ہوں۔ اگر کسی پر جھوٹ باندھا جائے تو علاوہ اور نقصانات کے اس کے جذبات کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے چنانچہ فرمایا کہ کسی پر جھوٹ نہیں باندھنا خواہ وہ دہریہ ہو، عیسائی ہو، یہودی ہو، ہندو ہو، پارسی ہو، بدھ مذہب کا ہو، کوئی ہو، لا مذہب ہو یا بد مذہب ہو، غرض کوئی ہو تم نے اس پر جھوٹ نہیں باندھنا، افتراء نہیں کرنا، تہمت نہیں لگانی۔ یہ ساری چیزیں علاوہ اور خرابیوں کے جذبات کو ٹھیس لگانے والی ہیں۔ کوئی بھی ہو اس کے جذبات کا احترام کرنا ہے یہاں تک کہ اس کے اموال جو ہیں ان کی حرمت کو قائم کرنا ہے اس کی عزت کو قائم کرنا ہے۔ اس کی جان کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ بحیثیت انسان ہونے کے ضروری ہے یہ نہیں کہا کہ ایک مسلمان کی جان کی حفاظت تو ہر دوسرے مسلمان پر فرض ہے لیکن غیر مسلم کی جان کی حفاظت فرض نہیں ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ ہم جان کی حرمت قائم کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری امت مسلمہ پر ڈال دی اور اس میں عربی پر عجمی کو فضیلت نہیں اور عجمی پر عربی کو فضیلت نہیں اور مسلمان پر غیر مسلم کو فضیلت نہیں اور غیر مسلم پر مسلمان کو کوئی فضیلت نہیں۔ سب کو جذبات کے لحاظ سے ایک ہی مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے اور یہ بڑی چیز ہے۔ اس واسطے بات کرتے وقت بڑی ہدایتیں دی گئی ہیں۔ ہم بعض دفعہ بڑی لا پرواہی کر جاتے ہیں اور اپنے بھائی سے ایسا مذاق کر دیتے ہیں جو اس کو چبھنے والا ہوتا ہے ایسا کرنا منع ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتی ہے پس انسان کے اوپر اس کے جذبات کا اتنا خیال رکھنے کی وجہ سے کتنا بڑا احسان کیا گیا ہے۔

اور چوتھی بات جو اس وقت میں مختصراً بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک تو انسانی

جذبات کا خیال رکھا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو جذبات شنیعہ بعض لوگوں میں پیدا ہو جاتے ہیں ان کی یلغار سے انسان کو محفوظ رکھا۔ (اور بہت ساری باتیں ہیں لیکن میں اختصار کے پیش نظر بہت سی باتوں کو چھوڑتا ہوں کافی دیر ہوگئی ہے) اور ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ

انسانیت زندہ باد

کا نعرہ بھی عارفانہ طور پر ہمارے سوا اور کوئی نہیں لگا سکتا۔ جو شخص حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محسنانہ شان کی معرفت رکھتا ہو وہی کھڑے ہو کر دوسرے انسان کو مخاطب کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ

انسانیت زندہ باد

پس ان دو نعروں کی طرف میں اس وقت جماعت کو متوجہ کرتا ہوں۔ اشتراکیت کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ انسانیت زندہ باد کا نعرہ لگائے اور نہ کسی اور ازم کا یہ حق ہے صرف اسلام کا یہ حق ہے صرف مسلمان کا یہ حق ہے۔ مسلمانوں میں دو گروہ ہو سکتے ہیں یہ ممکن ہے۔ یعنی ایک وہ جن کے منہ سے عارفانہ طور پر یہ نعرہ نکلے اور ایک وہ جن کے منہ سے مجوبانہ طور پر یہ نعرہ نکلے لیکن عارفانہ نعرہ لگانے کا وہی حق دار ہے جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا اور آپ کی محبت میں فنا ہو گیا چونکہ آپ انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں۔ اس واسطے اس فانی شخص کا ہی یہ حق ہے کہ وہ دوسرے انسان کو مخاطب ہو کر یہ کہے کہ اے انسان! تیری انسانیت ہمیشہ زندہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں غیر انسانی یلغاروں سے وہ محفوظ رہے۔

پس یہ دو نعرے ہمارے نعرے ہیں۔ ختم المرسلین زندہ باد کا نعرہ یا خاتم الانبیاء زندہ باد کا نعرہ یا ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ یہ احمدیت کا نعرہ ہے اور ہم ہی اسے عارفانہ طور پر بلند کر سکتے ہیں اور اسی طرح ''انسانیت زندہ باد'' کا نعرہ ہمارا نعرہ ہے اور ہم جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام اور آپ کے مقام کو پہچاننے والے اور اس مقام کے نتیجہ میں

اور انسانیت پر آپ نے جو احسان کیا ہے اس کے عرفان کی وجہ سے ہم اس بات کے حقدار ہیں کہ انسان کو مخاطب کر کے یہ نعرہ لگائیں کہ

انسانیت زندہ باد

دوسرے بھی یہ نعرہ لگاتے ہیں۔ ہم اسے سن کر خوش ہوں گے لیکن ہمارے نزدیک ان کے نعرے مجوبانہ نعرے ہوں گے۔ ان کے نعرے عارفانہ نعرے نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عرفان پر ہمیشہ قائم رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ یہ توفیق دے کہ ہم دنیا پر یہ ثابت کرتے رہیں کہ ہم ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ

خاتم الانبیاء زندہ باد

کا نعرہ لگائیں اور ہم ہی اس بات کے حق دار ہیں کہ

انسانیت زندہ باد

کا نعرہ لگائیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۹ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۱ تا ۶)

☆☆☆

ضمیمہ نمبر ۱۲

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر

تحریفِ قرآن

کے

بہتان کی تردید

تحریف کا الزام لگانے والوں کا رُخِ کردار

(قارئین کرام کے لئے ایک ضروری اطلاع)

قیامِ پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے والے بعض کانگریسی مولویوں نے ملک میں فتنہ پیدا کرنے اور اس طرح قومی اتحاد کو نقصان پہنچانے کی غرض سے آجکل جماعت احمدیہ کے خلاف سراسر بے بنیاد الزام تراشی کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ الزام یہ لگایا جا رہا ہے کہ نعوذ باللہ احمدیوں نے قرآن مجید میں تحریف کی ہے۔ یہ سراسر افتراء ہے۔ جماعت احمدیہ اس بات پر پختہ ایمان رکھتی ہے کہ قرآن مجید کا ایک شعشہ یا نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اس میں تحریف کی جائے۔ البتہ یہ ایک نا قابلِ تردید حقیقت ہے کہ الزام لگانے والے قرآن مجید میں تنسیخ اور تحریف کے خود مجرم ہیں۔

چنانچہ ہم ان کے اس جرم کو طشت از بام کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں ہونے والی تحریف کے نمونے شائع کرنے کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ قارئین کی خدمت میں روزانہ ایک نمونہ پیش کیا جائے گا۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ صفحہ ۶ پر ضرور نگاہ ڈال لیا کریں۔ (ادارہ)

(روزنامہ الفضل مورخہ ۱۳؍نومبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۲)

بلا وجہ تحریف کا الزام لگانے والے خود مجرم ہیں

قرآن عظیم احمدیوں نے بدلا یا دیوبندی امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے

’’مکتبہ تبصرہ‘‘ لاہور نے ’’امیرِ شریعت‘‘ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی تقریروں کا ایک مجموعہ ’’خطباتِ امیر شریعت‘‘ کے نام سے شائع کر رکھا ہے۔ جس کے دیباچہ میں اشرف عطاء صاحب سابق مدیر ’’زمیندار‘‘ نے لکھا ہے کہ ’’شاہ جی اپنی تقریر کے دوران آیاتِ قرآنی کی تلاوت کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ قرآن کی آیات آسمان سے نازل ہو رہی ہیں۔‘‘ اور جمعیۃ العلماء اسلام اور انجمن خدام الدین لاہور کے ترجمان خصوصی ’’ترجمان اسلام‘‘ نے ۸؍ستمبر ۱۹۶۱ء کے پرچہ میں یہاں تک لکھا کہ ’’ان کی تقریروں کے دوران ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اردو یا پنجابی میں قرآن نازل ہو رہا ہے۔‘‘ اسی رسالہ نے ایک ہفتہ بعد ۱۵؍ستمبر ۱۹۶۱ء کے ایشوع میں شاہ صاحب کی شان میں نظم لکھی جس میں ان کو رحمۃ للعالمین قرار دیا۔

؎ و کنت من الرحیم علی بسیط　　　عطاءً رحمۃً للعالمینا

اس موضوع سے قطع نظر کہ وہ رحمۃ للعالمین تھے یا نہیں اگر کوئی شخص زیر نظر مجموعہ خطبات میں درج شدہ آیات کو پڑھے تو وہ اسے بیسویں صدی میں تحریف قرآن کا شاہکار بلکہ نیا قرآن قرار دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ شاہ جی کی پڑھی ہوئی اَسّی ۸۰ فیصدی آیات جو اس کتابچہ میں شائع کی گئی ہیں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اصل قرآن سے بالکل مختلف ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل تفصیل سے ظاہر ہے۔

قرآن مجید کی اصل آیات	حسب کتابت ’’امیر شریعت‘‘ صاحب کی آیات
(۱) عَلٰی قَلۡبِکَ لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَo (الشعرآء: ۱۹۵)	عَلٰی قَلۡبِکَ لِتَکُوۡنَ نَذِیۡرًا لِّلۡعٰلَمِیۡنَo (خطبات صفحہ۳۳)
(۲) وَمَا کُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِہٖ مِنۡ کِتَابٍ وَّلَاتَخُطُّہٗ بِیَمِیۡنِکَ اِذًاالَّارۡتَابَ الۡمُبۡطِلُوۡنَo (العنکبوت: ۴۹)	وَلَاتَخُطُ بِیَمِیۡنِہٖ وَمَا تَدۡرِیۡ الکتاب (خطبات: ۳۳)
(۳) وَ لَھُمۡ اَعۡیُنٌ لَّایُبۡصِرُوۡنَ بِھَاo (الاعراف: ۱۸۰)	ولھم العین لایبصرون بھا. (خطبات: صفحہ۶۱)
(۴) اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًاo (الاعراف: ۱۵۹)	اِنِّی رسول اللّٰہ الیکم جمعیاہ. (خطبات: ۶۲)
(۵) وَ یَضَعُ عَنۡھُمۡ اِصۡرَھُمۡ وَ الۡاَغۡلَا لَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡھِمۡ ط (الاعراف: ۱۵۸)	و یضع عنھم امرھم والاخلال الّتی کانت علیھم. (خطبات: ۶۳)
(۶) لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِکَ (الفتح: ۳)	لیغفر لک مَا تقدم من ذنبک (خطبات: صفحہ۲۵و۲۶)
(۷) تُرۡھِبُوۡنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ . (الانفال: ۶۱)	ترھبون بیح عدو اللّٰہِ . (خطبات: ۸۷)
(۸) وَ یَنۡھٰھُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبَاتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡھِمُ الۡخَبَآئِثَ وَ یَضَعُ عَنۡھُمۡ اِصۡرَھُمۡ وَالۡاَغۡلَالَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡھِمۡ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَ عَزَّرُوۡہُ وَ نَصَرُوۡہُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الخ (الاعراف: ۱۵۸)	وَ یَنۡطھُم من المنکر ویحل لّھم الطیبّات و یحرّم والاغلال الّتی کانت علیھم فالّذین اَتقُوۡا بہٖ و عزّروۡہ و تصروہٗ وَاتبُّوا النوّر الخ (خطبات: ۷۷)

؎ خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

(اقبال)

مندرجہ بالا حقائق کو پڑھنے کے بعد اب بڑی آسانی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر پروف ریڈنگ یا کتابت کی سہواً رہ جانے والی اغلاط تحریفِ قرآن ہے تو اس زمانہ میں قرآن کو بدلنے اور اس کے محرّف و مبدّل کرنے کا کام دیوبندی اور کانگرسی مولویوں کے پیرو مرشد سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے انجام دیا ہے۔ اور اس معاملہ میں انہیں کوئی تأمّل ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ علماءِ ظواہر قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ کے قائل ہیں مگر اس کے برعکس حضرت بانی جماعت احمدیہ کا واضح عقیدہ ہے کہ:-

’’ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸ طبع اوّل ۱۸۹۲ء)

* * *

‘‘امیرِ شریعت’’ احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری

کیا یہ تحریفِ قرآن ہے یا ‘‘جوشِ خطابت؟’’

(۱) ‘‘اِنَّ نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّ لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ’’۔

(خطباتِ امیر شریعت مرتبہ جانباز مرزا صفحہ ۳۳)

اصل آیت: ‘‘اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ.’’ (سورۃ الحجر۔ آیت ۱۰)

(۲) ‘‘لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَحَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ۔’’

(خطباتِ امیر شریعت مرتبہ جانباز مرزا صفحہ ۴۳)

اصل آیت: ‘‘ لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ.’’ (سورۃ آل عمران: آیت ۱۶۵)

(۳) ‘‘واحدوفهم ما متلقه’’

(خطباتِ امیر شریعت مرتبہ جانباز مرزا صفحہ ۸۷)

اصل آیت: ‘‘وَاَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ’’۔ (قرآن کریم. سورة الانفال. آیت ٦١)

(۴) ‘‘محمد الرسول الله و الذین معه اشداء علی الکفار’’

(‘‘شاہ جی’’۔ (سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری) صفحہ ۲۶۲۔ مؤلفہ نذیر مجیدی لائلپوری)

اصل آیت: ‘‘مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ’’

(سورة الفتح : آیت ۳۰)

* * *

مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور تحریفِ قرآن؟

کیا اسے تحریف کہیں گے؟

قرآن مجید میں خدائے عزّوجل فرماتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَایُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاO لا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔

(سورۃ الجنّ آیت: ۲۷،۲۸)

لیکن بریلوی فرقہ کے روحانی پیشوا ''اعلیٰ حضرت حضور پُرنور مجدّدِ دین وملت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ'' نے اس آیت کے آخر میں ازخود لفظ اللہ کا اضافہ کر دیا ہے چنانچہ الملفوظ حصہ اوّل صفحہ ۸۸ پر مندرجہ بالا آیت یوں بیان کی یا پھر سہوِ کتابت کی وجہ سے یوں لکھی گئی۔

''علم الغیب فلایظهر علٰی غیبه احدا. الّا من ارتضٰی من رسول اللّٰه.''

* * *

مفتی اعظم دیوبند کی تحریفِ قرآن؟ یا سہوِ کتابت؟

دیوبندی تحریک کے مفتی اعظم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی کے فتاویٰ میں سے بطورِ نمونہ ''تحریفِ قرآن'' کی ایک مثال درج ذیل ہے۔

مفتی اعظم:- **وَخلق لکم کهیئة الطیر.**

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد پنجم صفحہ ۱۳۰)

اصل آیت: **اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ** (آل عمران آیت ۵۰)

* * *

امامُ الہند مولانا ابوالکلام آزاد اور تحریفِ قرآن؟

شورش کاشمیری مدیر چٹان کے امام الہند کی تحریفِ قرآن؟ کے چند نمونے ملاحظہ ہوں یا اسے کتابت کی غلطی قرار دیا جائے گا؟

(۱) صحیح آیت: فَاِذَا الَّذِی اسۡتَنۡصَرَہٗ بِالۡاَمۡسِ یَسۡتَصۡرِخُہٗ. (القصص آیت ۱۹)

غلط // فاذا للّذی استنصرہ بالامس یَسۡتَرِخُہٗ.

(۲) صحیح آیت: وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ۔ (الاعراف:۱۵۸)

غلط // یُحرم علیھم الۡحَنَائِثَ۔

(۳) صحیح آیت : حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوۡرُ. (ھود۔ آیت ۴۱)

غلط // حَتی اذا جاء امرنا و نَارَ السَّنُّوۡرُ.

(۴) صحیح آیت : فِیۡۤ اَیَّامٍ نَّحِسٰتٍ۔ (حٰمٓ السّجدۃ : ۱۷)

غلط // فِیۡ اِیَّامٍ نَّحِمَاتٍ

(۵) صحیح آیت : فَاَیُّ الۡفَرِیۡقَیۡنِ اَحَقُّ بِالۡاَمۡنِ. (الانعام:۸۲)

غلط // فای لقریق احق بالامن.

(”مضامین البلاغ“۔ ناشر آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور)

* * *

علاّمہ سید محمد سلیمان صاحب ندوی اور تحریفِ قرآن؟

یا سہو قلم و کتابت؟

’’سیرت النبیؐ ‘‘ کے مشہور و ممتاز مؤلف و مؤرّخ علاّمہ سید محمد سلیمان صاحب ندوی کی تحریرات میں بھی مندرجہ ذیل ایک آیت ہمیں ملتی ہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ.

(ہفت روزہ ’’الاعتصام‘‘ لاہور ۵؍دسمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۵)

مگر قرآنِ عظیم میں یہ لکھا ہے کہ

فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ.

(البقرہ آیت:۲۵۹)

اخوان تحریک کے قائد حسن البناء

اور

تحریفِ قرآن؟ یا سہوِ کتابت؟

حسن البناء اخوان المسلمین کے مشہور لیڈر تھے آپ کے ایک مضمون کا ترجمہ مولوی عبدالغفار حسن صاحب کے قلم سے رسالہ المنیر لائل پور میں چھپا ہوا ہے جس میں درج شدہ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ واعبدوا ربّکم و فُعَلُوا یحرزُ لعلکم تفلحون۔

(ہفت روزہ رسالہ المنیر لائل پور جنوری ۱۹۵۵ء صفحہ ۶ کالم ۱)

اصل آیت: **وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔**(الحج:۷۸)

۲۔ وَ مَنَ النَّاس یُعْجِبُکَ قوله (ایضاً صفحہ۵ کالم۲)

اصل آیت: وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُهٗ. (البقرہ:۲۰۵)

۳۔ یـایهـا الـّذیـن اٰمـنوا ارکعوا و اسجدوا واعبدوا فی اللّٰه حق بهادهٖ ۔ (ایضاً المنیر صفحہ۵)

اصل آیت: یٰۤاَیُّهَـا الَّـذِیْـنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۔ (الحج:۷۹،۷۸)

* * *

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور تحریف قرآن؟ یا سہوِ کتابت؟

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی کانگرسی مسلمانوں کے روحانی و دینی پیشوائے طریقت و مجدّد سمجھے جاتے ہیں۔ ''بہشتی زیور'' آپ ہی کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں یہ آیت درج ہے۔ یُحَلَّون فیما من اساور۔

(بہشتی زیور پہلا حصہ صفحہ۵۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب لاہور مطبوعہ نومبر۱۹۵۳ء)

مگر قرآنی الفاظ یہ ہیں۔

یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ. (الکہف آیت۳۲)

* * *

صدر المدرسین دار العلوم اجمیر شریف اور تحریفِ قرآن؟

یا سہو کتابت؟

مولانا حکیم ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی، سنی، حنفی، قادری، برکاتی صدر المدرسین دار العلوم بعیلیہ عثمانیہ اجمیر شریف نے ’’بہار شریعت‘‘ کے نام سے ۹ جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب تصنیف کی تھی جو بریلوی دنیا میں بہت مقبول ہے اس کتاب میں موصوف نے حسب ذیل آیت قرآن کی طرف منسوب کر کے لکھی ہے۔

فاذا وَجَبَتْ حُبُوْنها فكلوا منها و اطمِعُوا القَانِعَ و المعتَرّ كذَالك سخِرها لكم تشكرون۔ (بہار شریعت جلد ششم صفحہ۱۶۲)

مگر اصل قرآن میں لکھا ہے۔

فَاِذا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (الحج آیت:۳۷)

* * *

اخوان لیڈر شیخ حسن الھیضمی اور تحریف قرآن؟

یا سہو کتابت؟

اخوان المسلمون کے ’’مرشد عام‘‘ شیخ حسن الھیضمی کے ایک مضمون میں حسب ذیل آیت شائع شدہ ہے۔

لَایَـنْھَاکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ کَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمْ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ. (المنیر جنوری ۱۹۵۵ء صفحہ ۱۵)

حالانکہ قرآن عظیم کی اصل آیت یہ ہے۔

لَایَنْھَاکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَo

(الممتحنۃ:۹)

* * *

رسالہ ’’المنیر ‘‘لائل پور اور تحریف قرآن؟ یا سہو کتابت؟

مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف نے اپنے رسالہ ’’المنیر ‘‘ کی جنوری ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں مندرجہ ذیل آیت شائع کی۔

۱۔ فاصبر ان وعد اللّٰہ حق و ستغفر لذنبک و سبح بحمد ربک بالعشی والابکارہ ان الذین یجادلون فی اٰیات اللّٰہ ان فی صدورھم الا کِبُو ڨماھم ببالغیه فاستعذ باللّٰہ انه ھو السمیع العلیم.

اب قارئین قرآن عظیم کی اصل آیت ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ **فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْکَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيَاتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّاهُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ.** (المومن آیت۵۶،۵۷)

۲۔اسی پرچہ میں یہ آیت بھی درج ہے۔

وقال الذی امن یا قوم! ا تبعون اھدکم سبیل الرشادۃ .

لیکن قرآن کی اصل آیت یہ ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ. (المومن آیت ۳۹)

* * *

کیا حضرت امام غزالیؒ پر بھی تحریف کا الزام عائد ہوگا؟ یا پھر اسے سہو کتابت قرار دیا جائے گا؟

۱۹۱۴ء میں اس زمانہ کے مشہور ناشرین کتب ملک فضل الدین، ملک چنن الدین، ملک تاج الدین تاجران کتب قومی (منزل نقش بندیہ کوچہ ککّے زیّاں بازار کشمیری لاہور) نے امام ہمام حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”اربعین فی اصول الدین“ کا اردو ترجمہ ”کتاب الاربعین“ کے نام سے ’بصرف زر کثیر‘ خاص

اہتمام سے شائع کیا تھا۔ اس میں درج ذیل آیات قرآنی اس طرح درج کی گئی ہیں کہ اصل آیات کے ساتھ ان کی مطابقت قائم نہیں رہی۔ اب کیا حضرت امام غزالیؒ پر بھی تحریف کا الزام عاید ہوگا؟ یا پھر اسے سہو کتابت قرار دیا جائے گا؟

۱۔ صحیح آیت: **اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیُنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَھِّرِیُنَO** (البقرہ آیت۲۲۳)

غلط آیت: **اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیُنَ وَ یُحِبُّ الۡمُطَھِّرِیُنَ.** (صفحہ۸)

۲۔ صحیح آیت: **وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیُرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ.** (الانفال آیت۴۶)

غلط آیت: **واذکر الله کثیرًا لعکم تفلحون.** (صفحہ۳۷)

۳۔ صحیح آیت: **کُلُوۡا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعۡمَلُوۡا صَالِحًا.** (المومنون آیت۵۲)

غلط آیت: **کلوا من الطیّبات و اعلموا صالحًا.** (صفحہ۴۶)

۴۔ صحیح آیت: **لَایَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّأۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِھۡتُمُوۡہُ.** (الحجرات آیت ۱۳) .

غلط آیت: **لایفتب بعضکم بعضا ابحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه.** (صفحہ۹۳)

۵۔ صحیح آیت: **وَ مَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُوۡلٰئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ.**

(سورۃ الحشر آیت ۱۰)

غلط آیت: **وَ من یوق شح نفسه فاولٰئِکَ هم الفلحون.** (صفحہ۱۰۵)

۶۔ صحیح آیت: وَلَايَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰـــهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ.

(آل عمران آیت۱۸۱)

غلط آیت: وَلَاتَحسین الذین یبخلو ن بما اتاهم اللّٰه من فضله. (صفحہ۱۰۵)

۷۔ صحیح آیت: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ.

(آل عمران آیت۱۵)

غلط آیت: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهُوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَ الْنَّبِيِّنَ . (صفحہ۱۲۰)

۸۔ صحیح آیت: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا الخ

(الفرقان آیت ۶۸)

غلط آیت: و الذین اذا انفقوا لم یسرقوا و لم یقترو. (صفحہ۱۵۱)

۹۔ صحیح آیت: وَلَا تَـطْـرُدِ الَّـذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ. (الانعام آیت۵۳)

غلط آیت: ولانـطـرد الـذیـن یدعون ربهم بالعذرة و العشی یریدون وجهه.

* * *

کیا مہتمم دارالعلوم دیوبند محترم مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب بھی تحریف کے مرتکب ہوئے؟

یا پھر یہ سہو قلم وکتابت شمار ہوگا؟

مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب اس زمانہ کی ایک بہت معروف اور جانی پہچانی علمی شخصیت ہیں۔ آپ کی ایک کتاب ’تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام ندوۃ المصنفین قرول باغ نئی دہلی نے (جس کے آپ رفیق اعزازی بھی ہیں) آج سے ۳۸ سال قبل ۱۳۵۶ھ میں عمدہ کتابت وطباعت کے ساتھ خاص اہتمام کے ساتھ شائع کی تھی۔ اس کتاب میں بھی قرآن مجید کی متعدد آیات اس طرح درج ہوئی ہیں کہ اصل آیات سے مطابقت قائم نہیں رہی۔ ذیل میں صرف دو نمونے ہدیۂ قارئین ہیں۔

۱۔ صحیح آیت: **يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ط وَ مَا يُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ.** (البقرۃ آیت ۲۷)

غلط: **يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا وَ مَايُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ.** (صفحہ ۲۱۹)

۲۔ صحیح آیت: **وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا.** (الزخرف آیت ۶۲)

غلط: **وَانَّهٗ لَعَلمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تمترن بهَا.** (صفحہ ۱۴۰)

اس آیت میں مصنف موصوف نے لعلم للسّاعة کا ترجمہ تبدیلی کے مطابق ’’قیامت کی نشانی‘‘ کیا ہے۔ کیا یہ بھی سہو ہی شمار ہوگا؟

مولانا سید داؤد احمد غزنوی اور تحریف قرآن؟؟ یا سہو کتابت؟

اہل حدیثوں کے نامی گرامی لیڈر اور امیر ’’حضرت‘‘ مولانا سید داؤد احمد صاحب غزنوی نے کل مغربی پاکستان اہلحدیث کانفرنس سرگودھا میں خطبہ صدارت ارشاد فرماتے ہوئے ایک آیت پڑھی جوان ہی کے حوالہ سے ہفت روزہ ’’الاعتصام‘‘ میں یوں شائع ہوئی۔

ان علینا جمعه و قرآنه فاذا قرأناهٗ ما فتبح قرآنه۔

(ہفت روزہ الاعتصام مورخہ ۴؍اپریل ۱۹۵۸ء صفحہ ۱)

حالانکہ اصل آیت یہ ہے۔

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْآنَهٗ ο فَاِذَا قَرَاْ نٰـهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهٗ۔(القیامۃ آیت ۱۸، ۱۹)

⁂

قرآنی تعلیمات کو پوری جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کا ایک مفید و مؤثر اور قابلِ تقلید اسلوب

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی بعض کتب میں قرآنی تعلیمات کو پوری جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کا حسبِ ضرورت ایک نہایت ہی مفید و مؤثر اور قابلِ تقلید اسلوب اختیار فرمایا ہے۔ وہ اسلوب یہ ہے کہ آپؑ نے ایک ہی مضمون اور موضوع سے تعلق رکھنے والی مختلف قرآنی سورتوں کی متعدّد آیات یا ان کے ٹکڑوں کو

جن میں باہم تفسیری ربط پایا جاتا ہے یکجا کر کے انہیں ایک ساتھ پیش کیا ہے اس طرح ایک ہی موضوع کے مختلف پہلو پوری جامعیت کے ساتھ بیک وقت سامنے آجاتے ہیں۔

یہ نہایت مفید اور مؤثر اسلوب اس قدر مقبول ہوا کہ بعض غیر احمدی علماء نے بھی آپ کی تقلید میں اسے اپنا کر اپنی کتب میں اس سے فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ اس زمانہ کے مشہور اہلِ حدیث عالم۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے ایک اشتہار میں مختلف سورتوں کی تین آیات کے ٹکڑوں کو باہم ملا کر یکجائی صورت میں شائع کیا۔ بعد ازاں آیات قرآنی کے یہ ٹکڑے ''فتاویٰ ثنائیہ'' نامی کتاب میں بھی اسی مربوط حالت میں من وعن شائع ہوئے۔ چنانچہ کتاب مذکور میں وہ اس طرح درج کئے گئے ہیں۔

''قرآن مجید میں بار بار یہی ذہن نشین کیا گیا ہے کہ مسلمان کوئی کام ایسا نہ کریں۔ جس کا نمونہ حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ ملتا ہو۔ ارشاد ہے۔

لَقَدُ كَانَ لَكُمُ فِىُ رَسُوُلِ اللّٰهِ اُسُوَةٌ حَسَنَةٌ .اَطِيُعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوُلَهٗ. مَنُ يُّطِعِ الرَّسُوُلَ فَقَدُ اَطَاعَ اللّٰهَ۔''

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اوّل صفحہ ۵۸۔ تاریخ اشاعت ۱۳۷۲ ہجری۔
ناشر: مکتبہ اشاعت دینیات مومن پورہ۔ بمبئی نمبر ۱۱)

یہ علی الترتیب سورۃ احزاب آیت ۲۲۔ سورۃ انفال آیت ۲۔ اور سورۃ نساء آیت ۸۱ کے تین علیحدہ علیحدہ ٹکڑے ہیں اور ان میں پائے جانے والے ربط کی وجہ سے انہیں باہم ملا کر ایک ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

یہی اسلوب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے اپنی تالیف ’’سیرۃ النبیؐ ‘‘ جلد سوم میں جا بجا اختیار کیا ہے۔ انہوں نے مختلف موضوعات قائم کر کے ان کے تحت مختلف سورتوں کی آیات اور ان کے ٹکڑوں کو باہم ملا کر ایک دوسرے سے مربوط درج کیا ہے۔ اگر حاشیہ میں درج کردہ حوالہ جات آیات پر نظر نہ ڈالی جائے تو وہ ایک ہی مقام کی مربوط آیات نظر آتی ہیں۔ تاہم ان آیات کے بالمقابل ان کا اردو ترجمہ کوئی وقفہ ڈالے بغیر ایک ساتھ درج کر کے ترجمہ میں انہیں اس طرح مربوط کیا ہے کہ وہ قرآنِ مجید میں وارد ہونے والی مسلسل و مربوط آیات کا ہی ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ’’سیرۃ النبیؐ ‘‘، جلد سوم کے باب بعنوان ’’معجزۂ قرآن‘‘ کے درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت درج شدہ آیات اور ان کا ترجمہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

’’تعلیم و ہدایت‘‘ (صفحہ۵۱۹ ، صفحہ۵۲۰)

’’قرآن کا جواب لانے کی قدرت نہیں‘‘ (صفحہ۵۲۰)

’’حفظ و بقا کا وعدہ‘‘ (صفحہ۵۲۱)

’’قوت دلائل‘‘ (صفحہ۵۲۲)

اس نہایت مؤثر و مفید اسلوب پر بھی جو خود ان کے بزرگ علماء کے نزدیک قابلِ تقلید تھا اور جس سے تتبّع کے رنگ میں انہوں نے اپنی کتابوں اور اشتہارات میں فائدہ اٹھایا۔ اس زمانہ کے بعض معترضین نے بلا وجہ اعتراض کر ڈالا اور اسے بھی تحریفِ قرآن قرار دینے میں کوئی قباحت محسوس نہ کی اور یہ نہ سوچا کہ اس طرح تو خود ان کے بزرگوں پر بھی تحریفِ قرآن کا الزام عائد ہوئے بغیر نہ رہے گا۔

’’شیر بیشۂ اسلام‘‘ مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری

تحریفِ قرآن یا سہوِ کتابت؟

’’اِقْتَرَبَۃ السَّاعَتُہ وَ انْشَقَّ الْقَمر. وَ اِنْ یَّرو آیَۃً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْ سِحْرٌ مُّسْتَمِرہ۔ (’’عقائد مرزا‘‘ صفحہ۵ ناشر مکتبہ سعودیہ۔ حدیث منزل۔ کراچی نمبر۱)

اصل آیت: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○ (سورۃ القمر آیت۲،۳)

مولوی محمد بخش صاحب مسلّم اور تحریفِ قرآن؟

یا کتابت کی غلطی؟

مولوی محمد بخش صاحب مسلم مشہور حنفی خطیب و واعظ ہیں۔ آپ نے اپنی ’’کتاب الاخلاق‘‘ میں قرآن مجید کی دو آیات ایسی شائع کی ہیں جو اصل آیات کے مطابق نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) ’’ربنا ھب لنا من ازواجنا و زیاتناقرۃ اعینٍ وَّ جعلنا للمتقین اماماط‘‘ (’’کتاب الاخلاق‘‘ صفحہ۳۲۱ مولانا محمد بخش مسلم)

اصل آیت: ’’رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیَّاتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا‘‘ (الفرقان: آیت۷۵)

(۲) ’’ثم لَاَتِیَنّھُم من بَّینَ ایدیھم ...... قال الخرج منھا.‘‘

(’’کتاب الاخلاق‘‘ صفحہ۳۲۱ از مولانا محمد بخش مسلم)

اصل آیت: ’’ثُمَّ لَاٰتِیَنَّھُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ ...... قَالَ اخْرُجْ مِنْھَا.‘‘
(سورۃ الاعراف: آیت۱۸۔۱۹)

مولوی عبدالرؤف رحمانی اور تحریفِ قرآن؟

یا سہوِ قلم و کتابت؟

اہلِ حدیث عالم مولوی عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈا نگری نے اپنے ایک مقالہ میں حسب ذیل آیت نقل کی ہے۔

’’**هو الذی خلقکم ما فی الارض**‘‘ (ہفت روزہ ’’الاعتصام‘‘ لاہور۔ ۱۱؍جنوری ۱۹۶۳ء)

اصل آیت یہ ہے۔ **هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا.** (البقرہ آیت ۳۰)

* * *

مولوی محمد اسماعیل صاحب اور تحریفِ قرآن؟

یا سہوِ لسان و قلم؟

اہل حدیثوں کے امیر اور حضرت العلّام ’’مولانا محمد اسماعیل صاحب نے خطبہ جمعہ میں ایک بار‘‘ مندرجہ ذیل آیت پڑھی۔

’’**و انَّ الساعة اَیـةٌ لا ریب فیها و انّ اللّٰه یبهث من فی القبور**‘‘۔

(ہفت روزہ ’’الاعتصام‘‘ لاہور۔ مورخہ ۲۸؍جون ۱۹۶۳ء صفحہ ۲)

حالانکہ اصل آیت یہ ہے۔

’’**وَ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّارَیْبَ فِیْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ**‘‘

(الحج۔ آیت ۸)

* * *

’’امیر شریعت‘‘ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور تحریفِ قرآن؟

اسے جوشِ خطابت قرار دیا جائے گا یا محض سہو کتابت؟

دیو بندی ’’امیر شریعت‘‘ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے بقول اپنے ایک معتقدِ خاص مسمّٰی جانباز مرزا ۲۲ر ستمبر ۱۹۵۱ء کو ۹½ بجے شب آرام باغ کراچی میں جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے جنگ سے متعلق شریعت کے کچھ احکام بیان کئے اور دوران تقریر کہا۔

’’جنگ کے متعلق شریعت کے بھی کچھ احکام ہیں اور جنگ کے مختلف حالتوں کے متعلق ہیں۔ ایک تو وہ وقت ہے کہ جب جنگ جاری ہے۔ توپوں کے دھانے کھل رہے ہیں۔ آسمان سے آگ برس رہی ہے اور ایک حالت وہ ہے جس وقت کہ بظاہر جنگ کے کوئی آثار نہیں اس وقت کے لئے فرمایا۔ **واحدو نھم ما متلقه** (نقل مطابق اصل۔ ناقل) مہیا کرو دشمنوں کے لئے۔ وہ دشمن کوئی ہو۔ کہیں ہو۔ کبھی ہو۔ **من قوة** قوت قرآن نے ایک جامع لفظ کہہ دیا۔ ایک زمانہ میں بندوق قوت تھی اور آج توپ بھی قوت ہے۔ فرمایا کہ قوت مہیا کرو۔‘‘ (’’خطبات امیر شریعت‘‘ مرتبہ جانباز مرزا صفحہ ۸۷ شائع کردہ مکتبہ ’’تبصرہ‘‘ (بیرون دہلی گیٹ) لاہور)

اگر ’’امیر شریعت‘‘؟ قرآن مجید کا نام نہ لیتے تو سمجھا جا سکتا تھا کہ انہوں نے اپنی کسی شریعت کا ذکر کیا ہے جس کے وہ امیر تھے۔ لیکن چونکہ انہوں نے قرآن کے حوالہ سے جنگ سے متعلق احکام بیان کرتے ہوئے **واحدو نھم ما متلقه** کے الفاظ بقول جانباز مرزا اپنی زبان سے ادا کئے تو پھر ہر شخص یہ حق رکھتا ہے کہ

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو ''امیر شریعت'' تسلیم کرنے والے علماء سے دریافت کرے کہ وہ بتائیں کہ ''امیر شریعت'' کی بیان کردہ آیت جو یقیناً عربی تو نہیں ہے قرآن میں کہاں وارد ہوئی ہے؟ یہ الفاظ ہیں کس زبان کے؟ یہ تحریف ہے یا اضافہ؟ کیا ''امیر شریعت'' ہونے کی حیثیت میں انہیں قرآن میں تحریف و تبدیل یا اضافہ کا حق حاصل تھا؟ تو پھر کیا اسے جوشِ خطابت قرار دیا جائے گا یا محض سہو کتابت؟

* * *

علامہ سید مناظر احسن گیلانی اور تحریفِ قرآن؟

یا اغلاطِ کتابت؟

برِّ صغیر کے ممتاز محقق و مؤلّف علامہ سید مناظر احسن صاحب گیلانی نے حضرت شاہ اسمٰعیل مجدد صدی سیزدہم کی شہرہ آفاق تصنیف ''طبقات'' کا ترجمہ شائع کیا جس میں مندرج چند آیات مع اصل آیاتِ قرآنی کے قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لئے ذیل میں سپردِ اشاعت کی جاتی ہیں۔

(۱) ''وادسینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ''

(طبقات صفحہ ۱۴۱ مترجم علامہ سید مناظر احسن گیلانی ناشر اللجنۃ العلمیہ حیدرآباد)

اصل آیت: ''وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ''(القصص: آیت:۸)

(۲) ''لیسالہ من فی السماوٰت و الارض'' (طبقات صفحہ ۲۱۸)

اصل آیت: ''یَسْئَلُہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ'' (الرحمٰن آیت ۳۰)

(۳) ''کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ'' (طبقات صفحہ ۲۲۳)

اصل آیت: ''کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَکَةٍ ''(سورۃ النور آیت ۳۶)

(۴) ''مستغرع لکم ایها الثقلان'' (طبقات صفحہ ۲۳۱)

اصل آیت: ''سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ'' (الرحمٰن آیت:۳۲)

(۵) ''ام نجعل الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات کالمسدین فی الارض۔'' (طبقات صفحہ ۲۵۶)

اصل آیت: ''اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ۔'' (سورہ صٓ آیت ۲۹)

(۶) ''و مسخرلکم ما فی السماوات و ما فی الارض جمیعا منه'' (طبقات صفحہ ۲۶۸)

اصل آیت : ''وَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ'' (جاثیہ آیت ۱۴)

(۷) ''و مسخرلکم الشمس و القمر دائبین'' (طبقات صفحہ ۲۶۸)

اصل آیت: ''وَ سَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ'' (ابراہیم آیت ۳۴)

(۸) ''و ما تشاؤن الا نشاء اللّٰہ'' (طبقات صفحہ ۳۱۵)

اصل آیت: ''وَ مَا تَشَآءُ وْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ'' (الدھر: آیت ۳۱)

(۹) ''ان الذین یباء لعونک انما یبائعون اللّٰہ'' (طبقات صفحہ ۳۹۹)

اصل آیت : ''اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ'' (الفتح آیت ۱۱)

(۱۰) ''الیه یصیعد الکلم الطیب'' (طبقات صفحہ ۴۲۵۔ مترجم مناظر احسن گیلانی)

اصل آیت: ''اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ'' (فاطر: آیت:۱۱)

مولانا کوثر نیازی وزیر اوقاف واطلاعات اور تحریفِ قرآن؟

کیا معاذ اللہ مولانا نے بھی تحریفِ قرآن کے جُرم کا ارتکاب کیا ہے؟؟

مولانا کوثر نیازی پیپلز پارٹی کے مشہور راہنما اور پاکستان کے وزیر اوقاف و اطلاعات ہیں آپ کی بعض تازہ تصنیفات میں درج شدہ بعض آیات مع اصل آیات کے ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں۔

”لنھم من بعد خوفھم امنا“

(”اسلام ہمارا دین“ صفحہ۳۷۔ ازمولانا کوثر نیازی۔ ناشر فیروزسنز لمیٹڈ)

اصل آیت: **”وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا“** (النور آیت۔۵۶)

” فانقذِکم منھا“

(”اسلام ہمارا دین“ صفحہ۲۳۱۔ مصنفہ مولانا کوثر نیازی۔ ناشر فیروزسنز لمیٹڈ)

اصل آیت: **” فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا“** (آل عمران آیت:۱۰۴)

”الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ“

(”اسلام ہمارا دین“ صفحہ۲۲۸۔ مصنفہ مولانا کوثر نیازی۔ ناشر فیروزسنز لمیٹڈ)

اصل آیت: **”اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ“** (الزمر آیت:۳۷)

”علم اَنِ سیکُون منکم مرضی و آخرون یضربون فی الارض یتسقونِ من فضلِ اللّٰہ“

(”اسلام ہمارا دین“ صفحہ۲۲۰۔ مصنفہ مولانا کوثر نیازی۔ ناشر فیروزسنز لمیٹڈ)

اصل آیت: **”عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى**

اْلاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ‘‘ (المزمل آیت: ۲۱)

’’فکانّما احیاء الناس جمیعا ط ‘‘

(’’اسلام ہمارا دین‘‘ صفحہ ۸۷۔ ازمولانا کوثر نیازی۔ ناشر فیروزسنز لمیٹڈ)

اصل آیت: ’’فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ط ‘‘ (المائدہ آیت ۳۳)

’’لو شاء اللّٰہ ما اشرکوا و لا اٰبآؤنا‘‘

(’’بصیرت‘‘ صفحہ ۱۷۷۔ مصنفہ مولانا کوثر نیازی۔ ناشر فیروزسنز لمیٹڈ)

اصل آیت: ’’لَوْشَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکْنَا وَ لَا اٰبَآؤُنَا‘‘ (الانعام آیت: ۱۴۹)

’’و ما یتزغفک من الشیطان نزخ‘‘

(’’تخلیق آدمؑ‘‘ صفحہ ۷۵۔ مصنفہ مولانا کوثر نیازی۔ ناشر فیروزسنز لمیٹڈ)

اصل آیت: ’’وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ‘‘ (الاعراف آیت: ۲۰۱)

’’و لما باتِهم تاویلُہٗ کذالک کذبَ الذین من قبلھم‘‘

(’’تخلیق آدمؑ‘‘ صفحہ ۲۶۔ مصنفہ مولانا کوثر نیازی۔ ناشر فیروزسنز لمیٹڈ)

اصل آیت: ’’وَ لَمَّا یَاْتِہِمْ تَاْوِیْلُہٗ کَذٰلِکَ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ‘‘

(یونس: آیت: ۴۰)

* * *

دہلی کے ممتاز ادیب وسوانح نگار جناب ملّا واحدی

تحریفِ قرآن؟ یا سہوِ کتابت؟

”فقو لا قو لا لینا“ (”حیات سرور کائنات“ جلد دوم صفحہ۳۰۲ تالیف ملا واحدی)

اصل آیت: ”فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا“ (طٰہٰ۔آیت۔۴۵)

❁ ❁ ❁

آیاتِ قرآنی کے مختلف ٹکڑوں کو مربوط کرنے کا تفسیری اسلوب

اور مودودی صاحب

مودودی صاحب ”تفہیم القرآن“ جلد۵ صفحہ ۵۷۴ پر لکھتے ہیں۔

”قرآن میں اکثر مقامات پر سعی کا لفظ کوشش اور جدوجہد کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً لَیُسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی. وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا. فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ. وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیُھَا۔“

مندرجہ بالا اقتباس جن چار مستقل آیات کے حصوں پر مشتمل ہے ان کا متن قرآن عظیم سے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

۱۔ وَ اَنْ لَّیُسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیo (النجم:۴۰)

۲۔ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُوْلٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا o (بنی اسرائیل:۲۰)

۳۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی ۔ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ؀ (الصّٰفّٰت: ۱۰۳)

۴۔ وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَ یُهْلِکَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَاللّٰہُ لَایُحِبُّ الْفَسَادَ ؀ (البقرہ : ۲۰۶)

مکمل آیات کی بجائے صرف متعلقہ حصوں کو درج کر کے کسی مضمون پر استدلال کرنے کا جوشاندار انداز حضرت بانئ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے قریباً پون صدی قبل اختیار فرمایا تھا۔ آج اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ مودودی صاحب جیسے معاند احمدیت بھی اپنی تفسیر میں اس کے اپنانے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ جس پر ان کا محولہ بالا حوالہ شاہد ناطق ہے۔ اب اخبار ’’ایشیا‘‘ اور دوسرے مودودی حلقے بتائیں کہ کیا مودودی صاحب نے حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے طرز تحریر کی نقل کر کے قرآن مجید کی خدمت کی سعادت حاصل کی ہے یا خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پاک کلام کو محرف و مبدل کر کے رکھ دیا ہے؟

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو! کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ

* * *

''حضرت'' مولانا مفتی محمود صاحب سابق وزیرِ اعلیٰ سرحد (محقّق و مفکّر ' فقیہ و محدّث)

جنرل سیکرٹری جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان

کیا یہ تحریفِ قرآن ہے؟ یا سہوِ کتابت؟

(۱) ''للرّجال نصیب ممّا ترک الوالدین و الاقربون (الایۃ)'' (سورۃ النساء)

(اذانِ سحر مولانا مفتی محمود کے انٹرویوز اور تقاریر کا مجموعہ صفحہ ۶۱ ناشر عزیز پبلیکیشنز ۵۶ میکلوڈ روڈ۔ لاہور)

اصل آیت: ''لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ'' (النساء:۸)

(۲) ''ثلۃ من الاوّلین و تلۃ من الآخرین''

(''لولاک'' ۱۳/مئی ۱۹۶۸ء صفحہ ۵۔ خطبہ صدارت)

اصل آیت: ''ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۙo وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْآخِرِیْنَ''۔ (الواقعہ:۴۰'۴۱)

(۳) '' و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء موضات اللّٰہ'' (ایضاً)

اصل آیت: '' وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ''

(البقرہ:۲۰۸)

(۴) '' السابقون الاولون من الھاجرین و الانصار'' (ایضاً)

اصل آیت: '' وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ'' (التوبہ:۱۰۰)

⁂

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے اسلوبِ تفسیر کی جھلک اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی تقریر

قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو شورش صاحب ’’سفیرِ اسلام‘‘ اور ’’بلبل بستان نبوت‘‘ قرار دیتے ہیں۔ قاضی صاحب موصوف کی سوانح حیات میں لکھا ہے کہ ’’فخر ملّت حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی‘‘ نے چک ۱۰۹/۱۲۲ تحصیل و ضلع منٹگمری کے ایک جلسۂ ختم نبوت‘‘ میں تقریر دلپذیر کی۔ قاضی صاحب نے شروع میں قرآنِ مجید وفرقانِ حمید کی چند آیات کے کچھ حصّے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ. شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ. اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ۔

تلاوت فرمائے‘‘ (سوانح۔ صفحہ ۱۷۸ ناشر مکتبہ احسان نزد چھلیک۔ ملتان)

مندرجہ بالا الفاظِ قرآنی جن آیات سے ماخوذ ہیں۔ وہ سورۃ والناس (آیت ۲) سورۃ سبا (آیت ۲۹) سورۃ البقرہ (آیت ۱۸۶) اور آل عمران (آیت ۹۷) میں مفصّل رنگ میں درج ہیں۔ مگر قاضی صاحب نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے تفسیری اسلوب کی پیروی میں ان کی یکجا طور پر تلاوت کی۔ فرمائیے کیا یہ تحریفِ قرآن ہے۔

* * *

مشہور بریلوی عالم مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی مدیر ’’رضوان‘‘

کیا یہ تحریفِ قرآن ہے؟

(۱) ’’و من یطع اللّٰہ و رسولَہ و یخش اللّٰہ و تیقہ فاولٰئک ھم الفائزون.‘‘ (ہفتہ وار ’’رضوان‘‘ لاہور صفحہ ۵۶۔ ۲۸؍فروری ۱۹۵۳ء۔ دینی ترجمان اہلسنت والجماعۃ)

اصل آیت: ’’وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ.‘‘ (النور۔ آیت:۵۳)

(۲) ’’ان عینا جمعہ و قرآنہ‘‘ (’’رضوان‘‘ لاہور صفحہ ۶۶۔ ۲۸؍فروری ۱۹۵۳ء)

اصل آیت: ’’اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ قُرْآنَہٗ‘‘ (القیٰمۃ۔ آیت:۱۸)

(۳) ’’ ثم ان عینا بیانہ‘‘ (ہفتہ وار ’’رضوان‘‘ لاہور ۲۸؍فروری ۱۹۵۳ء صفحہ ۶۷ سطر نمبر۱)

اصل آیت: ’’ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ‘‘ (القیٰمۃ۔ آیت:۲۰)

(۴) ’’و لو ان القری اٰمنوا و اتقُو لفتحنا علیھم برکاتٌ من السماء و الارض‘‘ (ہفتہ وار ’’رضوان‘‘ لاہور۔ اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۳)

اصل آیت: ’’وَ لَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ‘‘ (الاعراف۔ آیت:۹۷)

* * *

صدرالافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین صاحب

تحریفِ قرآن؟ یا سہوِ کتابت؟

(۱) ’’یاایھا الذین اٰمنو لاتخذوا بطّالة من دونکم لایاتونکم خبالا‘‘۔

(مجموعہ افاضاتِ صدرالافاضل صفحہ۹۱۔ از صدرالافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین۔ ناشر: ادارہ نعیمیہ رضویہ سواداعظم۔ لاہور)

اصل آیت: ’’یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَایَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا‘‘۔ (آل عمران:۱۱۹)

(۲) ’’للرجال نصیبا مما ترک الوالما ان مالا قربون و النساء نصیب مماترک الوالدان و الاقربون.‘‘ (افاضات صدرالافاضل صفحہ۲۰۸)

اصل آیت: ’’لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ. (سورۃ النساء:۸)

(۳) ’’ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیا عند ربھم یرزقون فرحین بما اقام اللّٰہ من فضله.‘‘ (افاضات صدرالافاضل صفحہ۴۱۶)

اصل آیت: ’’وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ.‘‘ (ال عمران:۱۷۰،۱۷۱)

(۴) ’’قل شغفھا حبا ان لزاھا فی ضلال مبین.‘‘ (افاضات صدرالافاضل صفحہ۴۱۶)

اصل آیت: ’’قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ط اِنَّ لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ‘‘ ۝ (یوسف:۳۱)

❀ ❀ ❀

مولانا مودودی صاحب اور تحریفِ قرآن؟

یا سہوِ قلم و کتابت؟

(۱) اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَ اَیۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا اُولٰٓئِکَ لَاخَلَاقَ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ وَ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنۡظُرُ اِلَیۡهِمۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ وَ لَا یُزَکِّیۡهِمۡ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ۔ (آل عمران رکوع ۸)

(الجہاد فی الاسلام طبع دوم ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۹۹ شائع کردہ دفتر رسالہ ’’ترجمان القرآن‘‘ ذیلدار پارک اچھرہ لاہور پاکستان)

اصل آیت: اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَ اَیۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا اُولٰٓئِکَ لَاخَلَاقَ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ وَ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنۡظُرُ اِلَیۡهِمۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ وَ لَا یُزَکِّیۡهِمۡ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ. (آل عمران آیت ۷۸ رکوع ۸)

مندرجہ بالا آیت نقل کرتے ہوئے اس کے آخر میں مولوی مودودی صاحب نے نہ صرف عَذَابٌ اَلِیۡمٌ کی بجائے عَذَابٌ عَظِیۡمٌ لکھا ہے بلکہ ترجمہ بھی اس تبدیلی کے مطابق ہی درج کیا ہے یعنی ’’ان کے لئے دردناک عذاب ہے‘‘ کی بجائے لکھا ہے ’’ان کے لئے بڑا عذاب ہے‘‘۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اسے محض کتابت کا سہو یا طباعت کی غلطی کیونکر قرار دیا جا سکے گا؟

(۲) وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ اِنَّ الۡعَهۡدَ کَانَ مَسۡئُوۡلًا ۔ (بنی اسرائیل رکوع ۴) (ایضاً صفحہ ۲۰۰)

اصل آیت: وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ اِنَّ الۡعَهۡدَ کَانَ مَسۡئُوۡلًا. (بنی اسرائیل ع ۴ آیت ۳۵)

(۳) فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَیۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ وَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡهُمۡ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیۡرًا......الخ (النساء رکوع ۱۲: آیت ۹۰)

(ایضاً صفحہ ۲۰۳)

اصل آیت: فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِیًّا وَّ لَانَصِیْرًا۔ (النساء رکوع ۱۲: آیت ۹۰)

(۴) مَاکَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ عَرَضَ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ (الانفال:۹)

(ایضاً صفحہ ۲۰۷)

اصل آیت: مَاکَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ط تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا صلے وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ط وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ (الانفال رکوع ۹ آیت ۶۸)

* * *

حضرت مولانا شمس الحق افغانی شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

تحریفِ قرآن؟ یا سہوِ کتابت؟

(۱) ’’قطرة اللّٰه التی قطر الناس علیها لاتبدیل لخلق ذلک الدین القیم ......‘‘ (ہفت روزہ ’’لولاک‘‘ لائلپور۔ مورخہ ۷؍جون ۱۹۶۸ء صفحہ ۶)

اصل آیت: ’’فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ط لَاتَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ‘‘ (الروم:۳۱)

(۲) ’’اولئک حزب اللّٰه الا انّ حزب اللّٰه هم المفلهون‘‘

(ہفت روزہ ’’لولاک‘‘ لائلپور۔ مورخہ ۷؍جون ۶۸ء صفحہ ۶ کالم ۱)

اصل آیت: ’’اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ‘‘

(سورہ المجادلة: آیت ۲۳)

ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ صاحب

تحریفِ قرآن؟ یا سہوِ کتابت؟

’’اطیعوا اللّٰہ و الرسول و اُولی الامر منکم‘‘

(حرف محرمانہ۔ (احمدیت پر ایک نظر) صفحہ ۲۴۔ از ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ)

اصل آیت: اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء:۶۰)

* * *

مولانا حافظ محمد جاوید صاحب روپڑی مدیر ’’تنظیم اہلحدیث‘‘

تحریف قرآن؟ یا سہو قلم؟

’’مزایأمنا م ممَّن کَتَمَ شَهَادَةَ عِنْدَهٗ مولاللم‘‘

(تنظیم اہلحدیث۔ ۱۰۔۱۷/نومبر ۱۹۶۷ء۔ صفحہ ۳)

اصل آیت: ’’وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ‘‘ (البقرہ:۱۴۱)

* * *

تحریفِ قرآن کا الزام اور اس کی نامعقولیت

ڈواڑھائی ماہ قبل ماڈل ٹاؤن لاہور کے ایک غیر معروف اور گمنام مولوی صاحب نے نام پیدا کرنے اور تمام سابقہ اور موجودہ نامور ’’علماء دین‘‘ پر ایک ہی جست میں سبقت لے جانے کے جوش میں ایک عجیب وغریب فتنہ اٹھانے کی کوشش کی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہ مولوی صاحب بڑی تگ ودَو اور دَوڑ دُھوپ کے بعد بہت دُور کی کوڑی لائے۔ اتنی دور کی جہاں آج تک اُمت میں سے کسی بڑے سے بڑے عالمِ دین کی بھی رسائی نہ ہوئی تھی۔ وہ دُور کی کوڑی جو خود ان کے اپنے بیان کے مطابق ان کے ہاتھ لگی یہ تھی کہ انہوں نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اَسّی کتب میں درج شدہ بے شمار آیاتِ قرآنی میں سے گنتی کی چند آیات میں کتابت کی چند ایک غلطیاں ڈھونڈ نکالیں اور ’’قرآنِ کریم میں لفظی تحریف...... اہم انکشاف‘‘ کے زیرِ عنوان ایک مضمون گھسیٹ مارا۔ پہلے تو انہوں نے اسے بعض ہفت روزہ اخباروں میں طبع کرایا اور پھر باقاعدہ ایک کتابچہ کی صورت میں اسے چھاپ کر بہت واویلا کیا کہ نعوذ باللہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے قرآن میں جان بوجھ کر تحریف کی ہے۔ پھر اپنی طرف سے ایسی اغلاط کی تعداد دس تک پہنچانے کے لئے ان میں ایک ہی مضمون سے تعلق رکھنے والی قرآن مجید کی متعدد آیات کے بعض ایسے ٹکڑوں کو بھی شامل کرلیا جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان میں پائے جانے والے تفسیری ربط کی وجہ سے ایک ساتھ درج کر کے ان سے اکٹھا

استدلال فرمایا ہے۔ انہوں نے استدلال کے اس نہایت ہی مفید اور مؤثر اسلوب کو بھی تحریف قرار دینے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھا۔ الغرض انہوں نے کتابت کی دو چار اغلاط اور اس اسلوب کو آڑ بنا کر تحریف تحریف! کا شور مچا ڈالا اور ’’علماء اسلام‘‘ کی کم نظری کا ماتم کرتے ہوئے اس امر پر حیرت اور افسوس کا اظہار کیا کہ۔

’’اتنی فاش غلطی علماءِ اسلام کی نظر سے نہ گزری‘‘

(ٹریکٹ۔ ’’قرآن کریم میں لفظی تحریف۔ اہم انکشاف‘‘ صفحہ۶ مطبوعہ۱۹۷۳ء)

پھر دُور کی کوڑی لانے میں اپنی دَوڑ دھوپ اور کاوش کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کرنے کے بعد لکھا۔

’’یہ مختصر سا واقعہ تھا جس سے تحریفِ آیاتِ قرآن از مرزائے قادیان کا سراغ ملا جس سے اُمتِ مسلمہ آج تک بے خبر رہی‘‘ (ایضاً صفحہ۹)

اور پھر کتابچہ کے آخر میں عوام کو ان الفاظ میں اشتعال دلانے کی کوشش کی۔

’’اُٹھو! اور قرآن مجید پر ظلمِ عظیم ’تحریف‘ کے خلاف احتجاج کرو اور حکومت کو مجبور کرو کہ وہ ربوہ سے جواب طلب کرے۔ ایسی کتب...... ضبط کر لی جائیں اور آئندہ اشاعت پر پابندی عائد کر دی جائے۔‘‘ (ایضاً صفحہ۱۴)

تمام سابقہ اور موجودہ ’’علماءِ اسلام‘‘ پر کم نظری اور پوری اُمت مسلمہ پر بے خبری کا الزام لگانے والے مولوی صاحب کی اس فتنہ انگیزی پر سے پردہ اٹھانے کے لئے ہمیں مجبوراً بعض نامی گرامی ’’علماءِ دین‘‘ کی تحریر کردہ تفاسیر قرآن، کتب و تالیفات اور تقاریر و خطبات وغیرہ میں سے سلسلہ وار ایسے اقتباسات شائع کرنا پڑے جن میں

آیاتِ قرآنی بڑی کثرت سے غلط درج کی گئی ہیں۔ اس سے ہمارا مقصد ان ''علماءِ دین'' پر تحریفِ قرآن کا الزام لگانا نہ تھا بلکہ دکھانا یہ مقصود تھا کہ مضامین اور کتب وغیرہ میں آیات قرآنی درج کرنے میں سہوِ کتابت کی وجہ سے سرزد ہونے والی اغلاط کو تحریف قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کون نہیں جانتا کہ کاتب صاحبان مسودات نقل کرتے وقت کیا کچھ گُل نہیں کھلاتے۔ کاتبوں کی نادانستہ غلطی کو نہ مصنف کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اور نہ ایسی غلطی تحریف قرار پاسکتی ہے۔ اور پھر قرآن مجید میں تو سرے سے تحریف ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہر قسم کی تحریف سے یکسر پاک بنایا ہے۔ اس نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہوا ہے اور وہ محفوظیّت تامہ کے وعدہ کو چودہ سو سال سے پورا کرتا چلا آ رہا ہے اور قیامت تک اسے پورا کرتا چلا جائے گا۔

ہم اب تک ۲۵ نامی گرامی ''علماءِ دین'' کے مضامین، تقاریر اور کتب میں درج شدہ ۸۲ آیات میں ۱۳۴ موٹی موٹی غلطیوں کی نشاندہی کر چکے ہیں۔ ان میں امام ہمام حجۃ الاسلام امام محمد الغزالیؒ۔ ''امیر شریعت''؟ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی۔ مفتیٔ اعظم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؔ۔ علامہ سید محمد سلیمان صاحب ندوی۔ اخوان تحریک کے قائد جناب حسن البناء۔ اخوان لیڈر جناب شیخ حسن الہیضمی۔ صدرالمدرسین دارالعلوم اجمیر شریف مولانا حکیم ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی۔ مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائلپور۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب۔

مولانا سید داؤد احمد صاحب غزنوی۔ مشہور حنفی خطیب مولوی محمد بخش صاحب مسلم۔ اہل حدیث عالم مولوی عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈا نگری۔ امیر اہل حدیث ’’حضرت العلام‘‘ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب۔ ممتاز محقق ومؤلف علامہ سید مناظر احسن گیلانی۔ وزیر اوقاف و حج و اطلاعات مولانا کوثر نیازی۔ ممتاز ادیب وسوانح نگار جناب ملاّ واحدی۔ سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد مولانا مفتی محمود۔ مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی مدیر ’’رضوان‘‘۔ صدر الافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین صاحب۔ سابق امیر جماعت اسلامی مولانا مودودی صاحب۔ شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور مولانا شمس الحق صاحب افغانی۔ ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برقؔ۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جیسے مشاہیر ’’علماءِ دین‘‘۔ ’’مفتیانِ کرام‘‘ ’’شیخ الحدیث‘‘ ’’شیخ التفسیر‘‘ اور ’’امیر شریعت‘‘ کے اسماءِ گرامی شامل ہیں۔

ابھی ہمارے پاس ہر فرقہ اور ہر مکتبِ فکر کی کتب میں پائی جانے والی ایسی صدہا اغلاط کی تفصیل موجود ہے۔ اگر مزید تلاش جاری رکھی جائے تو ایسی اغلاط کی تعداد بلا مبالغہ ہزاروں ہزار تک پہنچ سکتی ہے کیونکہ بقولیکہ کوئی کشمش نہیں جس میں تنکا نہ ہو کسی بھی عالمِ دین (خواہ وہ کسی بھی فرقے یا مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو) کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس میں درج شدہ آیاتِ قرآنی میں کاتب صاحبان اور پروف ریڈر صاحبان کی ’’مہربانی‘‘ سے (اور یہ ’’مہربانی‘‘ بجائے خود بشری تقاضا کی مرہون ہے) سرے سے کوئی غلطی ہی نہ ہو۔ پھر ان میں جیسا کہ ہم گزشتہ اشاعتوں میں مثالیں پیش کر چکے ہیں بعض اغلاط ایسی بھی ہیں جن میں نہ صرف اپنی طرف سے بعض الفاظ کا

اضافہ کیا گیا ہے بلکہ قرآنی الفاظ بدل کر ان کی بجائے اپنی طرف سے دوسرے الفاظ درج کئے گئے ہیں اور پھر ستم بالائے ستم یہ کہ ترجمہ بھی اس تبدیلی کے مطابق کیا گیا ہے اور بعض جگہ تو محسوس یوں ہوتا ہے جیسے آیت ہی اپنے پاس سے گھڑ کر اسے قرآن کریم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

پھر جہاں تک ایک ہی مضمون کی مختلف آیاتِ قرآنی کے ایسے ٹکڑوں کو جن میں باہم تفسیری ربط پایا جاتا ہے یکجائی صورت میں پیش کر کے ان سے استدلال کرنے کے اسلوب کا تعلق ہے ہم نے ’’علماءِ دین‘‘ کی کتابوں اور تفاسیر میں سے اس کی مثالیں بھی پیش کر کے واضح کیا ہے کہ اس اسلوب کے نہایت مؤثر اور مفید ہونے کے باعث یہ اتنا مقبول ہوا کہ بعض نامور ’’علماءِ دین‘‘ نے بھی تقلید کے طور پر اپنی کتب میں اسے اختیار کیا اور اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ ہم نے اس ضمن میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری، سید محمد سلیمان صاحب ندوی، مولانا مودودی صاحب اور احسان احمد صاحب شجاع آبادی وغیرہم کی کتب میں سے اس کی مثالیں بطور نمونہ پیش کیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ان سب مثالوں سے جو ہم گزشتہ شماروں میں سلسلہ وار پیش کرتے رہے ہیں موٹی سے موٹی عقل کے آدمی پر بھی یہ حقیقت آشکار ہوگئی ہوگی کہ کتابت کی چند ایک غلطیوں کو تحریفِ قرآن قرار دینا سراسر غیر معقول ہے۔ اور اس کا مقصد فتنہ انگیزی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ایسی غلطیوں کی وجہ سے کتابوں کی ضبطی کا مطالبہ کرنے کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہر فرقے اور ہر مکتبِ فکر کے اسلامی لٹریچر کو ضبط کر

کے اس کی اشاعت پر پابندی لگا دی جائے۔ معترض صاحب کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں تو بڑی دَوڑ دھوپ اور تلاشِ بسیار کے بعد کتابت کی چند ایک اغلاط ہی ملی ہیں ورنہ ہر اسلامی فرقے اور ہر مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ’’علماءِ دین‘‘ کی کتب تو جیسا کہ ہم قبل ازیں مثالیں دے دے کر واضح کر چکے ہیں۔ آیاتِ قرآنی میں کتابت کی اغلاط سے بھری پڑی ہیں۔ اب اگر سہوِ کتابت کو تحریفِ قرآن پر محمول کر کے کتابیں ضبط کرانے کا سلسلہ چل نکلا تو شاید ہی کسی ’’عالمِ دین‘‘ کی کتاب ضبط ہونے سے محفوظ رہ سکے۔

چونکہ گزشتہ اشاعتوں میں خود ’’علماءِ دین‘‘ کی کتابوں میں سے اغلاط کی مثالیں پیش کرنے کے نتیجہ میں تحریفِ قرآن کے الزام کی نامعقولیت اظہر من الشّمس ہو چکی ہے اور اس میں پوشیدہ فتنہ انگیزی کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم شائع کردہ مثالوں پر ہی اکتفا کرتے ہوئے ’’علماءِ دین‘‘ کی کتابوں میں درج شدہ بعض آیاتِ قرآنی میں سہوِ کتابت کی افسوسناک اغلاط کی نشاندہی کا سلسلہ بند کر رہے ہیں۔ ہمارا مقصد اس قسم کی الزام تراشیوں اور ان کی آڑ میں کئے جانے والے مطالبوں کی نامعقولیت اور فتنہ انگیزی کو اُجاگر کرنا تھا۔ سو بحمد اللہ تعالیٰ یہ مقصد پورا ہو چکا ہے کیونکہ ع

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے!

(روزنامہ الفضل ۱۸؍دسمبر ۱۹۷۳ء صفحہ۲)

* * *

ضمیمہ نمبر ۱۳

مَودُودِی شہ پارے

ادارہ تحفظ پاکستان
پشاور۔ کراچی۔ لاہور۔ ڈھاکہ

فرمانِ مُصطفٰے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ
مِنْ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ

یعنی مسلمان صرف وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے
دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(جامع ترمذی ابواب الایمان)

تعارف

چونکہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کی جماعت کی یہ مستقل اور بنیادی پالیسی ہے کہ وہ اپنے ہر قول وفعل پر ’’اسلام‘‘ اور ’’شوکتِ اسلام‘‘ کا لیبل ضرور چسپاں کر دیتی ہے۔ اس لئے مذہب کے نام پر کھیلے جانے والے اس انتیس۲۹ سالہ ڈرامہ اور اس کے پراپیگنڈہ سے بعض لوگ اس حد تک متأثر ہو گئے ہیں کہ وہ دیانتداری سے واقعی طور پر بانی مودودیت جناب ابوالاعلیٰ صاحب مودودی امیر جماعت اسلامی کو ’’مزاج شناسِ رسول‘‘ اور ’’اسلام کا علمبردار‘‘ سمجھتے ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کے لٹریچر کا سرسری مطالعہ کرنے والا کوئی شخص اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتا کہ مولانا مودودی اور ان کے رفقاء اسلام کے نام پر بالکل ایک نئے مذہبِ فکر (School of Thought) کے علمبردار اور جداگانہ زاویہ نگاہ کے حامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا نے اسلامی حقائق کا مطالعہ خالصۃً اپنی عینک سے فرمایا ہے اور اس کی تفصیلات کا نقشہ ان کی آزاد طبع کا رہینِ منّت ہے۔ چنانچہ مولانا خود تحریر فرماتے ہیں۔

’’اسلام کو جس صورت میں مَیں نے اپنے گردوپیش کی مسلم سوسائٹی میں پایا میرے لئے اس میں کوئی کشش نہ تھی۔ تنقید وتحقیق کی صلاحیت پیدا ہونے کے بعد پہلا کام جو میں نے کیا وہ یہی تھا کہ اس ’’بے روح مذہبیت‘‘ کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا۔ جو مجھے میراث میں ملی تھی ...... پس درحقیقت میں ایک نومسلم ہوں۔ خوب

جانچ کر اور پرکھ کر اس مسلک پر ایمان لایا ہوں جس کے متعلق میرے دل اور دماغ نے گواہی دی ہے۔ میں غیر مسلموں ہی کو نہیں بلکہ خود مسلمانوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور اس دعوت سے میرا مقصد اس نام نہاد سوسائٹی کو باقی رکھنا اور بڑھانا نہیں ہے جو خود ہی اسلام سے بہت دور ہٹ گئی ہے۔‘‘

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۳، ۱۴ طبع اوّل)

اس ’’دعوت اسلام‘‘ کی نوعیت کیا ہے؟ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ لکھتے ہیں۔

’’ہم خالص اسلام پیش کرتے ہیں۔ مگر قدامت پسند گروہ کی طرح نہیں ہم Liberalism کے قائل ہیں مگر جدّت پسند گروہ کی طرح نہیں‘‘۔ (تسنیم ۲۰ر جون ۱۹۵۵ء)

اس تجدّد پسندی کا افسوسناک نتیجہ اس رنگ میں رونما ہوا کہ جناب مودودی صاحب اور ان کے رفقاء کی تحریرات ہر مکتبۂ فکر کے مسلمانوں کے لئے تیر ونشتر بن گئیں یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف خود مولانا مودودی صاحب کو بھی ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

’’اب تک میں نے کوئی چیز ایسی نہیں لکھی جس پر کسی نہ کسی گروہ کو چوٹ نہ لگی ہو اور اگر میں یہ فیصلہ کرلوں کہ کوئی ایسی چیز نہ لکھی جائے جو مسلمانوں کے کسی گروہ کو ناگوار ہو تو شاید کچھ بھی نہ لکھ سکوں۔‘‘ (رسائل مسائل صفحہ ۲۸۳ طبع اوّل ۱۹۵۱ء)

اس واضح حقیقت کے باوجود عوام مولانا مودودی صاحب کی کتب میں اسلام اور اکابرِ اسلام اور اُمّت کی دوسری شخصیتوں کا تذکرہ پڑھ کر حسن ظنّی میں مبتلا ہو جاتے ہیں حالانکہ جو الفاظ ان کو اس طرف کھینچ کر لانے کا موجب ہوتے ہیں ان کا مطلب

اور مفہوم ان کے اپنے عقیدہ و مسلک اور ذہنی تصوّر و تخیّل کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ بطور مثال ''اسلام'' کا لفظ ہر مسلمان استعمال کرتا ہے۔ مگر جناب مودودی صاحب اور ان کے رفقاء جب یہ لفظ استعمال کریں گے تو ان کے نزدیک اس کی بالکل جدا تعریف ہوگی اور اس وقت ان کے سامنے ایک ایسے نظام کا نقشہ آ جائے گا جو اشتراکی اور فاش ازم کے مماثل ہے اور جس میں خارجیت اور انارکزم تک کے لئے گنجائش نکل آتی ہے۔

اسی طرح جب کوئی مسلمان عالم اسلام کے کسی فرقہ کا ذکر کرے گا تو اس کے نزدیک وہ ملتِ اسلامیہ ہی کے ایک جزو کا ذکر کر رہا ہوگا۔ مگر مولانا مودودی کا چونکہ نظریہ یہ ہے کہ یہ تمام فرقے جاہلیت کی پیدا کی ہوئی اُمّتیں ہیں اس لئے ان کے قلم سے کسی فرقہ کی تعریف پڑھ کر جماعت اسلامی کے مخصوص ارکان کو تو غلطی نہیں لگ سکتی۔ مگر عوامی ذہن ضرور متأثر ہو سکتا ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ ان کو خود اعتراف ہے کہ

''اس کا دین ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک سیاست ہے۔''

(ترجمان القرآن صفحہ ۷ مئی ۱۹۵۰ء)

اور پھر مولانا صاحب کا یہ فتویٰ بھی موجود ہے۔

''عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے وجوب تک کا فتویٰ دیا گیا ہے۔''

(ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۸ء)

یہ تھی وہ اہم ترین ضرورت جس کو محسوس کرتے ہوئے یہ مختصر کتابچہ مرتّب کیا گیا

ہے جس میں تقریباً ایک سو بیس الفاظ کی تشریح مولانا مودودی صاحب اور ان کے رفقاء کے مستند لٹریچر سے جمع کر دی گئی ہے۔ بالفاظ دیگر یہ مودودی جماعت کی ’’صالح ڈکشنری‘‘ ہے۔ جس کے سرسری اور یکجائی مطالعہ ہی سے یہ امر بالکل عیاں ہو جائے گا کہ کس طرح مولانا صاحب نے ’’تجدّد پسندی‘‘ کی آڑ میں اسلام کے حقیقی خدوخال کو بالکل مسخ کر کے رکھ دیا ہے اور اسے ایک ایسے ازم کی شکل دے دی ہے جو کمیونزم اور فاشزم سے بھی زیادہ بھیانک ہے یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت نہ صرف صحیح اسلامی نظام کے لئے بلکہ ملک وقوم کے تمام اسلام پسند طبقوں کے لئے ہمیشہ ایک زبردست خطرہ ثابت ہوئی۔ خصوصاً ملکی انتخابات کے ہر مرحلہ پر اس کی خلافِ شریعت اور امن شکن اور اخلاق سوز سرگرمیاں نقطۂ عروج کو پہنچ جاتی رہیں۔ لہٰذا موجودہ ماحول میں اس بات کی پہلے سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ کہ جو لوگ مولانا مودودی صاحب کی نام نہاد ’’اسلامی خدمات‘‘ سے متأثر ہوئے ہیں۔ ان کو مولانا صاحب کے صحیح نظریات سے واقف کرایا جائے تاکہ وہ حقائق کی روشنی میں اپنے خیالات پر نظر ثانی کر سکیں۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں یہ کتابچہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

* * *

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
	الف	
۱	(حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ	۳۳۱
۲	(امام الہند مولانا) ابوالکلام آزاد	//
۳	اتّباعِ سنت	//
۴	احرار	//
۵	اخوان المسلمون	//
۶	ادارہ طلوعِ اسلام	۳۳۲
۷	ارتداد	//
۸	ارکان جماعت اسلامی	//
۹	اسلام	//
۱۰	اسلامی تاریخ	//
۱۱	اسلامی بینک	//

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱۲	اسلامیہ کالج	۳۳۳
۱۳	اسلامی ریاست	//
۱۴	اسلامی بادشاہ	//
۱۵	اسلامی تہذیب وتمدن	//
۱۶	اسلامی آرٹ	//
۱۷	اسلامی فلسفہ	//
۱۸	اسلامی فرقے	//
۱۹	اسلامی ممالک	//
۲۰	اکابرین تصوف	//
۲۱	امام مہدی	//
۲۲	امریکہ	//
۲۳	انتخابی پراپیگنڈہ	۳۳۴
۲۴	انتخابی مہم	//
۲۵	انتخابی اُمیدواری	//
۲۶	اہلِ کتاب	//
۲۷	ائمّہ مساجد	//

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۲۸	سر مسٹر ایمرسن	۳۳۴
	ب	
۲۹	بخاری شریف	۳۳۵
۳۰	برسر اقتدار طبقہ	//
۳۱	بھارتی مسلمان	//
	پ	
۳۲	پاکستان	۳۳۶
۳۳	پاکستانی پولیس اور فوج	//
۳۴	پاکستانی ریڈیو	//
۳۵	پسماندہ اقوام	//
۳۶	پیدائشی حق	//
	ت	
۳۷	تبلیغ دین	۳۳۷
۳۸	تصوّف	//
۳۹	تقویٰ	//

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۴۰	تلوار	۳۳۷

ج

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۴۱	جدید تعلیم یافتہ طبقہ	۳۳۸
۴۲	جمہوری اسمبلیاں اور پارلیمنٹیں	//
۴۳	جماعت اسلامی	//
۴۴	جرائم کی فہرست	//
۴۵	جمہوری انتخاب	//
۴۶	جھوٹ	//
۴۷	جہاد فی سبیل اللہ	۳۳۹
۴۸	جہاد	//

چ

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۴۹	چڑیا گھر	۳۳۹

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
	ح	
۵۰	حدیث	۳۳۹
۵۱	حسَن البَنّا	//
۵۲	(سیدالشہداءحضرت امام)حسین علیہ السلام	//
۵۳	(مسٹر)حمیدنظامی (مرحوم)	۳۴۰
۵۴	حنفی	//
	خ	
۵۵	(حضرت) خالدؓ	۳۴۰
۵۶	خانقاہیں	//
۵۷	خدا	//
۵۸	خلافت	۳۴۱
	د	
۵۹	دارالاسلام	۳۴۱
۶۰	دجّال	//

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۶۱	دین	۳۴۱
۶۲	دیوبند	//
	ڈ	
۶۳	ڈرامہ نویس	۳۴۱
	ذ	
۶۴	ذمّی	۳۴۲
	ر	
۶۵	رائے عام	۳۴۲
۶۶	(حضرت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	//
۶۷	رفعِ ذکر	//
	س	
۶۸	سرکاری ملازم	۳۴۳
۶۹	(سر) سید احمد خان	//
۷۰	(حضرت) سید احمد بریلویؒ	//

نمبرشمار	عناوین	صفحہ
۷۱	سمِّ قاتل	۳۴۳
	ش	
۷۲	(حضرت) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۳۴۳
۷۳	شیخ الاسلام	۳۴۴
۷۴	شیطان کی فصل	//
	ص	
۷۵	صالح	۳۴۴
۷۶	صحابہ کرامؓ	//
	ط	
۷۷	(مسلمانوں کا) طبقۂ متوسط	۳۴۴
	ظ	
۷۸	ظلم	۳۴۵
	ع	
۷۹	عبادالرّحمٰن	۳۴۵

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۸۰	(مولانا) عبدالماجد۔ دریا آبادی	۳۴۵
۸۱	(جمال)عبدالناصر	//
۸۲	(مولانا) عبیداللہ سندھی	//
۸۳	عرب	//
۸۴	عرب نیشنلزم	۳۴۶
۸۵	(مولانا سید)عطاءاللہ شاہ بخاری امیر شریعت	//
۸۶	(حضرت) عمرؓ	//
۸۷	(حضرت)عمر بن عبدالعزیزؒ	//
۸۸	(حضرت) عیسیٰؑ	۳۴۷
۸۹	عید میلاد کے جلسے	//

غ

۹۰	غالبؔ دہلوی	۳۴۷
۹۱	حجۃ الاسلام (حضرت امام) غزالیؒ	//

ف

۹۲	فرشتہ	۳۴۸

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۹۳	فوٹوگرافی	۳۴۸
	ق	
۹۴	قائداعظمؒ	۳۴۸
۹۵	قدیم تمدّنِ اسلام	//
۹۶	قراردادِ مقاصد	۳۴۹
۹۷	قرآنِ کریم	//
	ک	
۹۸	کالج	۳۴۹
۹۹	کشمیر	//
۱۰۰	(مولانا) کوثر نیازی	//
۱۰۱	کلید بردار کعبہ مطوف وحکومتِ حجاز	۳۵۰
۱۰۲	کنونشن مسلم لیگ	//
	گ	
۱۰۳	(مسٹر) گاندھی	۳۵۰
۱۰۴	گُم کردہ راہ	//

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
	ل	
۱۰۵	(شہیدِ ملت) لیاقت علی خاں مرحوم	۳۵۰
	م	
۱۰۶	(حضرت) مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۳۵۱
۱۰۷	(میاں) محمد طفیل قیّم جماعت اسلامی	//
۱۰۸	نوٹ	//
۱۰۹	مسلم نیشنلزم	//
۱۱۰	مسلم لیگ	//
	مسلم لیگ کا ریزولیوشن	//
۱۱۱	مسلم لیگی اکابر	۳۵۲
۱۱۲	مسلمان	//
۱۱۳	مسلمان امراء	//
۱۱۴	مسئلہ الوہیت مسیحؑ	//
۱۱۵	(علامہ) مشرقی ۔ بانی خاکسار تحریک	//
۱۱۶	ملکی طبقات	//
۱۱۷	(مولانا) مودودی صاحب	//
۱۱۸	مہاجر	۳۵۳

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱۱۹	مؤلفۃ القلوب	۳۵۳
۱۲۰	معلّمینِ حج	//
۱۲۱	منتظمینِ کعبہ	//
	ن	
۱۲۲	نظام شیطانی	۳۵۴
۱۲۳	(مولانا) نعیم صدّیقی	//
۱۲۴	(اخبار) نوائے وقت	//
۱۲۵	نماز	//
	و	
۱۲۶	وکالت	۳۵۵
۱۲۷	وعظ	//
۱۲۸	وہابی	//
	ہ	
۱۲۹	ہنگامہ آرائی (ایجی ٹیشن)	۳۵۵
	ی	
۱۳۰	یورپ	۳۵۵

مولانا مَودُودِی اور اُن کے رُفقاء
اپنی تحریرات کے آئینہ میں

(حروف تہجّی کی ترتیب سے)

آئندہ صفحات میں تمام حوالہ جات
جناب مَودُودِی صاحب

اور

اُن کے رُفقاء کے رسائل و
تصنیفات سے دیئے گئے ہیں۔

الف

(حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ صدیق اکبر جن سے غلطیاں صادر ہوئیں اور انہوں نے نام لے کر خود اپنی غلطیاں گنوائیں۔ (رسالہ ترجمان القرآن جلد ۳۷ نمبر ۲ صفحہ ۹۹)

(امام الہند مولانا) ابوالکلام آزاد۔ ارتقائے معکوس کا شکار۔ کانگریس کا نمائشی گُڈّا۔ (رسالہ چراغ راہ کا تحریک اسلامی نمبر صفحہ ۶۲)

اتّباعِ سنت۔ حقیقی مومن۔ مسلم، متقی اور محسن بنائے بغیر لوگوں کو متقیوں کے ظاہری سانچے میں ڈھالنے کی کوشش اور نقل اتروانا اتباعِ سنت نہیں جعلسازی ہے۔

(تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں۔ طبع سوم صفحہ ۵۰)

احرار۔ تحفظ ختم نبوت کی آڑ میں خدا اور رسولؐ کے نام سے محض اپنی اغراض کے لئے کھیلنے والا گروہ جس نے مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کیا ہے۔ (مولانا مودودی۔ تسنیم ۲؍جولائی ۱۹۵۵ء)

اخوان المسلمون۔ مصری تحریک جس کے کتب خانوں میں جماعت اسلامی پاکستان کا لٹریچر فروخت ہوتا ہے۔ (الجماعۃ الاسلامیہ شائع کردہ دارالعروبہ۔ دعوتِ اسلامیہ گوجرانوالہ)

اس تحریک کو کرنل ناصر کی حکومت نے سختی سے کچل دیا۔ اس کے متعلق ”چراغِ راہ“ لکھتا ہے۔ ”مصر میں تحریک اخوان کی بساط بظاہر لپیٹ کر رکھ دی گئی۔ یہ سورج ڈوبا تو ہے لیکن طلوع ہونے کے لئے۔ (چراغِ راہ صفحہ ۳۱؍اپریل ۱۹۵۵ء)

ادارۂ طلوعِ اسلام۔ ذہنی عصمت فروشوں کی ایک ٹولی جس میں کچھ لوگ ذہنی اور قلمی قحبہ گری کے پیشہ میں مبتلا رہے۔ (تسنیم استقلال نمبر ۱۹۵۲ء بحوالہ ''مزاج شناس رسولؐ ''صفحہ ۳۷۳)

نوٹ۔ یاد رہے کہ چوہدری غلام احمد صاحب پرویزؔ مدیر طلوعِ اسلام کے خیالات کی اشاعت ابتداءً مولانا مودودی کے پرچہ ترجمان القرآن ہی سے شروع ہوئی تھی۔ (ملاحظہ ہو ترجمان القرآن جلد نمبر ۱۰ نمبر ۱)

ارتداد۔ جماعتِ اسلامی سے پلٹ جانا۔ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ۔

(ارشاد مولانا مودودی۔ روداد جماعتِ اسلامی حصہ اوّل صفحہ ۸ طبع اوّل)

ارکانِ جماعتِ اسلامی۔ جن کو امیر جماعتِ اسلامی سے اجازت لئے بغیر خطاب عام کا حق نہیں۔ (طفیل محمد قیّم جماعت اسلامی، ترجمان القرآن جلد ۲۹ نمبر ۵ صفحہ ۲۸۷)

اسلام۔ فاش ازم اور اشتراکیت سے ایک گونہ مماثل نظام۔ جس میں خارجیت اور انارکزم تک کے لئے گنجائش نکل آتی ہے۔

(اسلام کا نظریہ سیاسی بحوالہ طلوعِ اسلام دسمبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۳۔
شہریت کے حقوق نمبر ۴ صفحہ ۳۸ شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی)

اسلامی تاریخ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مصطفیٰ کمال تک کی پوری تاریخ جسے مسلمان غلطی سے اسلامی تاریخ بتاتے ہیں۔ دراصل اس کا ایک بڑا حصہ اسلام کے نظامِ حق سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ (ترجمان القرآن جلد ۲۸ نمبر ۱ صفحہ ۷)

اسلامی بینک۔ اسلام سے بغاوت کا دوسرا نام۔

(مولانا مودودی ''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش''، طبع ہفتم صفحہ ۴۴)

اسلامیہ کالج۔ جاہلیت کی تعلیم کا ادارہ (ایضاً)

اسلامی ریاست۔ کافرانہ ریاست (ایضاً)

اسلامی بادشاہ۔ فرعون اور نمرود (ایضاً)

اسلامی تہذیب وتمدن۔ جاہلانہ زندگی (ایضاً)

اسلامی آرٹ۔ بُت تراشی (ایضاً)

اسلامی فلسفہ۔ زندقہ اور اوہام لاطائل (ایضاً)

اسلامی فرقے۔ مثلاً اہلحدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنّی، یہ سب اُمتیں جہالت کی پیداوار ہیں۔ (خطبات صفحہ ۷۶ طبع بار ہفتم)

اسلامی ممالک۔ افغانستان، ایران، ٹرکی وغیرہ ممالک جہاں حکومتِ الٰہی کی تبلیغ کرنے والوں کو پھانسی کی سزا ملتی ہے۔ (سیاسی کشمکش حصہ سوم طبع اوّل صفحہ ۱۱۶)

اکابرینِ تصوّف۔ جو تصوّرِ شیخ، مراقبہ ومکاشفہ، ہمہ اوست اور فنا فی الذّات کے بیکار مسائل میں اُلجھے ہوئے ہیں۔ (نعیم صدیقی۔ ترجمان القرآن جلد ۲۷ نمبر ۱ صفحہ ۱۰)

(حضرت) امام مہدی۔ جدید ترین طرز کا انقلابی لیڈر جسے خود بھی خبر نہ ہوگی کہ وہ مہدی موعود ہے۔ یہ راز اس کے مرنے کے بعد اس کے کارناموں سے کھلے گا۔ وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہبِ فکر پیدا کرے گا۔ اور اس کے کام میں کرامات وخوارق، کشوف والہامات اور چِلّوں اور مجاہدات کے لئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔

(تجدید احیائے دین طبع ۱۹۶۳ء صفحہ ۵۲ تا ۵۴)

امریکہ۔ دُنیا کی عظیم مملکت جسے ایک عرصہ ہوا مولانا مودودی نے بروقت

انتباہ کیا تھا کہ ”اگر یہ بلاک فی الواقعہ چاہتا ہے کہ کمیونزم کی روک تھام کے لئے اسے مسلم عوام کا دلی تعاون حاصل ہو تو اسے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اسے مسلم ممالک کے حکمرانوں سے سازباز کرنا ہے یا مسلم ممالک کے عوام (مراد مولانا مودودی کی جماعت۔ ناقل) کا تعاون حاصل کرنا ہے“۔ (تسنیم ۱۹۵۵/۱۲/۱۶ بحوالہ طلوع اسلام دسمبر۱۹۶۳ء صفحہ ۴۳)

انتخابی پراپیگنڈہ۔ جس کے لئے اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

(مولانا مودودی۔ دو دستوری خاکے صفحہ ۲۷)

انتخابی مہم۔ شکاری کتّوں کی دوڑ۔ (کوثر ۲۸/جنوری ۱۹۵۰ء)

انتخابی اُمیدواری۔ خواہ انفرادی طور پر یا پارٹی ٹکٹ پر ہو غیر صالح اور نااہل ہونے کی پہلی اور کھلی علامت ہے۔ (مولانا مودودی۔ انتخابی جدوجہد صفحہ ۷)

اہلِ کتاب۔ قرآن میں جن کو اہلِ کتاب کہا گیا ہے وہ ”نسلی مسلمان“ ہی تھے۔

(سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۳۳ طبع اوّل)

ائمہ مساجد۔ مسجد کی روٹیاں کھانے والے۔ فرضِ دین کو کمائی کا ذریعہ سمجھنے والے، جاہل، کم حوصلہ اور پست اخلاق۔ (خطبات صفحہ ۱۱۱، طبع اوّل)

(سر) ایمرسن۔ ایک سابق انگریز گورنر جس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اخبار تسنیم ۹/جولائی ۱۹۴۹ء نے لکھا کہ ”موصوف نے نہایت وفاداری اور محنت سے اپنے فرائض سرانجام دیئے ہیں پاکستان کے عوام ان کے لئے ممنون ہیں۔“

ب

بخاری شریف۔ وہ کتاب جس کے مندرجات معتبر ترین سندوں سے پہنچے ہیں۔ مگر اس کی حدیثوں کے مضامین کو بلا تنقید قبول کر لینا صحیح نہیں۔

(ترجمان القرآن جلد ۳۹ نمبر ۱، ۲ صفحہ ۱۱۷)

برسرِ اقتدار طبقہ۔ اسلام کا جدید ایڈیشن تیار کرنے والے اسلام کا نام استعمال کر کے عوام کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔ تو دوسری طرف اسلام کی ذمہ واریوں سے بچ کر مغربی اقوام کی خوشنودی حاصل کر رہے ہیں اس گروہ کا سب سے بڑا مرض جہل اور نفاق ہے اور یہ ملک پر ہر قیمت پر قابض رہنا چاہتے ہیں۔ انتخابات کو روپے اور اثر و رسوخ سے جیت کر پھر لوٹ مار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

(چراغ راہ، تحریک اسلامی نمبر صفحہ ۴۲۶)

بھارتی مسلمان۔ جن سے حکومتِ ہند ملیچھوں اور شودروں کا سا سلوک کرے اور ان پر منو کے قوانین کا اطلاق کیا جائے اور شہریت کے حقوق سے محروم کر دیا جائے۔ تو جناب مودودی صاحب کو قطعاً کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

(بیان مولانا مودودی رپورٹ تحقیقاتی عدالت اردو صفحہ ۲۴۵)

پ

پاکستان۔ جنت الحمقاء اور مسلمانوں کی کافرانہ حکومت۔

(مولانا مودودی، ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء صفحہ ۱۵۴۔ و سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۷ طبع اوّل)

مسلمانوں کی مرکب حماقت اور پیغام مرگ۔

(مولانا مودودی۔ روداد جماعت اسلامی پنجم صفحہ ۱۱۴۔۱۱۵)

پاکستانی پولیس اور فوج۔ جس نے ۱۹۴۷ء میں بدمعاشی کی سکیم سوچی اور پھر اسے عملی جامہ پہنایا۔ (مولانا مودودی۔ ترجمان القرآن جون ۱۹۴۸ء صفحہ ۴۹)

پاکستانی ریڈیو۔ جو صبح سے شام تک برابر غلاظت بکھیرتا رہتا ہے۔ انگریز نے بھی اس بیباکی سے ذہنی اور اخلاقی غلاظت نشر نہ کی تھی جس بے باکی سے آج کی جا رہی ہے۔ (ترجمان القرآن جولائی تا ستمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۲۹۱)

پسماندہ اقوام۔ جن پر مسلمانوں نے مسیحی مشنریوں کی دیکھا دیکھی تبلیغ کے لئے نظر رکھنے کی غلطی کا ارتکاب کیا، حالانکہ انبیائے کرام نے کبھی عام لوگوں کو پہلے خطاب نہیں فرمایا۔ (ترجمان القرآن جلد ۲۸ نمبر ۱ صفحہ ۸،۹)

پیدائشی حق۔ حکومت پر تنقید۔

(پمفلٹ جماعت اسلامی، اصول و مقاصد طریق کار نظام جماعت صفحہ ۸)

ت

تبلیغِ دین۔ جس کے لئے مسلمانوں نے بھی اس طرح کے اوچھے ہتھیار استعمال کئے جس طرح عیسائی مشنریوں اور آریوں نے مناظروں میں جو زبان درازیاں، کج بحثیاں اور دھینگا مشتیاں دوسروں نے کیں۔ مسلمان بھی ان میں سے کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ نادان بچوں کو بہکانا اور بھگالے جانا جس طرح دوسروں کے یہاں اشاعتِ دین کے پروگرام کا ایک جزو تھا۔ اسی طرح مسلمان بھی ان چیزوں کو جائز سمجھنے لگ گئے۔ جس زمانے میں شدّھی کا زور تھا ایک بزرگ نے دِلّی کی مسلمان رنڈیوں سے بھی اپیل کی تھی کہ وہ اپنے غیر مسلم آشناؤں میں تبلیغِ اسلام کیا کریں۔

(ترجمان القرآن جلد ۲۸ عدد ۱ صفحہ ۱۰، ۱۱)

تصوّف۔ جس کے بنیادی نظریۓ فکر، کام اور تکنیک اور مزاج میں کہیں نہ کہیں کوئی بڑی بھاری غلطی موجود ہے۔ (ترجمان القرآن جلد ۳۷، عدد ۱، صفحہ ۱۰)

تقویٰ۔ مثلاً بڑے بڑے گریڈوں کا خیال آنے پر ایم۔ اے کے امتحان کی تیاری سے دستکش ہو جانا صحیح اسلامی تقویٰ کہلاتا ہے۔

(روداد جماعت اسلامی حصہ سوم طبع دوم ۱۹۴۸ء صفحہ ۲۱)

تلوار۔ جس سے داعیٔ اسلام ؐ کو وعظ و تلقین میں ناکامی کے بعد شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔ (مولانا مودودی۔ الجہاد فی الاسلام صفحہ ۱۳۷)

ج

جدید تعلیم یافتہ۔ ایسا طبقہ جس میں بزدلی، منافقت اور مصلحت آمیزی کی صفات ہیں۔ (''چراغِ راہ''۔ تحریکِ اسلامی نمبر صفحہ ۴۳۵)

جمہوری اسمبلیاں اور پارلیمنٹیں۔ جن کی رکنیت بھی حرام اور ان کے لئے ووٹ دینا بھی حرام۔ (مولانا مودودی۔ رسائل و مسائل طبع اوّل صفحہ ۴۵۷ ستمبر ۱۹۵۱ء)

جماعتِ اسلامی۔ خدائی فوجداروں کی جماعت جس کے لئے اقتدار پر قبضہ کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ (مولانا مودودی۔ تفہیمات حصہ اوّل۔ زیرعنوان ''جہاد فی سبیل اللہ'' طبع چہارم صفحہ ۷۱ و ''حقیقتِ جہاد'' شائع کردہ تاج کمپنی صفحہ ۵۸، ۵۹)

گفتار میں کردار میں اسلام کی تصویر یہ صاحبِ لولاک یہ اللہ کی شمشیر

(''چراغ راہ'' تحریک اسلامی نمبر صفحہ ۳۱)

جرائم کی فہرست۔ گذشتہ مسلمان بادشاہوں کا غیرمسلموں کو مذہبی آزادی دینا۔ ان بادشاہوں کے جرائم کی فہرست میں لکھے جانے کے قابل ہے۔
(مولانا مودودی۔ ''ارتداد کی سزا''۔ طبع اوّل جون ۱۹۵۱ء صفحہ ۴۰۔۴۱)

جمہوری انتخاب۔ زہریلے دودھ کا مکھن۔

(مولانا مودودی۔ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۱۷۔ طبع اوّل بعنوان ''اسلام کی راہ راست اور اس سے انحراف کی راہیں'')

جھوٹ۔ جس کا استعمال بعض اوقات شرعاً واجب ہوتا ہے۔
(مولانا مودودی، ترجمان القرآن۔ مئی ۱۹۵۸ء)

جہاد فی سبیل اللہ۔ فہرست رائے دہندگان میں نام درج کرنا گویا جہاد فی سبیل اللہ کی فوج میں شامل ہونا ہے۔ (مولانا مودودی۔ اخبار تسنیم ۲۰ رمئی ۱۹۵۸ء صفحہ ۲ کالم ۳)

جہاد۔ اشتراکیت کے اصولوں کی اشاعت۔

(مولانا مودودی۔ ''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' حصہ سوم طبع ہفتم صفحہ ۲۷)

چ

چڑیا گھر۔ موجودہ مسلمانوں کی نام نہاد سوسائٹی جس میں چیل، گِدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں۔ (مولانا مودودی۔ سیاسی کشمکش حصہ سوم طبع اوّل صفحہ ۲۵)

ح

حدیث۔ مجرّد حدیث پر ایسی کسی چیز کی بناء نہیں رکھی جاسکتی جسے مدار کفر و ایمان قرار دیا جائے۔ احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی ہوئی آئی ہیں۔ جن سے حد سے اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمانِ صحت ہے نہ کہ علمِ یقین۔

(مولانا مودودی۔ رسائل و مسائل صفحہ ۶۷ طبع اوّل۔ ستمبر ۱۹۵۱ء)

حسَنُ البنّا۔ مشہور اخوان لیڈر جس کی آواز خدا کی آواز تھی۔

(رسالہ چراغِ راہ۔ کراچی صفحہ ۳۱ جون ۱۹۵۷ء)

(سید الشُّہداء حضرت امام) حسین علیہ السلام۔ جنہوں نے اپنے ووٹ کے حق کو صحیح استعمال کرنے میں جان تک کی بازی لگادی۔

(مولانا مودودی۔ تسنیم ۲۰ رمئی ۱۹۵۸ء صفحہ ۲ کالم نمبر ۴)

(مسٹر) حمید نظامی (مرحوم)۔ مدیر ”نوائے وقت“ جن کے قلم کو اس سے کوئی روک نہیں سکتا کہ مودودی صاحب کو گالیاں دیں۔ انہیں جی۔ ایم سید اور خان عبدالغفار خاں کے ساتھ ملا کر ایک ہی جرم کے مجرموں کی حیثیت سے پیش کریں، انہیں غدّار کہیں۔ ان کو ایک عدالت میں کھڑے ہو کر اپنے ایک ایک لفظ کا حساب دینا ہے۔ اور بحیثیت ایک اخبار نویس کے عام افرادِ انسانی سے بہت زیادہ سخت حساب دینا ہے۔ ایسے ہی وہ لوگ تھے جنہوں نے حاکمِ وقت کے سامنے بضد ہو کر خدا کے ایک نبی کو ڈاکوؤں کے ساتھ صلیب پر لٹکوانے کو خدمتِ قوم سمجھا۔

(نعیم صدیقی، اخبار کوثر ۲۱/ جولائی ۱۹۴۸ء صفحہ ۵)

حنفی۔ مناظرہ و مباحثہ اور فرقہ بازی کی گرمیٔ بازار جس فریق کی برکت ہے۔

(مولانا مودودی۔ رسائل و مسائل صفحہ ۲۳۸)

خ

(حضرت) خالدؓ (رضی اللہ عنہ)۔ سپہ سالارِ اسلام جن کو غیر اسلامی جذبہ کے حدود کی تمیز مشکل ہو گئی۔ (ترجمان القرآن جلد ۱۲ عدد ۴ صفحہ ۲۹۵ بحوالہ ”مودودیت کا پوسٹ مارٹم“ صفحہ ۳۸)

خانقاہیں۔ جو صحیح طرز فکر کے گم ہو جانے کی وجہ سے اپنے فاسد ماحول کی بیش بہا خدمات انجام دیئے جاتی ہیں۔ (ترجمان القرآن جلد ۳۷، عدد ۱، صفحہ ۹)

خدا۔ قادر مطلق ہستی جس کی طرف سے سورتوں میں وسیع مضامین بیان ہونے کی وجہ سے کوئی جامع عنوانات تجویز نہیں کئے جا سکے۔

(مولانا مودودی۔ تفہیم القرآن حصہ اوّل صفحہ ۴۶)

خلافت۔ جس کے حقوق و اختیارات ریاست کے عوام کو حاصل ہوتے ہیں۔
(مولانا مودودی۔ ''دو دستوری خاکے'' صفحہ ۱۹)

د

دارالاسلام (پٹھانکوٹ) جماعتِ اسلامی کا اوّلین مرکز جس کے بارے میں جماعتِ اسلامی نے ۱۹۴۷ء میں اعلان کیا تھا کہ ''اگر کسی علاقے سے مسلمانوں کے قومی خروج یا اخراج کی نوبت آ جائے تو اپنی جگہ چھوڑنے والوں میں ہم سب سے پہلے نہیں بلکہ سب سے آخری ہوں گے۔'' (ترجمان القرآن جلد ۳۱ نمبر ۴ صفحہ ۲۶۱)

(بعد میں یہ مرکز سکھوں کے حوالہ کر دیا گیا)

دجّال۔ ایک افسانہ جس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ (رسائل و مسائل صفحہ ۵۳)

دین۔ دین ہمیشہ سے ایک تھا، ایک ہی رہا۔ اور اب بھی ایک ہی ہے۔ مگر شریعتیں بہت سی آئیں۔ بہت سی منسوخ ہوئی۔ بہت سی بدل گئیں اور کبھی ان کے بدلنے سے دین نہیں بدلا۔ (مولانا مودودی، خطبات بار ہفتم صفحہ ۲۷)

دیوبند۔ متحدہ قومیت کے فتنہ کا مرکز۔ (رسالہ ''چراغِ راہ'' کراچی تحریکِ اسلامی نمبر صفحہ ۶۱)

ڈ

ڈرامہ نویس۔ جن کا ایک گروہ جماعتِ اسلامی کے مجتہد مفکّرین کو مدد پہنچانے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے تا فکری میدانِ کارزار میں ''گوریلا وار'' لڑ سکے۔

(مولانا مودودی۔ رُوداد جماعتِ اسلامی حصہ اوّل طبع اوّل صفحہ ۵۹)

ذ

ذِمّی۔ جوخواہ کیسے ہی جرم کا ارتکاب کرے اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا۔ حتیٰ کہ جزیہ بند کر دینا، عام مسلمانوں کو قتل کرنا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا، یا کسی مسلمان عورت کی آبروریزی کرنا بھی اس کے حق میں ناقضِ ذمہ نہیں۔

(مولانا مودودی۔ الجہاد فی الاسلام صفحہ ۲۴۰)

ر

رائے عام۔ ہماری قوم کی رائے عام جسے جھوٹ کا کوئی طوفان اُٹھا کر ہر وقت فریب دیا جا سکتا ہے۔ (مولانا مودودی۔ ترجمان القرآن جلد ۳۹ عدد ۱، ۲ صفحہ ۷)

(حضرت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جنہوں نے اطراف کے ممالک کو اپنے اصول و مسلک کی طرف دعوت دی، مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ یہ دعوت قبول کی جاتی ہے یا نہیں۔ بلکہ قوت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا۔

(مولانا مودودی۔ ''حقیقتِ جہاد'' شائع کردہ تاج کمپنی صفحہ ۶۵)

رفعِ ذکر۔ جناب مودودی صاحب کا قیدیوں کی زبان پر عقیدت مندانہ کلمات کا نکلنا رفعِ ذکر ہے۔ (وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ)

(نعیم صدیقی۔ ''چراغِ راہ'' قادیانی اقلیت نمبر صفحہ ۸۲)

س

سرکاری ملازم۔ جن میں ایمان فروشوں کی کوئی کمی نہیں۔

(مولانا مودودی۔ ترجمان القرآن جلد۳۹ عدد۱، ۲ صفحہ۷)

(سر) سید احمد خان۔ جدید مذہبی لٹریچر میں معذرت خواہانہ رویہ کے بانی اور اسلام میں قطع و برید کرنے والے۔ (چراغ راہ تحریک اسلامی نمبر صفحہ۵۷)

(حضرت) سید احمد بریلویؒ۔ مجدّد جنہوں نے اسلامی حکومت کے قیام سے قبل سرحد کو اسلامی انقلاب کے لئے اچھی طرح تیار نہ کرنے کی غلطی کی اور ناکام ہوئے۔ (مولانا مودودی تجدید و احیائے دین صفحہ۱۲۲ و ۱۲۳، اشاعت ہفتم جون ۱۹۶۳ء)

سمّ قاتل۔ جلسے، جلوس، جھنڈے، نعرے، یونیفارم، مظاہرے، ریزولیوشن اور ایڈریس، بے لگام تقریریں اور گرما گرم تحریریں۔ (روداد جماعت اسلامی صفحہ۲۸ حصہ اوّل، شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی ذیلدار پارک، اچھرہ)

ش

(حضرت) شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ۔ مجدّدِ اسلام جنہوں نے تصوّف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور نادانستہ ان کو وہی غذا دے دی جس سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی۔

(مولانا مودودی، تجدید و احیائے دین صفحہ۱۱۹۔ اشاعت ہفتم جون ۱۹۶۳ء)

شیخ الاسلام۔ شیخ الاسلام کا تصوّر محض پاپائیت کی تقلید ہے۔ اور دین کی اجارہ داری قائم کرنے کا غیر اسلامی ڈھنگ۔ (کوثر ۲۱ رجنوری ۱۹۵۰ء)

شیطان کی فصل۔ اہلحدیث❶، بریلوی❷ اور دیوبندی❸ حضرات کے فتوے❶، پمفلٹ❷، اشتہار❸ اور مضامین❹۔ (مولانا مودودی ''چراغ راہ'' تحریکِ اسلامی نمبر صفحہ ۳۹۶)

ص

صالح ۔ جس کے لئے خدائی فرمان یہ ہے کہ آگے بڑھو اور لڑ کر خدا کے باغیوں کو حکومت سے بیدخل کر دو اور حکمرانی کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لو[۱]۔

(مولانا مودودی، حقیقتِ جہاد بعنوان جہاد کا مقصد صفحہ ۱۸۔ شائع کردہ تاج کمپنی لاہور)

صحابہ کرامؓ۔ اصحاب النبیؐ جو تربیت رسولؐ کے باوجود جہاد فی سبیل اللہ کی اصل سپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔ (ترجمان القرآن جلد ۱۲ عدد ۴ صفحہ ۲۹۱)

ط

(مسلمانوں کا) طبقۂ متوسط۔ بھاڑے کا ٹٹو۔

(مولانا مودودی۔ مسلمانوں کا ماضی وحال۔ طبع دوم مئی ۱۹۵۲ء صفحہ ۹۱)

---

[۱] صالح کا لفظ جماعتِ اسلامی کے نزدیک ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ کے لئے بھی استعمال ہوسکتا ہے۔ (ترجمان القرآن اگست ۱۹۴۸ء صفحہ ۲۶۲)

ظ

ظلم۔ جہاں عورتوں اور مردوں کی سوسائٹی مخلوط ہو اور ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو، ایسی جگہ زنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہوگا۔

(مولانا مودودی، تفہیمات حصہ دوم صفحہ۲۸۱۔ طبع اول اگست ۱۹۵۱ء)

ع

عبادالرحمٰن۔ لبنان کی دینی جماعت جس کے ارکان نے مولانا مودودی کو باقاعدہ سلامی دی۔ (مولانا مودودی کا دورۂ مشرق وسطیٰ صفحہ۴)

(مولانا) عبدالماجد دریا آبادی۔ مدیر ’’صدقِ جدید‘‘ جنہوں نے انگریزی تفسیر میں اسرائیلیات پر بہت اعتماد کیا ہے اور جن کے اندازِ بیان میں اعتذار پسندانہ اور معذرت خواہانہ رنگ ٹپکتا ہے۔ (ترجمان القرآن صفحہ۲۵۴ جلد۴۹ عدد۴)

(جمال) عبدالنّاصر۔ ارضِ مصر کا نیا فرعون۔

(مولانا مودودی۔ المنیر ۱۹/ جولائی ۱۹۵۷ء)

(مولانا) عبیداللہ سندھی۔ شریعت، تصوّف اور ویدانت کا معجونِ مرکب اور سرسید مرحوم کے فکرِ اثر کا عکس۔ (چراغ راہ تحریک اسلامی نمبر صفحہ۶۱)

عرب۔ جہاں مدّتہائے دراز سے جہالت پرورش پارہی ہے اور ہر طرف گندگی، طمع، بے حیائی، بداخلاقی، بدانتظامی اور دنیا پرستی کا دَور دَورہ ہے اور جہاں عام باشندوں کی ہر طرح گری ہوئی حالت نظر آتی ہے۔ حتّٰی کہ بہت سے لوگ حج کر کے

اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے کچھ کھوآتے ہیں۔ اس میں وہی پرانی مہنت گری پھر تازہ ہوگئی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر ختم کیا تھا۔ پھر تازہ ہوگئی ہے۔

(مولانا مودودی کے خطبات صفحہ۱۹۵و۱۹۶، بارہفتم ۱۹۴۸ء)

عرب نیشنلزم۔ وحدتِ امّت کے لئے ایک فتنہ۔

(مولانا مودودی کا دَورہ مشرقِ وسطیٰ صفحہ۱۷)

(مولانا سید) عطاء اللہ شاہ بخاری۔ امیر شریعت، مخالفوں پر گالیوں کی بوچھاڑ کرنے والے، شاہ جی کبھی لہک لہک کر شعر سناتے اور کبھی ایکٹروں کی طرح تھرک کر ان کو تھیٹر اور سینما سے بے نیاز کر دیتے، بھانڈوں کی مجلس، ہیجڑوں کے طائفے، قوال کی ٹولی، سینما کے تماشے اور تھیئٹر کے ناٹک کا مزا مہیا کرنے والے، پست اخلاق، فسادانگیز اسلوب، مداریوں کے سے کرتب عامیانہ اندازِ خطابت جو تماشہ دکھانے کے لئے ایک بچہ جمورا ساتھ رکھتے تھے۔ (بحوالہ چٹان ۵/مارچ ۱۹۵۶ء نصر اللہ خاں عزیز)

(حضرت) عمرؓ خلیفۂ رسول جن کے قلب سے وہ جذبۂ اکابر پرستی جو زمانۂ جاہلیت کی پیداوار تھا، آنحضرتؐ کی وفات تک پوری طرح محو نہ ہو سکا۔

(ترجمان القرآن جلد۱۲، عدد۴ صفحہ ۲۸۸۔ بحوالہ مودودیت کا پوسٹ مارٹم صفحہ ۳۸، از مولانا احمد علی صاحب امیر خدام الدین لاہور)

(حضرت) عمر بن عبدالعزیزؒ۔ مجدّد صدی اوّل۔ ایک فرمانروا جس کی پشت پر تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت تھی مگر وہ اسلامی حکومت میں مستقل تغیّر پیدا کرنے میں قطعی ناکام ہوا۔ (مولانا مودودی۔ اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوسکتی ہے۔ طبع اوّل صفحہ۲۱)

(حضرت) عیسیٰ علیہ السلام۔ ایک پیغمبر جن کے رفعِ جسمانی اور رفع اِلیٰ السّماء کی تصریح سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ یہی قرآنی رُوح کے مطابق ہے۔

(مولانا مودودی۔ تفہیم القرآن صفحہ ۴۲۱)

عید میلاد کے جلسے۔ مسلمانوں کے تفریحی مشاغل، جن میں شرکت سے مجرم بننے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے جماعت اسلامی کے پروگرام میں اس نوع کے تمام قومی اور مذہبی جلسوں کی شرکت خارج ہے۔ (مولانا مودودی۔ ترجمان القرآن جلد ۲۶ نمبر ۱و۲ صفحہ ۹۱)

غ

غالب (دہلوی)۔ ہمارا قومی شاعر جس کا خاندان باعثِ ننگ ہے۔

(مولانا مودودی۔ مسلمانوں کا ماضی وحال صفحہ ۱۱)

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ۔ پانچویں صدی کے مجدّد جن کے تجدیدی کام میں علمی وفکری حیثیت سے تین قسم کے نقائص تھے۔

۱۔ حدیث میں کمزوری۔

۲۔ عقلیات کا غلبہ۔

۳۔ تصوّف کی طرف ضرورت سے زیادہ میلان۔

(مولانا مودودی۔ تجدید واحیائے دین صفحہ ۷۳۔ طبع ہشتم، جون ۱۹۶۳ء)

ف

فرشتہ۔ تقریباً وہی چیز جس کو ہندوستان اور یونان میں مشرکین دیوی دیوتا قرار دیتے ہیں[۱]

(مولانا مودودی، تجدید واحیائے دین صفحہ ۱۰ حاشیہ طبع چہارم)

فوٹوگرافی۔ ایک پیشہ جو شریعت کے نقطۂ نظر سے جائز نہیں۔

(مولانا مودودی۔ ترجمان القرآن اگست ۱۹۴۳ء صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰)

ق

قائداعظمؒ۔ اسلامی ذہنیت وطرزِ فکر سے خالی اور گُم کردہ راہ لیڈر۔ جس کی سیاست کو اسلامی سیاست کہنا اسلام کے لئے ازالہ حیثیت عُرفی سے کم نہیں۔

(مولانا مودودی۔ مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم طبع ہفتم صفحہ ۲۹ تا ۳۲ وصفحہ ۸۱، ۸۲)

جَنَّتُ الْحُمقَاء کا بانی اور رجلِ فاجر۔

(مولانا مودودی۔ ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء صفحہ ۱۵۴ تا ۱۶۰)

تقسیم ملک کے ڈرامے کا ناکام ترین اداکار جس کی قیادت کی غلطیاں اس سے بہت زیادہ ہیں کہ چند سطروں میں انہیں شمار کیا جا سکے۔

(ترجمان القرآن جون ۱۹۴۸ء، اداریہ از مولانا مودودی)

قدیم تمدنِ اسلام۔ ایک تاریخی ڈرامہ۔

(مولانا مودودی۔ تنقیحات صفحہ ۲۱۰، بار پنجم)

---

[۱] یہ عبارت بعد کے اڈیشنوں میں سے حذف کردی گئی ہے۔ مؤلف

قراردادِ مقاصد۔ برسرِ اقتدار طبقہ کے لئے جال اور اسلام پسند حلقوں کی نگاہ میں دھوکے کی ٹٹی۔ (قاصد۔ انتخابات نمبر صفحہ ۱۱ و پمفلٹ ''مولانا مودودی کی نظر بندی کیوں؟'' صفحہ ۱۹ شائع کردہ نشر و اشاعت جماعت اسلامی)

یہ قرارداد اسی طرح پاس کی گئی۔ جس طرح ہارا ہوا جواری اپنا آخری داؤں پھینکتا ہے۔ (مولانا مودودی۔ ترجمان القرآن جولائی تا ستمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۲۱۳)

قرآن کریم۔ آسمانی کتاب جس میں نہ تصنیفی ترتیب پائی جاتی ہے اور نہ کتابی اسلوب۔ (تفہیم القرآن' دیباچہ صفحہ ۲۰)

ک

کالج۔ جماعتِ اسلامی کے نفوذ اور تبلیغ کا اوّلین حلقہ۔

(رودادِ جماعت اسلامی حصہ اوّل صفحہ ۲۴ طبع اوّل)

کشمیر۔ جہاں پاکستانیوں کے لئے ہندوستانی فوجوں سے لڑنا از روئے قرآن جائز نہیں۔ جب تک حکومت پاکستان اور حکومتِ ہند کے معاہدانہ تعلقات قائم ہیں۔

(مولانا مودودی۔ تسنیم ۱۲/ اگست ۱۹۴۸ء)

(مولانا) کوثر نیازی۔ ایک صالح ادیب' شعلہ نوا مقرر۔ جن کا مشہور شعر یہ ہے ؎

ہوائے فرماں میں آنیوالو مجھے اڑانے میں دیر کیوں ہے؟
کہ طرزِ ادا میرا ہے سرکشانہ کہ طَور میرے ہیں باغیانہ

(کوثر یکم جنوری ۱۹۵۲ء)

کلید بردارِ کعبہ اور مطوّف و حکومتِ حجاز۔ نام نہاد خدمت گزار اور مرکزی عبادت گاہ کے مجاور، جنہوں نے عبادت گاہوں کو ذریعۂ آمدنی بنالیا ہے۔

(خلاصہ) (مولانا مودودی، خطبات طبع ہفتم صفحہ ۱۹۶ از زیرِ عنوان ''حج کا عالمگیر اجتماع'')

کنونشن مسلم لیگ۔ جو کسی فرشتہ کو بھی اپنا امیدوار کھڑا کر دے تو جماعت اسلامی اس کی حمایت نہیں کرے گی۔ (امروز، ۲۰/اگست ۱۹۶۳ء صفحہ ۵)

گ

(مسٹر) گاندھی۔ منزلِ مقصود سے بہت قریب کر دینے والا رہنما! جس کی سیرت مولانا مودودی نے اپنے قلم سے رقم فرمائی۔ (ملاحظہ ہو مولانا مودودی کا مضمون مشمولہ ''مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں'' صفحہ ۱۵۸/۴۳)

گُم کردہ راہ۔ جماعتِ اسلامی کے سوا برصغیر پاک و ہند کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتیں، لیڈر اور علماء۔

(مولانا مودودی، سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۲ طبع اوّل زیرِ عنوان ''اسلام کی دعوت اور مسلمان کا نصب العین'')

ل

(شہیدِ ملت) لیاقت علی خان۔ پاکستان کے پہلے وزیراعظم جنہوں نے مولانا مودودی پر محض اس بناء پر زیادتیاں کیں کہ مولانا کے متعلق ان کو خدشہ تھا کہ کہیں ہماری جگہ یہ شخص امیر المؤمنین نہ بن جائے۔

(مولانا مودودی کی نظر بندی کیوں؟، صفحہ ۲۲، ۲۳)

م

(حضرت) مجدّدِ الف ثانیؒ۔ مجدّدِ اسلام جنہوں نے مسلمانوں کی مرض تصوّف سے ناواقفی کے سبب پھر وہی غذا دے دی جس سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی۔

(مولانا مودودی، تجدید واحیائے دین صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۱۔ اشاعت ہشتم جون ۱۹۶۳ء)

(میاں) محمد طفیل ایم۔اے۔ قیّم جماعتِ اسلامی جن کو سابقہ انتخابات میں جمعیۃ الطلباء پاکستان نے ووٹ دیا اور ان کے حق میں پروپیگنڈا کیا جن کی نگاہ میں مولانا مودودی اسلام کے ہر مسئلہ میں سند تھے اور سند ہیں۔ (قاصد کشمیر نمبر ۱۸ر ستمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۷ کالم ۲)

نوٹ۔ جماعت اسلامی کے ایک سابق لیڈر کے عدالتی بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین کے معنی بھی یہی ہیں کہ ’’انسان خدا کو اپنی زندگی کے متعلق تمام معاملات میں ان کو آخری سند تسلیم کرتا ہو۔‘‘

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت (اردو) صفحہ ۲۳۵)

مسلم نیشنلزم۔ اتنا ہی قابلِ لعنت ہے جتنا ہندوستانی نیشنلزم۔

(مولانا مودودی، سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۸۱ طبع اوّل، بعنوان ’’اسلام کی دعوت اور مسلمانوں کا نصب العین‘‘)

مسلم لیگ۔ خدا سے بے خوف اور اخلاق کی بندشوں سے آزاد جس نے ہمارے اجتماعی ماحول کو بیت الخلاء سے بھی زیادہ گندا کر دیا ہے۔

(مولانا مودودی، جماعت اسلامی کی انتخابی جدوجہد صفحہ ۱۶، شائع کردہ شعبہ نشر واشاعت جماعت اسلامی لائلپور)

مسلم لیگ کا ریزولیوشن۔ جس کے بارے میں مولانا مودودی ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو ’’میری روح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے‘‘۔

(مولانا مودودی، سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۳۱ طبع اوّل زیر عنوان ’’تحریک اسلامی کا تنزّل)

مسلم لیگی اکابر۔ بازی گروں کی جماعت۔ (مولانا مودودی‘ پاکستان کے تین اہم مسائل صفحہ ۴‘ ۵ شائع کردہ شعبہ نشر و اشاعت جماعت اسلامی گاڑی کھاتہ۔ حیدر آباد۔ سندھ)

مسلمان۔ وہ انبوہِ عظیم جس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ (مولانا مودودی‘ سیاسی کشمکش حصہ سوم بار ششم صفحہ ۱۱۵‘ ۱۱۶ زیرِ عنوان ”اسلام کی راہ راست اور اس سے انحراف کی راہیں“)

مسلمان اُمراء۔ جن کی دلچسپی کے صرف دو[۲] مرکز ہیں‘ پیٹ‘ شرم گاہ۔
(مولانا مودودی‘ مسلمانوں کا ماضی و حال صفحہ ۱۳۔ طبع دوم‘ مئی ۱۹۵۲ء)

مسئلہ الوہیتِ مسیح۔ جس کا ردّ کرنے میں مسلمان مبلغین اور مناظرین نے سارا زور صرف کر کے اپنی قوت و قابلیت اور وقت کو برباد کر ڈالا۔ حالانکہ یہ مسائل تو چند انسانوں کی دلچسپی کے تھے باقی دنیا کے سامنے بالکل دوسرے مسائل جن کے حل ہونے پر ہی دنیا کی نجات کا انحصار ہے۔ (ترجمان القرآن جلد ۲۸‘ عدد ا صفحہ ۵۱۴)

(علامہ) مشرقی۔ ایک منافق جو کھلے دشمنانِ اسلام سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ (مولانا مودودی ”الفرقان“ بریلی بابت صفر و ربیع الاوّل ۱۳۵۹ھ صفحہ ۶ تا ۸)

ملکی طبقات۔ مثلاً عوام‘ تعلیم یافتہ حضرات‘ سرکاری افسر‘ اہلکار‘ سیاسی لیڈر‘ اخبار نویس‘ تاجر‘ اہلِ حرفہ‘ زمیندار کسان وغیرہ جو کیریکٹر کے بودے پن اور بے ضمیری میں مبتلا ہیں اور حرام و حلال کی تمیز سے بے گانہ۔
(مولانا مودودی‘ ترجمان القرآن جلد ۳۷ عدد ۳‘ ۴ صفحہ ۱۷۷)

(مولانا) مودودی۔ داعیٔ حق۔ اسلام کے ہر مسئلہ میں سند اور دنیائے اسلام میں اسلامی قانون کا سب سے بڑا ماہر جس کا اصلی منصب یہ تھا کہ اسے پاکستان کا گورنر جنرل بنا دیا جاتا۔ (قاصد‘ کشمیر نمبر صفحہ ۱۷ کالم ۲۔ تسنیم جون ۱۹۴۹ء)

مہاجر۔ بھگوڑے اور بزدل جنہوں نے قومیت کی جنگ لڑی اور جب سزا بھگتنے کی باری آئی تو راہِ فرار اختیار کر لی۔

(نوائے وقت ۱۹۴۸۔۸۔۲۹ بحوالہ ’’جماعتِ اسلامی کا رُخِ کردار‘‘ صفحہ ۲۸۱)

(یاد رہے مولانا کو بھی ’’مہاجر‘‘ ہونے کا شرف حاصل ہے)

مؤلفۃ القلوب۔ دل موہنا۔ جو لوگ اسلام کی مخالفت میں سرگرم ہوں اور مال دے کر ان کے جوشِ عداوت کو ٹھنڈا کیا جا سکتا ہو ان کو مستقل وظائف یا وقتی عطیے دے کر اسلام کا حامی و مددگار یا مطیع و فرمانبردار یا کم از کم بے ضرر دشمن بنا لینا۔

(مولانا مودودی تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ و ایضاً خطبات بار ہفتم صفحہ ۱۶۰
بحوالہ ’’جماعت اسلامی کا رُخ کردار‘‘)

الیکشن میں ووٹوں کی خرید و فروخت اور دفتر طلوع اسلام سے پتہ کی چٹیں کھسکانے کے لئے مالی خدمت کرنا بھی اسی کی ذیل میں آتی ہے۔

(المنیر ۱۹؍ستمبر ۱۹۵۸ء بحوالہ ’’جماعت اسلامی کا رُخِ کردار‘‘)

معلّمینِ حج۔ دلاّل اور سفری ایجنٹ جو دنیا کے ملکوں سے اسامیوں کو گھیر لاتے ہیں اور قرآن کی آیتیں اور حدیث کے احکام لوگوں کو سنا سنا کر حج کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔ (مولانا مودودی، خطبات صفحہ ۱۹۶ طبع ہفتم ۱۹۴۸ء)

منتظمین کعبہ۔ بنارس اور ہردوار کے پنڈت اور مہنت۔

(مولانا مودودی خطبات بار ہفتم صفحہ ۱۹۶)

ن

نظامِ شیطانی۔ جو قومیت کے فلسفے پر قائم ہو۔

(روداد جماعت اسلامی حصہ پنجم صفحہ ۱۴۲)

نعیم صدیقی۔ جدید اسلامی ادب کی تحریک کا باوا آدم۔

(چراغِ راہ، تحریک اسلامی نمبر صفحہ ۲۷۹)

آپ کا ہی یہ انقلابی کلام ہے ؎

سن ہم سے دَورِ طاغوتی ۔۔۔ طاغوتوں سے بیزار ہیں ہم
جب نگری اندھی نگری ہے ۔۔۔ تو اے راجہ غدّار ہیں ہم
اس جرم پہ جو دی جائے سزا ۔۔۔ سہنے کے لئے تیار ہیں ہم

(ایضاً صفحہ ۲۸۰، ۲۸۱)

(اخبار) نوائے وقت۔ ایک گھٹیا ذہنیت کا مظاہرہ کرنے والا روزنامہ جس کا ماتم لاہور کی بزمِ صحافت میں مدت دراز تک کیا جاتا رہے گا۔

(نعیم صدیقی، کوثر ۲۱؍ جولائی ۱۹۴۸ء صفحہ ۵)

نماز۔ جس کی پابندی سے جماعتِ اسلامی کے اچھے اچھے کارکن بھی گریز کرتے ہیں۔ (''چراغِ راہ'' کا تحریک اسلامی نمبر صفحہ ۴۳۷)

و

وکالت۔ قانونِ الٰہی کے خلاف ملکی بغاوت اور زنانِ بازاری کے بعد دوسرے نمبر پر کسبِ حرام۔ (مولانا مودودی، رسائل ومسائل طبع اوّل صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۸)

وعظ۔ ایسی چیز جس سے اب قوم کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ چاروں طرف سے اَئمہء ضلالت اور شیاطین نے گھیر رکھا ہے۔ (ترجمان القرآن، اپریل ۱۹۵۰ء صفحہ ۲۷۵)

وھابی۔ اہلحدیث جن میں بہت سے جاہل اور جھگڑالو آدمی بھی شامل ہو گئے ہیں جو خواہ مخواہ چھوٹے چھوٹے معاملات پر بحث ومباحثہ کا بازار گرم کرتے پھرتے ہیں۔ (مولانا مودودی، رسائل ومسائل صفحہ ۲۳۸)

ہ

ہنگامہ آرائی (ایجی ٹیشن)۔ مسلم لیگی قائدین کا لگایا ہوا باغ جس کی (۱۹۵۳ء میں) پہلی بہار دیکھ کر وہ گھبرا اُٹھے۔ (مولانا مودودی، قادیانی مسئلہ صفحہ ۴۰)

ی

یورپ۔ جس کے بہت سے ممالک میں اجتماعی عدل کی مؤثر تدابیر کی گئی ہیں جہاں تعلیم وتعلّم کا ایک اچھا نظام رائج ہے۔ شخصی آزادی کی حفاظت اور پاسبانی کے لئے دستور وقانون میں تحفظات موجود ہیں جمہوریت اور جمہوری اقدار کا دلوں میں احترام ہے۔ لوگوں کا ایک سیاسی اخلاق اور کردار ہے اور وہاں کے سربراہ کاروں کو اپنے وطن اور قوم سے محبت ہوتی ہے۔ (ترجمان القرآن جلد ۴۹، عدد نمبر ۵ صفحہ ۶۲، ۶۳)